TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188932
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author حامد علی خاں

Title ہزار داستان یعنی ترجمہ الف لیلہ جلد سوم

This book should be returned on or before the date last marked below.

بتوفیق خالق کون و مکان بفضل خلاق زمین و آسمان

یہ کتاب تالیف شاعر سحر بیان مولوی محمد حامد علیخانصاحب حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی عنہ

ہزار داستان

یعنی ترجمہ جلد تیسری

الف لیلہ نثر

بکمال جستجو باہتمام و سعی مالا کلام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین حسب ارشاد چھاپی گئی

سنہ ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصہ غانم اور فتنہ کا

ملکہ شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ اگلے زمانے مین ایک سوداگر ابوایوب نام رہنے والا دمشق
تھا دولت کثیر اُسکے پاس تھی اور ایک بیٹا تھا نہایت شکیل صاحب شعور پہلے اُسکو غانم کہتے
پھر لقب اُسکا بندۂ عشق ہوا اور الکلنب نامے اُسکی ایک لڑکی تھی حسین جو کوئی اُسکو دیکھتا بے ا
عاشق زار ہوجاتا وہ سوداگر بہت دولت چھوڑکے مرگیا چنانچہ سو گٹھریان مال نفیس کی اُسکے گودام مین
رکھی تھین جنمین بھاری بھاری تھان کمخواب اور گلبدن وغیرہ کے تھے اور ہر ایک بستے پر براے
لکھا ہوا تھا اور اُس زمانے مین حاکم دمشق کا محمد زبیدی بیٹا سلیمان کا تھا اور دمشق کو دارالملک
ور زمینی خراج گذار بنی عم ہارون رشید خلیفہ بغداد کا تھا بعد وفات سوداگر کے ایکدن غانم نے اپنی
کہ مین نے ہر ایک بستہ پر بخط جلی لفظ براے بغداد لکھی دیکھی ہے اُسکے کیا معنی مان نے کہا کہ تمھارے ب
تھا کہ جب مال کسی شہر مین لیجانے کا قصد کرتا تو اُسکو باندھ کے ہر گٹھری پر نام اُس شہر کا لکھ دیتا کہ
نہ پڑے اور اندنون یہ گٹھریان باندھ کر وہ آمادہ سفر بغداد کا تھا کہ دفعۃً مرگیا یہ کہہ کے وہ بی بی رو
غانم مغموم اُسوقت جب ہو رہا دوسرے وقت اُسکو خوش پا کر کہا افسوس میرا باپ یہ اسباب بغداد
لیجانے نہ پایا اب مین چاہتا ہون کہ ہمکو بغداد مین لیجاکے بیچون اور بہت فائدہ حاصل کرون اُسکی ما
بہت رنج کیا کہ وہ اُسکو بہت پیار کرتی تھی کہا کہ بیٹا تم کمسن ہو کس طرح متحمل اتنے بڑے سفر کا

ایک تو مین تمھارے باپ کے مرنے سے مبتلائے غم ہون دوسرے اب تم بھی جاہتے ہو کہ اپنی جدائی
سے مجھے رنج دو مناسب یہ ہے کہ یہ اسباب دمشق کے تاجرون کو دیدو اور تھوڑے نفع پر اکتفا کرو غانم نے
بغداد جانے پر اصرار کیا اور کئی غلام حبشی بقدر حاجت خرید کر کے ایکسو شتر کرایہ کے لیے اور سب اسباب سفر
کے ہمراہ پانچ چھ سوداگرون کے کہ بغداد کو جاتے تھے ہو لیا راہ مین بدوون کے ہاتھ سے محفوظ رہا مگر بوجہ
سفر دور دراز کے سب ہمراہی اُسکے ماندے ہو گئے تھے کہ دفعۃً شہر بغداد کو دور سے دیکھتے ہی نہایت
خوش ہوے اور سب خستگی راہ کی بھول گئے اور بغداد مین داخل ہو کے ایک بڑی سرائے آباد مین
سب اُترے مگر غانم نے ایک بڑا عمدہ گھر اسباب نفیس سے سجا ہوا اور اُسمین پائین باغ نہرون اور سوز ختون
میوہ دار سے مرتب تھا کرایہ کو لیکے چند روز تک اُسمین آرام کیا جب ماندگی سفر کی دور ہوئی اچھی
پوشاک پہنکے تاجرون کی مجلس مین گیا اور کئی تھان ابریشمی اور زربفتی بطور نمونہ غلامون کے ہاتھ اپنے ساتھ
لیتا گیا اور تاجرون سے ملاقات کی وہ بڑی خاطرداری اور عزت سے پیش آئے اور نمونے دیکھ کر پسند کیے
اور سب اسباب اُسکا خرید لیا غرض غانم نے چند روز مین سب اسباب اپنا فائدہ کثیر بیچ ڈالا فقط ایک
کٹھری اپنے صرف کے لیے رہنے دی ایکدن بازار کی طرف گیا وہان سب دُکانون کو بند پا کے بحیرت لوگون
سے سبب پوچھا اُنھون نے کہا فلان سوداگر آج مرگیا اُسکی تجہیز و تکفین کو سب گئے ہین غانم نے پوچھا کہ اُس
میت کی نماز کس مسجد مین پڑھینگے اور اُسکو کس گورستان مین لیجائینگے لوگون نے پتہ بتایا غانم غلام
کو رخصت کر کے آپ اُس مسجد کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر سنا کہ نماز پڑھا کے میت کو دفنانے لیے
جاتے ہین غانم بھی جنازے کے ساتھ ہو لیا اور گورستان مین کہ شہر سے بہت دُور تھا جا پہونچا اُس میت
کی قبر سنگین بطور گنبد کے آگے سے تیار تھی اور جگہ کی قلت سے گرداگرد خیمے استادہ کیے تھے میت کو اندر
گنبد کے لے گئے اور سب سوداگر وغیرہ اُن خیمون مین ٹھہرے قرآن خوان وہان قرآن پڑھنے لگے
بعد دفن کے اقربائے میت اور دوسرے سوداگر حلقہ کر کے فاتحہ خوانی کے لیے بیٹھے حتی کہ رات ہو گئی
غانم نے قصد گھر جانے کا کیا اتنے مین موافق دستور بغداد کے کھانا حاضری کا حاضر کیا گیا اس سے معلوم ہوا
کہ سب لوگ شب کو وہان خیمون مین رہینگے دوسرے دن شہر مین جائینگے غانم سوچا کہ مین
اجنبی ہون اگر رات کو یہان رہ جاؤن مبادا اُس شب کو چور آکے میرے گھر مین چوری کرین یا میرے غلام سب
جمع نقد لے کے کسی طرف بھاگ جائین تو مین کہان اُنکو ڈھونڈھونگا اسلیے اُسنے تھوڑا سا کھانا کھا لوگون کی

نظر بچا اپنے گھر کی راہ لی جلدی مین دوڑتا جاتا تھا اتفاقاً تاریکی مین راہ بھول کے اور ہی راہ مین ہو رہا گھومتے گھومتے آدھی رات کو شہر کے دروازے پر پہونچا دروازہ شہر کا بند پایا اب مجبور کیا کرے آخر بعد تلاش بسیار ایک گورستان شہر کے کنارے ملا چارون طرف بلند دیوارون سے گھرا ہوا بیچ مین ایک ناریل کا درخت اُسنے اندر جا کے دروازے کو بند کر لیا اور ایک ہموار جگہ گھاس پر لیٹ رہا مگر بسبب وحشت گورستان کے اُسے نیند نہ آئی گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کے سامنے ٹہلنے لگا دور سے ایک روشنی نظر پڑی کہ چلی آتی تھی خوف کے مارے اُس درخت پر چڑھ گیا اور اُسکے پتون مین چھپکے بیٹھ رہا اتنے مین دیکھا کہ تین شخص بلباس غلامون کا پہنے گورستان مین آئے ایک کے ہاتھ مین لالٹین روشن اور دو اُسکے پیچھے ایک صندوق کندھون پر اٹھائے اندر گورستان کے پہونچے اور صندوق اُتارا ایک نے اُن مین سے

تصویر غانم کی درخت پر چھپ کر بیٹھنے اور غلامون کے صندوق قبرستان مین لانے کی

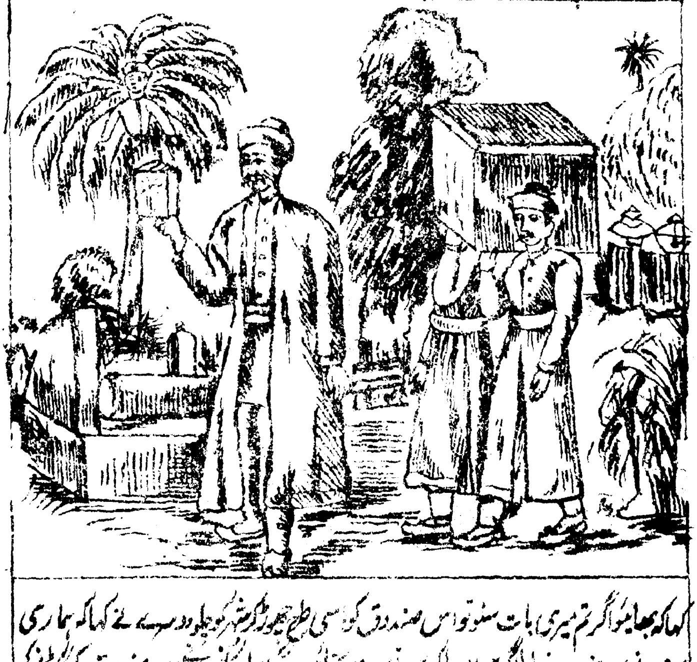

کہا کہ بھائیو اگر تم میری بات سنو تو اس صندوق کو اسی طرح چھوڑ کر شہر کو چلو دوسرے نے کہا کہ ہماری بیبی جی نے ایسا نہین فرمایا اگر ہم ایسا کرین تو مصیبت کھاوین گے اسلیے کہ انھون نے اس صندوق کے گاڑنے کو

تاکید فرمائی ہی تیسرے نے کہا سچ کہتا ہی پھر وہ غلام زمین مین گہرا گڑھا کھود صندوق کو اُسمین دفن کر
گئے غانم نے درخت پر سب باتین اُنکی سُنکر قیاس کیا کہ شاید اُس صندوق مین دولت ہی کسی امیر نے یہان
گڑوائی ہی بعد جانے غلامون کے درخت سے اُترا اور صندوق نکالکر دیکھا کہ اُسمین قفل لگا ہوا ہے
متحیر ہوکر قفل کو بحکمت عملی کھولا اور صندوق کا پٹ جو اُٹھایا تو بجاے زر کے ایک جوان بی بی کو دیکھا
کہ اُسمین پڑی ہوئی ہے نہایت خوبصورت جانا سوتی ہی پھر خیال کیا کہ اگر سوتی تو کھڑکھڑاہٹ سنکے جاگتی
پھر بازوبند اور کان کے بالون کو دیکھا کہ ہیرے کے ہین اور مالاے مروارید بڑے موتیون کا اُسکے
گلے مین اور پوشاک شاہانہ پہنے ہے اس سے جانا کہ یہ بی بی خلیفہ کے محل کی ہے اور اُسکے حسن و جمال کو
دیکھکر عاشق ہوگیا اور پہلے اُسنے دروازہ قبرستان کا بند کیا پھر اُس بی بی کو صندوق سے نکالکر ایک
ہموار زمین پر رکھا جب اُسکو ہوا لگی اُسمین طاقت آئی اور جنبش کرنے لگی اور آدھی آنکھین کھولکر
پکاری اری زہرہ بستان شاہ سقم مرکان کاسہ بوس نور النہار سوہی نزہت الزمان تم سب کہان ہو یہ
سب نام اُسکی خواصون کے تھے جو اُسکی خدمت مین دن رات حاضر رہتی تھین جب دیکھا کہ کوئی جواب نہین
دیتی حیران ہوئی اور اچھی طرح آنکھ کھولی تو اپنے تئین قبرستان مین پایا نہایت اندوہگین ہوکے بآواز بلند
بولی آیا یہ مردہ واسطے زندگی کے یہان آیا ہی یا دن قیامت کا آپہونچا غانم نے سامنے آکر کہا کہ مین اجنبی ہون
اور قضا و قدر فقط تمھاری ہی زندگی کے لیے مجھے یہان لائی ہی اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن اس بی بی نے
پوچھا کہ مین کیونکر اس گورستان مین آئی اور کون مجھے یہان لایا غانم نے تین غلامون کے صندوق کا لانا
اور اُسکو دفن کرنا بیان کیا اُس بی بی نے غانم کو دیکھتے ہی اپنا منھ ڈھانپ لیا غانم اُسکی حیا داری سے
نہایت رنجیدہ ہوا بی بی نے کہا الحمد للہ کہ میری زندگی کے لیے ایسے لایق شخص کو یہان بھیجا اب تو صبح
ہوتے ہی شہر مین جا ایک خچر کرایہ کا کر لا مین اسی صندوق مین لیٹی ہون تو اسے مقفل کرکے اپنے گھر
مجھے لے چل اور مین تو پیادہ پا تیرے ساتھ چلتی مگر اس پوشاک سے چھپ سکونگی اور مین تیرے گھر
پہونچکر سب قصہ بیان کرونگی غانم صندوق کو گڑھے سے نکال مٹی سے صاف کر سامنے لایا وہ بی بی اُسمین
جا لیٹی غانم نے اُسکو اُسی طرح سے بند کیا اور روانہ ہوکے گورستان سے شہر کیطرف روانہ ہوا اور شہر مین جاکر
ایک خچر کرایہ کر لیا اُسکو گورستان مین آیا اور خچر والے سے کہا کہ مین ایک اس صندوق کو گورستان تک لایا
تھا اب تو اس صندوق کو شہر مین میرے گھر پہونچا پھر اُن دونون نے اُس صندوق کو اُٹھا کر خچر کی پیٹھ پر رکھا

اور اُسے چارون طرف سے باندھکر شہر کی طرف روانہ ہوے غانم تمام راہ نہایت ہراسان جاتا تھا کہ مبادا اگر یہ راز کھلے تو خدا جانے کس مصیبت مین پڑون جب وہ اپنے گھر خیر سے صندوق لیکر پہونچا خچر والے کو رخصت کیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ دروازہ بند کر اُسنے بند کر لیا پھر بی بی کو صندوق سے نکالکر کمرے مین لیگیا اور پوچھا کہ اب مزاج تمھارا خوش ہے بی بی نے کہا اچھی ہون اور تمھاری نہایت ممنون پھر غانم ایک غلام کو ساتھ لے کے بازار گیا اور طرح طرح کے کھانے مول لیے پھر اچھے اچھے میوے خریدے اور بہت نفیس شراب مول لی پھر گھر کو آیا اور اپنے ہاتھ سے اُن سب کو دسترخوان پر چنکر کہا کہ اب تم اسکو تناول کرو اُسنے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ بیٹھکر کھاؤ غانم بیٹھ گیا اور جب اُسنے اپنے برقع کو اُتار کر الگ رکھ دیا غانم نے ایک طرف برقع کے بڑے حرفون مین ریشم سے کڑھا ہوا دیکھا کہ اُسپر لکھا تھا کہ مین تیری ہوں اور تو میرا ہے اے فرزند بنی عم کے اور فرزند بنی عم سے مراد ہارون رشید ہے غانم گھبرایا اور کہا مقدس بی بی تم اپنا نام و نشان بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس سے علاقہ رکھتی ہو اُسنے کہا میرا نام فتنہ ہے اور کوئی بغداد مین نہین ہے کہ مجھے نہ جانتا ہو مین معشوقہ خلیفہ ہارون رشید کی ہون بچپن سے اُسکے محل مین آئی تھی اور سب باتونکی تعلیم مین نے محل مین خلیفہ کے پائی اور خلیفہ میری لیاقت اور حسن کو ملاحظہ فرماکے مجھے دل سے پیار کرنے لگا اور ایک مکان خاص مجھے رہنے کو دیا اور بیس لونڈیان اور بیس خواجہ سرا میری خدمت اور محافظت کے لیے مقرر کیے اور اسقدر دولت دی کہ مثل شہزادیون کے اپنی گذر کرنے لگی زبیدہ خاتون کہ بیاہتا اور اقربا خلیفہ سے ہے مجھ سے حسد کرنے لگی اور درپے میری ہلاکت کے ہوئی مگر بسبب میرے ہوشیار رہنے کے قابو اُسکا پڑ نہین سکتا تھا آخر رفتہ رفتہ میری کسی کنیز کو طمع سے بہکایا اُسنے قابو پاکر غیبت مین خلیفہ کے اُسی لونڈی سے اول شب شربت مین کوئی دوا بیہوشی کی ملاکر مجھے پلوائی جسکے پینے سے مین بیہوش ہو گئی تب اُسنے مجھے صندوق مین بند کر زندہ دفن کر دیا مگر رشتہ حیات باقی تھا کہ خدا نے تجھے اُس گورستان مین پہونچایا کہ تو نے صندوق کھولا اور مجھے اپنے گھر مین لایا اگر اس بات کو زبیدہ سنے تو جان سے تجھے مروا ڈالے اب جبتک کہ خلیفہ باہر ہے مین تمھارے گھر مین ہون اور ورود بعد داخل ہونے شہر کے میرے لیے نہایت بیقرار ہوگا اور میری تلاش مین کوتاہی نہ کریگا اگر اُسے خبر ہوگی کہ مین تیرے گھر مین ہون اُسی وقت مجھے بلوا لیگا اور تجھے قتل کریگا غانم یہ تقریر سُنکے گھبرایا اور کہا بی بی تم تو مہرحال سچی ہو مگر میرا بچنا دشوار ہے فتنہ نے کہا کوئی کسی کے گھر کی خبر نہین جانتا جبتک

کہ اُسکے گھر والے خبر فاش نہ کرین غانم نے کہا سچ ہے مگر میرے غلام یہان کسی سے ربط
جنسے کچھ بات چیت کرین اور اگر اچانک کوئی میرا غلام تم کو بھی دیکھے گا تو گمان کریگا کہ تم ہی
اور تا مقدور فتنہ کو کسی اپنے غلام کے روبرو نہین کرتا یہی گفتگو تھی کہ کسی نے اُسکے دروازے کو
کھڑ کھڑایا غانم اُٹھا کہ کون ہے اتنے مین اُسکے ایک غلام نے آکے خبر دی کہ نان بائی آپکے لیے کھانا مقرری
لایا ہے غانم خوان کھانے کا غلام کے ہاتھ سے آپ گھر مین لیگیا اور فتنہ کو کھلا کے کہا کہ بی بی اب تم ذرا آرام
کرو مین ابھی پھر آتا ہون یہ کہہ کے وہ بازار کو گیا اور دو لونڈیان نفیس خرید کرکے لایا اور دونون کو
فتنہ کی خدمت مین دیا فتنہ خوش ہوئی اور کہا تمنے مجھے زیادہ تر زیر بار احسان کیا اب مین خدا سے دعا
مانگتی ہون کہ پھر میرے دن پھیرے اور مجھے میری دولت پر اختیار رہے تو اسکا عوض تمہے کرون تم سبب
میری دوبارہ زندگی کے ہوے غانم اس تقریر سے نہایت مسرور اور ممنون ہوا اگرچہ محبت دونون کو
آپس مین کمال تھی مگر غانم جانتا تھا کہ جو چیز خاص آقا کے لیے ہے نوکر پر حرام ہے جب شام کو اُسنے شمعین
مکان مین روشن کرکے دسترخوان بچھایا میوے چنے اور شراب تھی کہ وہان کے لوگ دن کو روٹی وغیرہ
کھاتے تھے اور رات کو فقط شراب و میوون پر قناعت کرتے پھر دونون نے میوے کھانے شروع کیے اور
دو تین گلاس شراب کے پی مزے مین آ گانے لگے جب رات بہت آئی غانم دوسرے مکان مین سو رہا اور فتنہ
اُسی جگہ کنیزین نو خرید فتنہ کی پائینچی کو حاضر ہوئین ایک مدت تک دونون یہی دیتے رہتے سوا بات
چیت کے اور کوئی امر پیش نہ آیا لیکن جسقدر غانم فتنہ پر فریفتہ تھا ویسی ہی فتنہ بھی اُسے پیار کرتی اور غانم کے گھر مین
رہا کرتی بغداد مین کوئی سوا ایک لونڈی کے اس امر سے آگاہ نہ تھا اور وہ تینون غلام بھی جو صندوق کو
قبرستان مین گاڑ آئے تھے نہین جانتے تھے کہ اسمین کیا ہے مگر زبیدہ خلیفہ کے ڈر سے ہر دم خائف اور اپنی
اس حرکت بیجا پر ہمیشہ پشیمان ہو کر سوچتی تھی کہ خلیفہ فتنہ کو بہ نسبت اور خواصون کے نہایت چاہتا ہے
جب وہ سفر سے آکے مجھ سے حال پوچھے گا مین کیا کہونگی کوئی تدبیر ایسی سوچتی تھی کہ ہارون رشید کے مواخذہ
سے نجات پائے اسی فکر مین اُسنے ایک بڑھیا کو کہ اُس کی دایہ تھی بلوا بھیجا اور اس سے
کہا کہ انا جان مین تم سے اپنا دکھ کہا کرتی ہون اور تم اسمین مجھے صلاح اچھی بتا کے میری اعانت کیا کرتی ہو
اب بھی تمکو ایک صلاح کے لیے کہ جس سے مجھے دن رات چین نہین تکلیف رہتی ہے تم کچھ تدبیر بتاؤ پھر مفصل
حال فتنہ کا بیان کیا اُسنے کہ آفت روزگار اور اُستاد ابلیس مکار کی تھی کہا کہ بی بی تم خاطر جمع رکھو اور ذرا نہ ڈرو

تدبیر سوچی ہے تم عمل مین لاؤ زبیدہ نے پوچھا کیا اُسنے کہا کہ تم ایک لکڑی کا پتلا بڑا سا بنواؤ مین اُسپر پرانے کپڑے لپیٹ کر کفن پہناؤنگی تم حکم دینا کہ اس لاش کو بادشاہی قبرستان مین دفن کرو اور جلد بڑا مقبرہ عالیشان بنواؤ اور ایک تصویر کو کالے کپڑے پہنا کے قبر پر رکھو اور گرد قبر کے رات کو چراغ بہت سے جلانا اور تم خود فتنہ کی ماتمداری مین سیاہ پوش ہو کر مقبرے مین کبھی کبھی جانا اور اسیطرح تمہاری اور فتنہ کی خواصین خواجہ سرا اور سب سردار دولت سیاہ پوش ہو ہر روز مقبرے مین جا کے ماتم کیا کرین خلیفہ آکے جب یہ حال دیکھیگا تو سبب پوچھیگا اُسوقت تم کہیو کہ یہ سوگ فتنہ کا ہے کہ وہ پیچھے تمہارے دفعۃً مر گئی اور اُس قبرستان مین مدفون ہوئی اُسکا مقبرہ بھی بنوایا گیا خلیفہ کو رونا آئیگا اور فتنہ کے مرنیکا اُسے یقین ہو جائیگا اور اگر نسبت تمہارے کسی طرح کا خیال کریگا تو قبر کا کھودنا اور مردے کو نکالنا خلاف شرع ہے اور غیر ممکن ہے کہ ایک لونڈی کے لیے اتنا درد کرے اب تم اُس کنیز سے جسنے فتنہ کو دوا بیہوشی پلائی تھی چپکے سے بلا کے کہو کہ تو اپنے لوگون مین مشہور کر کہ فتنہ کو مین نے بھجوا کے مروا پایا اور اُس حجرے کو جسمین فتنہ ہے بند کر کے کسی کو جانے نہ دے جب تکو خبر پہنچے سرور خواجہ سرا کو جا کے تجہیز و تکفین دینا زبیدہ یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی اور صندوقچہ کھولکر ایک انگشتری بے بہا الماس کی دی اور گلے لگا کے کہا کہ مین تمہاری اس تدبیر سے بکمال مطمئن ہوئی تم پتلا لکڑی کا جلد بنوا لاؤ اور باقی اسباب مین تیار کر والی ہون بڑھی بی لکڑی کا پتلا بنوا لائی اور اُسپر پرانے کپڑے لپیٹ کر اُسے کفن پہنایا اور سرور کو حکم دیا کہ فتنہ کی لاش لیجا کر مقبرۂ شاہی مین دفن کر اُسنے اُسکی لاش کو بڑے جلوس سے دفن کیا پھر زبیدہ خواصون سمیت سیاہ پوش ہو کے اُسکا ماتم کرنے لگی دوسرے دن معمارون کو وہان بھیجکر اُسکا مقبرہ بہت بڑا گنبددار بنوایا صبح و شام خواصین اور خواجہ سرا اُس مقبرے مین جمع ہو کے ماتم فتنہ کا کیا کرتے چنانچہ تمام شہر مین مرنا فتنہ کا مشہور ہوا غانم نے اس خبر کو سنکر فتنہ سے کہا کہ بی بی تمہارے مرنے کی خبر سارے بغداد مین مشہور ہے فتنہ نے کہا الحمدللہ کہ مین زندہ اور آرام سے ہون خدا نے چاہا تو وہ سب اس مکر سے پشیمان ہونگی اور ہم تم ایک دن اپنے مطالب کو پہونچینگے اور عوض اس مشقت کا خلیفہ تمھین ایک دن دیگا اور خدا سے دور نہین کہ مجھے تمکو خوشتر سے غانم نے کہا مین تو نہین تمہاری عنایت سے نہایت خوش ہوا ہون اسلیے کسی بات کی ہوس نہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو چیز آقا کی ہو ذکر دل کو نہ چاہیے کہ اُسپر نظر ڈالین [illegible] مہینے کے خلیفہ بغداد مین داخل ہوا سب سے پہلے فتنہ کو محل مین جا کے تلاش کیا

پھر زبیدہ اور سب چھوٹے بڑون کو سیاہ پوش دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس کا سوگ ہی زبیدہ نے آہ سرد جگر سے
کھینچکر کہا کہ یہ ماتم فتنہ کا ہی کہ تمھارے پیچھے مر گئی خلیفہ بیہوش ہوکے چاہتا تھا کہ زمین پر گرے جعفر وزیر نے
سنبھال لیا جب ہوش مین آیا پوچھا میری پیاری فتنہ کو کہان دفن کیا زبیدہ نے کہا مین خود اُسکے مراتب
تعزیت مناسب بجا لائی جہان اُسکا مقبرہ بنوایا ہی اگر فرماؤ تو آپکے ہمراہ چلون خلیفہ مسرور کو ہمراہ لے کر
فتنہ کے مقبرے پر گیا دیکھا کہ ایک تصویر سیاہ لباس پہنے ہوے وہان رکھی ہی اور گرد اُسکے شمعین جلتی ہین
اور ہر ایک چیز بڑے تکلف سے رکھی دیکھ کر بہت حیران ہوا اور دل مین سوچا کہ ایسا نہو کہ فتنہ حقیقت مین
نہ مری ہو میری بی بی نے قابو پا کر محل سے نکالا ہو یا کسی جگہ دور بھجوا دیا ہو جہان سے نیک و بد کی خبر اُسکی
سنائی نہ دے پھر دیر تک اس امر مین متردد رہا آخر اُسنے حکم کیا کہ اس تصویر کو جو قبر پر رکھی ہے نیچے اُتار کر
اُسکے کپڑے اُتارو جب اُسکو ننگا کیا تو دیکھا کہ وہ ایک لکڑی ہی اُسکو زیادہ فریب معلوم ہوا چاہا کہ قبر بھی
کھُدوائے عالمون نے منع کیا غرض خلیفہ نے بہت حافظون کو اُسکی قبر پر معین کیا اور اکثر آپ بھی وہان جاتا
اور روتا غرض ایک مہینے تک فتنہ کے ماتم مین وزیر جعفر اور سب ارکان دولت بادشاہ کے شریک رہے اور
کوئی دن نہ تھا کہ خلیفہ اُسکو یاد نکرتا اور ہائے کرکے نروتا چہلم تک اُسکا یہی حال رہا بعد چہلم کے اُسنے پوشاک سیاہ
اُتاری اور لوگونکو بھی حکم تبدیل لباس ہوا پھر پلنگ پر جا کر سو گیا اتفاقاً دو خواصین ایک سرہانے کی طرف اور
دوسری پائینتی کیجانب بیٹھی ہوئی چکن دوزی کر رہی تھین سرہانے والی نے کہ نام اُسکا نور النہار تھا خلیفہ کو سوتا
جانکر اُس دوسری سے کہ نکہت نام تھا کہا کہ ہمنے آج ایک خوشخبری سنی ہی ہمارے خداوند نعمت جب بیدار ہونگے
تو اُنسے کہینگے فتنہ نہین مری وہ صحیح و سالم ہی نکہت نے کہا اللہ فتنہ ابتک جیتی ہی نکہت نے یہ ایسی آواز
بلند سے کہا کہ خلیفہ جاگ اُٹھا اور کہا کہ تمنے کیون شور و غل کرکے مجھے بدخواب کیا اُسنے عرض کیا حضور تقصیر
معاف مین نے یہ بات سنی ہی کہ فتنہ جیتی ہی خلیفہ نے پوچھا کہان ہی نور النہار نے کہا مین نے آج شام کو
ایک رقعہ لکھا ہوا فتنہ کے ہاتھ کا معرفت ایک اجنبی کے پایا ہی کہ جسمین اُسنے اپنا حال لکھا ہی خلیفہ نے کہا
کہ جلد وہ رقعہ لا نور النہار نے رقعہ خلیفہ کو دیا اُسنے بڑی بیقراری سے اُسے پڑھا فتنہ نے سارا حال اپنی مصیبت
کا اُسمین لکھا تھا اور حال غانم کی جانفشانی کا بھی سب درج کیا تھا خلیفہ اُسے پڑھکر غانم کے نام پر
از راہ غیرت نہایت ناخوش ہوا اور زبیدہ کے فریب سے نہایت حیرت مین آیا سمجھا کہ فتنہ سے غانم تک
امر قبیح کا صدور ہوا ہوگا ای نمک حرام بدذات تو چار مہینے تک ایک سے اگر جوان کے گھر مین رہی اور مجھے خبر نکی میرے تسلط کا

رنج تیری خبر مرگ سے اُٹھایا غرض خلیفہ برہم ہوکر دربار عام مین تشریف لایا وہان سب ارکان دولت
حاضر تھے وزیر جعفر آکے تخت کے سامنے زمین بوس ہو کر دست بستہ کھڑا ہوا خلیفہ نے فرمایا مین ایک امر عظیم مین
تیرا امتحان کرتا ہون چار ہزار سپاہی اپنے ساتھ لیکے غانم نام سوداگر دمشقی کو کہ بیٹا ابو ایوب کا ہی گرفتار کر لا اور فتنہ
نامے میری لونڈی کہ چار مہینے سے اُسکے گھر مین رہتی ہی اُسکو بھی لیتا آ اور اُسکے گھر کو کھدوا ڈال مین دونون
کو سزائے سخت دیا چاہتا ہون وزیر جعفر فوج لے کے روانہ ہوا اور غانم کے گھر کو چارون طرف سے گھیر لیا
اور بیلدار بھی گھر کھودنے کے لیے حاضر ہوئے سب برقندازون کو حکم کیا کہ خبردار کسی طرف سے وہ سوداگر
نکلنے نہ پائے اُسوقت فتنہ اور غانم کھانا کھا کر بیٹھے تھے۔ فتنہ نے ناگہان گھر کے دروازے سے کہ سرراہ
تھا دیکھا کہ وزیر جعفر فوج لیے ہوئے کھڑا ہی اُسے یقین ہوا کہ واسطے گرفتار کرنے غانم کے آیا ہی سوچی کہ میرا
حال خلیفہ کو پہونچا اُسنے وزیر کو میرے لینے کو بھیجا وہ اُس فوج اور وزیر کو دیکھ کر لرز گئی اور یقین ہوا کہ خلیفہ
غانم کو جان سے ماریگا یہ سوچکر اُسنے غانم سے کہا کہ باہر فوج ہی تمکو گرفتار کرنے وزیر کے ساتھ کھڑی ہی
اور کو توال بھی ہی غانم ایسا ڈر گیا کہ طاقت گفتار نہ رہی فتنہ نے کہا اے غانم اگر مجھے پیار کرتے ہو تو غلام کا
لباس پہنو اور اپنے منھ ہاتھ مین خاک باورچی خانے کی ملو اور خوان خالی برتنون کا سر پر رکھ کر یہان سے
نکل جاؤ فوج کے لوگ تمکو مزدور نانبائی کا سمجھ کر کچھ نہ کہین گے اور اگر تجھے پوچھین تو کہدینا کہ گھر مین ہی
غانم نے کہا مجھے اپنی جان کا کچھ اندیشہ نہین تمہارا خیال ہی فتنہ نے کہا تم میرے واسطے کچھ تردد نہ کرو
جب میرا سامنا خلیفہ سے ہوگا تیری طرف سے بھی اُسے صاف کرونگی غانم نے غلامانہ کپڑے پہنے
اور خاک اپنے بدن مین ملی اور ایک خوانچہ خالی سر پر رکھ باہر نکلا سپاہیون نے باورچی زادہ جانکر کچھ
تعرض نہ کیا اور وزیر بھی نہ پہچانا بعد اسکے وزیر اندر فوجی سپاہیون نے بھی اُسکو مطلق نہ پہچانا بہرحال غانم شہر کے دروازے
تک پہونچا وزیر اندر آیا دیکھا کہ مکان صندوقون اسباب نفیس اور تھیلیون نقد روپیون سے بھرا ہوا ہی اور وہ
نقد و جنس غانم کا تھا فتنہ وزیر کو دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگی اور عرض کیا کہ جو حکم خلیفہ ہی مین اُسپر راضی ہون
وزیر نے کہا اب بحکم خلیفہ ہی کہ کوئی آپکو ہاتھ نہ لگائے مجھے فقط یہ حکم ہی کہ تمھین یہان سے محل مین لیجاؤن
اور اُس سوداگر کو کہ جو اس گھر مین رہتا ہی حضور مین خلیفہ کے پہونچاؤن فتنہ نے کہا کہ مین حاضر ہون
مجھے لیچلو اور وہ سوداگر جس نے میری جان بچائی ہی وہ ایک مہینے سے بغرض تجارت دمشق کو گیا ہی اور
مجھے حفاظت کے لیے یہان چھوڑ گیا اب ان صندوقون کو یہان سے اُٹھا کے دردولت پر بھجوا دو وزیر نے

مزدوروں کے سر پر صندوقوں کو رکھو مسرور کے سپرد کیا کہ خزانہ بادشاہی مین بھیجدے پھر وزیر کے حکم سے
غانم کا مکان کھدنا شروع ہوا اور وزیر فتنہ و دونوں لونڈیوں کے ساتھ روانہ ہوکر در دولت شاہی کے
قریب پہونچا بادشاہ نے فرمایا کیوں تو میرا حکم بجالایا اُسنے عرض کیا غلام نے پہلے غانم کو تلاش کیا معلوم
ہوا کہ وہ ایک مہینے سے دمشق کو گیا ہے پھر اُس کے گھر کو کھدوا ڈالا اور جو کچھ نقد و جنس سے ہاتھ لگا
تعلیقہ کر کے سپرد مسرور کے کیا اور فتنہ در دولت پر حاضر ہے خلیفہ نہ گرفتار ہونے غانم سے زیادہ
ہوا اور فتنہ کو بلوا کر نہ اُس سے کچھ بات کی اور نہ اُسکی طرف دیکھا پھر بکمال غیظ مسرور کو فرمایا
کہ اس نمکحرام کو لیجا اور فلانے تہ خانے تنگ و تاریک مین قید کر دہ تہ خانہ محل کی دیوار سے ملحق تھا
اور اکثر خواصین تقصیر وار اُسی تہ خانے مین قید ہوا کرتین مسرور نے فتنہ کو اُس جاے تاریک مین
قید کیا اور خلیفہ نے اُسی غصے مین محمد زینبی حاکم سراہ اور دمشق کے نام یہ مضمون لکھا

خط خلیفہ ہارون رشید کا محمد زینبی کے نام

بھائی تم جانو کہ غانم سوداگر بیٹا ابوایوب کا ساکن دمشق میری لونڈی فتنہ کو کہ نہایت خوبصورت ہے
ورغلا کے لے بھاگا تم پڑھتے ہی اس خط کے فوراً واقعی اُسکی تلاش مین رہنا اور جہان پانا پاؤن مین
بیڑی اور ہاتھ مین ہتکڑی ڈالکر تین دن تک اُسے تمام شہر مین تشہیر کرنا بلکہ پیادے کوتوالی کے
ہر گلی کوچے مین کوڑے اُسکو مارین اور ایک شخص آگے اُسکے پکارتا جاے کہ یہ سزا اُس شخص کی ہے
جو کوئی بادشاہ کی لونڈی کو بھگاے جاے پھر سخت پہرے مین کر کے اسے میرے پاس بھیجدینا اور اُسکے گھر کو
کھدوا کے ہل چلوانا اور اگر اُسکے ماں باپ بیٹی بیٹا بہن بھائی یا جو کوئی اُسکے عزیزوں مین ہو اُسکو بھی
اسیطرح سزا دینا اور جو کوئی شہر سے اُنکی حمایت کرے اُنکی بھی یہی سزا ہے پھر خط میں پر اپنا نام لکھا اور بند کر
قاصد کو دیا اور تاکید کی کہ جلد دمشق کے حاکم محمد زینبی کو پہونچا اور ایک کبوتر کو اپنے ساتھ لیتا جا رسید زینبی
لیکر اُسکے بازو مین باندھ بغداد کی طرف اُڑا دیجیو اُس وقت مین ایک قسم کے کبوتر ایسے تھے کہ ایک مہینے کی
راہ چار روز مین طے کرتے الغرض قاصد دمشق مین پہونچا اور محمد زینبی کے حضور مین حاضر ہوکر خط دیا
اُسنے تخت سے اُتر خط کو بڑے اعزاز سے اپنے سر پر رکھا اور تین بار چوما پھر اُسے پڑھ کر اپنے مرداروں
اور کوتوال کو ساتھ لے غانم کے گھر گیا غانم جب سے بغداد گیا تھا کبھی اُسنے اپنا حال ماں کو نہ لکھا تھا
اُن تاجروں سے کہ ساتھ غانم کے بغداد جاکر پھر دمشق مین آے تھے اُسکی ماں کو کچھ حال معلوم ہوا تھا

سبب سے اُسکو یقین ہوا کہ غانم مرگیا غرض بہت روئی پیٹی اور ایک مقبرہ غانم کا اپنے گھر مین بنوا کر اُسکی
تصویر قبر پر رکھی اور رات دن اُسی مقبرے پر رہا کرتی اور صبح و شام اُسے یاد کرکے رویا کرتی اور
الکانب اُسکی بیٹی بھی اُسی مقبرے مین اپنی مان کے ساتھ شریک رونے پیٹنے کی رہتی اُس محلے کے لوگ انکا
رونا سنکر کبھی کبھی انکے شریک حال ہوتے غرض محمد زینبی نے اُسکے گھر پہونچ دروازے پر دستک دی اندر سے
ایک لونڈی آئی زینبی نے غانم کو پوچھا لونڈی نے کہا غانم مدت ہوئی کہ مرگیا مان بہن اُسکی قبر پر رویا کرتی ہین
زینبی نے افسرون اور سپاہیون سے کہا کہ تم اُسکے گھر مین گھس کے تلاش کرو پھر آپ بھی اندر گھر کے جا کے
دیکھا کہ غانم کی مان اور بہن دونون قبر پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہین دونون بیبیون الکانب رشیدہ نے منھ اپنا
چھپا لیا پھر غانم کی مان دوڑ کر بادشاہ کے قدمبوس ہوئی بادشاہ نے کہا اے نیک بی بی ہم تیرے بیٹے غانم
کو ڈھونڈتے ہین اُسنے کہا وہ تو مدت ہوئی کہ مرگیا یہ کہکر وہ اسقدر روئی کہ دم اُسکا بند ہوگیا زینبی کہ بہت
رحمدل تھا بے اختیار رونے لگا اور اپنے دلمین خیال کیا اگر تقصیر وار ہے تو غانم ہے اُسکی مان اور بہن کا
کیا جرم ہارون رشید بڑا سنگدل ہے مجھے واسطے ایذا رسانی ان بیگناہون کے تاکید لکھا ہے اتنے مین
وہ لوگ جو غانم کی تلاش کو چارون طرف گئے تھے پھر آئے اور بادشاہ سے کہا کہ غانم کو ہمنے نہین پایا اور
غانم کی مان بہن کی گریہ وزاری سے یقین ہوا کہ غانم مرگیا محمد زینبی نے مجبور ہوکر غانم کی مان سے کہا بی بی
تم اور تمھاری بیٹی اس گھر سے نکلو وہ دونون مظلوم نکلین محمد زینبی نے اپنی قبا دونون کو اوڑھا کر اپنے
نزدیک بٹھا لیا پھر اُسنے شہریون کو حکم دیا کہ اُس گھر کو لوٹ لو ہزارون آدمی گھس پڑے جسقدر نقد اور
اثاث البیت انھین ہاتھ آیا ایک گھڑی مین لوٹ کر لے گئے دونون بیبیان نہایت متحیر ہوئین لیکن سبب
اُنکو نہ معلوم ہوا زینبی نے بعد لٹوانے گھر کے گھر بھی اُن بیچاریون کا کھدوا ڈالا پھر زینبی اُن
مان بیٹیون کو اپنے محل مین لے گیا اور آگاہ کیا کہ یہ سب امور حکم خلیفہ سے عمل مین آئے پھر دو
دن حکم کیا کہ ان دونون کو برہنہ کرکے بروئے خلق کے چابک مارین جسوقت کپڑا اُتارا گیا اُن کا بدن
مانند گلاب کے نازک اور سرخ دیکھ کر نہایت رقت آئی مگر خوف سے خلیفہ کے مجبور تھا آخر
اُنکے بچانے کے واسطے ایک ایک سخت کمل انھین پہنا دیا اور انکا سر ننگا انکے سر کے کھلے
بالون کو پریشان کرکے دونون شانون پر ڈال دیا الکانب کے بال بہت باریک اور لانبے تھے
کہ اُسکی ایڑی تک پہونچکر زمین سے جا لگے غرض اس حال سے انکو مجمع مین خلق کے تشہیر

کرکے شہر مین لے گئے پیچھے اُنکے کوتوال اپنے سپاہیون کو لیے ہمراہ ہوا اور آگے اُنکے ڈھنڈورا یہ کہتا ہوا چلا کہ یہ سزا اُنکی ہے جو خلیفہ کا قصور کرین جب دونون تشہیر ہوتی ہوئین چوک مین آئین

تصویر غانم کی مان اور بہن کو برہنہ کرکے چابک مارنے اور کوتوال کا دونونکو شہر بدر کرنیکی

شرم سے انھون نے اپنے منھ چھپائے سب لوگ اُنکو اس حال مین دیکھ کر رونے لگے اور عورتون نے شہر کے کوٹھون اور دروازون سے اُس عذاب کو دیکھ نہایت افسوس کیا خصوصًا الکلب کے حسن اور جوانی پر بہت افسوس کیا جب شام ہوئی دونون کو بادشاہ کے محل مین لائے بیچاریان مصیبت سے بیہوش ہوکے گر پڑین ملکہ دمشق بہت مغموم ہوئی اور اپنی خواصون کو حکم کی اُن کی تسلی اور کھانا کھلوانے کو بھیجا خواصون نے اُن پر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا جب وہ ہوش مین آئین تب انمین سے ایک نے غانم کی مان سے کہا تمھارا حال سُنکر ہم سب کو بڑا رنج ہوا خصوصًا ہماری بی بی کو جو ملکہ ملک سراہ کی ہین اور ہمکو فرمایا کہ ہم تمھاری خدمت کرین بادشاہ اور ملکہ کو تمھارے حال سے بڑا رنج گذرا غانم کی مان خواصون کی شکر گذار ہوئی اور ملکہ کو بہت دعائین دین اور کہا خلیفہ کیون ہم پر اسقدر غضبناک ہوا خواصون نے کہا بی بی سبب تمھاری ان مصیبتون اور رسوائی کا تمھارا بیٹا غانم ہے اُسپر تہمت

ہوئی ہے کہ وہ خلیفہ کی ایک پیاری معشوقہ نہایت حسین کو فریب دیکے لے بھاگا ہمارے بادشاہ نے بموجب حکم خلیفہ تمپر سیاست کی لیکن دل مین نہایت متاسف ہے اور ہم سب بھی تمھارے حال پر افسوس کرتے ہین غانم کی مان نے کہا کہ مین بیٹے کی وضع سے خوب واقف ہون اُس سے ہرگز ایسا قصور نہوا ہوگا مین اُسکی بیگناہی پر گواہی دیتی ہون اور یہ سب مصیبتین ہمکو گوارا ہین بشرطیکہ وہ زندہ ہو الغرض بھی یہ سب باتین سُن مان کے گلے سے لگی اور کہا مجھے بھی یہی قبول ہے جو تم کہتی ہو پھر دونون مان بیٹیان گلے سے لگ اور غانم کو یاد کرکے رونے لگین پھر ملکہ کی خواصون نے اُنھین کھانا کھانے کے لیے تکلیف دی اُنھون نے ایک دو نوالے کھائے پھر بموجب حکم خلیفہ کے کہ اُسنے اقربائے غانم کے لیے تین دن کی تشہیر لکھی تھی احتساب دوسرے دن پھر اُنکو شہر مین تشہیر کرانے کے لیے نکالا اور جو امر کہ پہلے روز اُن غریبون پر ہوا تھا وہی دوسرے دن بھی عمل مین آیا سب شہر کے سوداگر اور اہل بازار حال اُنکی تشہیر کا سُنکر شہر سے باہر چلے گئے اور شہر کی عورتون نے بھی دروازے گھرون کے بند کر لیے تین دن تک وہ تشہیر کی گئین کوئی باہر نہ نکلا وہ تو دن بادشاہ دمشق نے شہر کے گلی کوچون مین اشتہار دیا کہ کوئی غانم کی مان اور بہن کو اپنے گھر مین پناہ نہ دے اور حکم کیا کہ اس شہر سے انکو نکالدو جدھر چاہین چلی جائین چنانچہ دونون مان بیٹی جس گلی کوچے مین جاتین جس جان پہچان کے پاس بامید پناہ جاتین وہ اُنسے دور بھاگتا اور نزدیک اُنکے گھر اُنھو نا آنے دیتا ناچار ہوکے غانم کی مان نے بیٹی سے کہا یہان کوئی ہمکو اپنے گھر مین نہ رہنے دیگا اور نہ ہمارے کھانے پینے کی خبر لیگا بہتر ہے کہ ہم تم اور کسی شہر کو نکل چلین بعد اُنکی تشہیر اور اخراج کے زبینی نے یہ سب حال لکھ اور کبوتر کے بازو مین باندھ بغداد کی طرف اُڑا دیا خلیفہ نے اس خط کو پڑھ کے زبینی کو لکھا کہ پھر منادی شہر مین کرکے گرد و پیش دمشق کے تین تین منزل تک کے بھی باشندہ گانون اور قصبہ کا اُنکو پناہ نہ دے زبینی نے پھر از سر نو منادی کرادی زبینی کے آدمیون نے اُنکو سرحد دمشق سے نکالکر مخفی آدھی آدھی اشرفی اُنکو دی کہ تم اور شہر مین جاکے اسکا کچھ مول لیکر کھانا دونون نے اُسے لیکر ایک ایک جھولی کھانا دانہ رکھنے کے لیے مانند فقیرون کے اپنے اپنے گلے مین لٹکائی اور ایک گانون مین پہونچین وہان کسانون کی عورتین اُنھین دیکھکر چارون طرف سے جمع ہوئین اور اُن سے پوچھنے لگین تمنے کس قصور پر ایسی سخت سزا پائی وہ رونے لگین گانون کی عورتین اور زیادہ تر مشتاق ہوئین کہ اُنکے حال کو دریافت کرین غانم کی مان نے اپنی مصیبت کا سب حال اُنسے ظاہر کیا عورتون کو اُن کے حال پر رحم آیا اُنکو کھانا کھلایا اور اُن کے کمل اُتار کپڑے پہنائے دونون نے اُنکو دعائے خیر

دے کے حلب کیطرف روانہ ہوئین دن کو چلیتین اور رات کو مسجدون مین پڑ رہتین اور اگر مسجد نہ پاتین سراؤن مین رہ جاتین اور لنگر خانون مین مانگتی کھاتی جاتین کئی دن کے بعد حلب مین پہونچین اور وہان سے براہ راست موصل مین آئین اور وہان سے بغداد مین گئین جہان جس کسی سے ملتین غانم کو پوچھتین۔ اب ہم یہان سے سرگذشت فتنہ کی بیان کرتے ہین فتنہ اُس قیدخانہ تنگ و تاریک مین رات دن غانم کو یاد کرکے رویا کرتی اکثر اوقات رات کو خلیفہ صحن مین محل کے قیدخانے سے نزدیک تھا ٹہلا کرتا اور تدبیر مالی اور ملکی سوچتا اتفاقاً ایک رات وہ وہان ٹہلتا تھا ناگاہ ایک آواز دردناک اسکے کان مین پہونچی اُسنے آواز فتنہ کی پہچانی کہ نہایت سوز و گداز سے کہ رہی ہے اے بےنصیب غانم تو کہان اور تجھ پر کیا گذری ہے کیون تونے مجھے مرنے سے بچایا جس کے بدلے وہ مصیبت مین پڑا افسوس عوض نیکی کے تجھے برائی ملی دولت تیری یون برباد گئی اور معلوم نہین کہ تو جیتا ہے یا مر گیا اے خلیفہ ظالم تونے بے قصور پر ایسا ظلم کیا تو خوف خدا سے بھی نہین ڈرتا قیامت کے دن خدا کے سامنے کیا جواب دیگا فتنہ ان باتون کو کہکر آہ کھینچ کے رونے لگی خلیفہ یہ باتین سنکر نہایت نادم ہوا اور خدا کے خوف سے دردل مین کہنے لگا کہ جو فتنہ نے کہا سچ ہی بڑا غضب ہے کہ مین نے بے خطا دونون پر بےقدر عتاب اور غانم کی مان بہن پر اتنا عذاب روا رکھا عدالت سے بہت بعید ہے پھر مسرور خواجہ سرا کو بلا کر کہا جلد فتنہ کو قیدخانے سے نکال کے میرے حضور مین لا خواجہ سرا فتنہ سے کمال محبت رکھتا تھا نہایت خوشی سے زندان گیا اور فتنہ سے کہا بی بی تمھین خلیفہ نے یاد فرمایا ہے غرض مسرور اُسکو خلیفہ کے روبرو لیگیا فتنہ خلیفہ کے قدمون پر سر رکھکے رونے لگی بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر تو نے مجھے ظالم قرار دیا تو خوب جانتی ہے کہ مین عدالت دوست ہون فتنہ کو معلوم ہو گیا کہ خلیفہ نے میری باتین سُنین سو فتنہ نے کہا خداوند غانم بیٹا ابو ایوب تاجر دمشق کا ہی اور بالکل بے قصور ہے اُسنے میری جان بچائی مجھے اپنے گھر مین پناہ دی اور اُسنے بجز پاک محبت کے میرے ساتھ کوئی معاملہ نہین کیا بلکہ میرا حال سُنکر اُسنے یہ کہا بی بی جو چیز آقا کی ہے غلامون پر وہ حرام ہے خلیفہ نے فتنہ کو اپنے پاس بٹھا کے کہا اپنا حال مفصل ظاہر کر فتنہ نے اپنا حال تمام و کمال بگذارش کیا خلیفہ نے سنکر کہا مجھے یقین ہوا مگر تعجب ہے کہ تونے ابتک اپنی خبر نہ کی اور اب تونے اپنا حال لکھ کے مجھے آگاہ کیا اور یہان مجھے آئے ہوئے ایک مہینا ہوا فتنہ نے کہا خداوند ایک مہینہ گذرا کہ غانم اپنا سب اسباب گھر کا مجھے سپرد کرکے دمشق کو

تجارت کے لیے گیا تھا مین نے حضور کے آنے کا جسدن مژدہ سُنا فوراً اپنا حال لکھکر معرفت نور النہار کے
حضور مین اطلاع کی خلیفہ نے کہا سچ ہی مین نے بڑا ظلم کیا مگر اب مین چاہتا ہون کہ غانم کے ساتھ سلوک کرنے
جو تو تجویز کرے وہ عنایت اُسکے ساتھ کیجائے فتنہ یہ باتین سنکر خلیفہ کے قدمون پر گری اور عرض کیا حضرت
قلمرو مین منادی ہو کہ مین نے غانم کا قصور معاف کیا وہ آکر حاضر ہو خلیفہ نے کہا بہتر مین ابھی منادی کا حکم
دیتا ہون اور جو مال و دولت اُسکی اور اُسکے اقربا اُن کی برباد ہوئی ہی دو چند اُسکو دیکر تیری شادی اُسکے
ساتھ کردونگا فتنہ نہایت خوش ہوئی اور غانم کے اسباب کو جاکر دیکھا کہ بجنسہ صندوقون مین رکھا ہی اُس
اسباب کو اپنی تحویل مین رکھا پھر دوسرے دن خلیفہ نے سب شہرون مین منادی کرادی کہ مین نے
قصور غانم تاجر دمشق کا بخشا لیکن منادی سے کچھ فائدہ نہوا نہ تو وہ حاضر ہوا نہ کسی نے اُسکی خبر پہونچائی فتنہ خلیفہ
سے اجازت لیکر آپ غانم کی تلاش کرنے لگی ایک توڑا ہزار اشرفی کا لیکر سوار ہوئی اور دو حبشی خواجہ
اپنے ہمراہ لے مسجدون مین جاکر جملہ اہل اسلام کو وہ اشرفیان خیرات کین اور اُنسے طالب دعا کی ہوئی
تمام دن اسیطرح مسجدون مین جاکر خیرات کی شام کو اپنے محل مین آئی دوسرے دن بھی اسیطرح عمل مین لائی
یہانتک کہ ایک دن گذر اُسکا جوہریون مین ہوا وہان پر شہر کے ایک دلال کو اپنے پاس بلوایا
اپنے مطلب کو پہونچے وہ دلال نہایت غریب پرور مسافر دوست تھا پردیسیون اور بیمارون کی تیمارداری
اور خدمت مین مصروف رہا کرتا اسی سبب سے بغداد مین مشہور تھا دور سے محتاج اُسے ڈھونڈھتے آتے امیر
رئیس خیرات کے واسطے نقد و اسباب اُسکے پاس بھیجدیا کرتے وہ دلال نہایت دیانت سے اُس زر کو موقع
پر تقسیم کیا کرتا فتنہ نے بھی تھیلی اشرفیون کی اُسی دلال کو دیکر کہا تم اس زر کو مصیبت زدون اور بیمارون
کو بانٹ دینا دلال نے اُسکے لباس فاخرہ سے دریافت کیا کہ یہ کوئی بی بی بادشاہ کے محل کی ہی آداب
بجالایا اور کہا بی بی جو تمنے فرمایا مین اُسکو بسر و چشم بجالاؤنگا لیکن اگر آپ اپنے ہاتھ سے تقسیم کرین تو بہت
مناسب ہی اگر میرے بندہ خانے مین قدم رنجہ فرمایئے تو وہان پر دو بیبیان واجب الرحم ہین
کل وہ اس شہر مین داخل ہوئین مین نے اُنکو نہایت پریشان حال دیکھ کر بہت ترس آیا
اور اُنکو اپنے گھر لاکر اپنی بی بی کو سونپا کہ اُن کی خبر اچھی طرح سے لینا میری بی بی نے ہر نوع اُن کی
خاطرداری قرار واقعی کی لیکن ابتک اُسنے یہ نہین پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو فتنہ
یہ حال سنکر جلد دلال کے گھر پہونچی دلال کے غلام نے جو فتنہ کے ہمراہ تھا دلال کی بی بی کو فتنہ کے

آنے سے خبر کی دلال کی بی بی دوڑ کر اُسکی قدمبوسی کو جھکی فتنہ نے اُسکا سر اُٹھا کر کہا بی بی مین تیرے گھر
واسطے دریافت حال اُن دونون بیبیون کے جو کل تیرے گھر مین آئی ہین آئی ہون لال کی بی بی نے
کہا وہ دونون اپنے بچھونون پر پڑی ہین فتنہ پہلے اُس طرف گئی جدھر غانم کی مان تھی اُسکو بغور دیکھ کر کہا
بی بی مین تم دونون کی خدمت گزاری کے لیے آئی ہون غانم کی مان نے کہا بی بی تمھین خدا جزاے خیر دے
ہم تو ایسی مصیبت مین مبتلا ہین کہ خدا دشمن کو بھی اُسمین مبتلا نہ کرے یہ کہہ کے وہ رونے لگی اُس کے
رونے سے فتنہ اور دلال کی بی بی بھی روئین پھر فتنہ نے غانم کی مان سے کہا بی بی تم کون ہو اور کیا
مصیبت تمپر پڑی غانم کی مان نے کہا بی بی ایک معشوقہ خلیفہ کی فتنہ ہے وہ سبب ہماری حیرانی کی ہوئی
ہے فتنہ یہ سُنکر دم بخود ہو گئی پھر غانم کی مان نے کہا بی بی مین بیوہ زوجہ ابو ایوب سوداگر دمشق کی ہون میرا ایک
بیٹا غانم اپنے کار و بار کے لیے بغداد کو گیا تھا وہان وہ فتنہ سے متہم ہوا اور خلیفہ نے اُسکے قتل کرنیکا حکم کیا
تھا جب اُسکو نہ پایا خلیفہ نے بادشاہ دمشق کو لکھا کہ ہمارے گھر کو لٹوا کر اور کھدوا کے میدان کر دے مجھے اور
میری بیٹی کو تین دن تک کوڑے مارے اور تشہیر کر کے شہر بدر کرے چنانچہ وہان کے حاکم نے ہماری
مال دولت کو لٹوا اور گھر کو کھدوا کر اِس طرح ہمین سزا دی اور ملک سے نکالدیا اور ہم اس سبب مصیبت مین
پڑے جو کچھ ہمپر گذری راضی و شاکر ہین اگر غانم زندہ ملے جس گھڑی ہم اُسکی صورت دیکھین تو اس ذلت اور
نقصان کو بھول جائین اور جو بیٹی پر اور ہمپر ظلم خلیفہ نے کیا ہے بخوشی اُسے عفو کرین اُسوقت فتنہ بولی کہ
بی بی غانم بے گناہ ہے اور مین وہی فتنہ ہون جسکی تم نے شکایت کی اور جسقدر میری بدبختی سے تمپر آفت
پہونچی اور مال و عزت مین فرق آیا اگر خدا چاہتا ہے تو اب میرے سبب سے ہزار حصہ عوض تمھارے
نقصان کا تمھین ملیگا اب میرے کہنے سے غانم کی تقصیر خلیفہ نے معاف کی اور اُسنے اپنے ملک مین
منادی کرا دی ہے کہ مین نے غانم کا قصور معاف کیا وہ میرے حضور مین حاضر ہو اب تم خاطر جمع رکھو کہ
خلیفہ تمھین اور غانم کو اپنا دشمن نہین جانتا بلکہ وہ منتظر اُسکے آنے کا ہے کہ عوض میری اُس خدمت کا جو اُسنے
کی ہے اُسے انعام و اکرام دیکے اُسکی شادی میرے ساتھ کر دے اب تم مجکو مثل اپنی بیٹی کے جانو غانم کی
مان یہ سُنکر نہایت خوش اور مطمئن ہوئی پھر فتنہ غانم کی مان کے گلے دیر تک لگی رہی پھر اُسکو لیکر اُسکی بیٹی کے
پاس گئی اور اُسے بھی گلے لگا کر تشفی کی اور اُن دونون سے کہا تم خاطر جمع رکھو تمھارا اسباب مال
غارت شدہ میرے پاس باحتیاط تمام رکھا ہے اور خدا چاہتا ہے تو غانم بھی جلد آکر تم سب

ملتا ہو فتنہ یہ باتین کر رہی تھی کہ وہ دلّال اپنے گھر مین آیا اور فتنہ سے کہا بی بی اسوقت ایک ساربان
ایک جوان بیمار کو اونٹ پر بٹھائے اور چارون طرف اُسکو رسیون سے باندھے ہوے دار الشفا مین
لایا مین نے اور ساربان نے رسیان کھولکر اُسکو اونٹ سے اُتارا اور جہان سب بیمار ہین وہان لیجا کر رکھا
ہرچند مین نے اسکا حال ور اُسکے خاندان کا پوچھا اُسنے سوائے رونیکے اور کچھ نہ کہا مین اُس کو
نہایت ناتوان اور شکستہ حال پاکر وہان سے اپنے گھر لے آیا ہون اور ایک مکان مین اُسکو رکھکر کھانا پرہیزی
مین نے منگوایا ہی اور ایک جوڑا کپڑے کا اُسکے لیے نکلوایا ہی فتنہ متحیر ہو کر بولی مجھے وہان لیچلو کہ مین بھی
اُس بیمار کو دیکھون دلّال فتنہ کو جہان وہ بیمار تھا لے گیا غانم کی ماں نے اپنی بیٹی سے کہا یہ جگہ کیا اچھی ہی
کہ دور دور کے بیمار یہان آتے ہین کاش یہ بیمار تمھارا بھائی غانم ہو غرض فتنہ نے وہان جا کے اُس
بیمار کو دیکھا کہ آنکھین بند ہین اور رنگ زرد اور بیماری سے بدشکل ہو رہا ہی اور زار و نزار رو رہا ہی فتنہ
اُسکو دیکھتے ہی خود بخود بیقرار ہونے لگی پھر جب بغور دیکھا پہچانا کہ غانم ہی رو کر پوچھنے لگی اے غانم تیرا
کیا حال ہو گیا غانم بولا کہ بی بی فتنہ ہوا اتنا کہکر مارے خوشی کے بیہوش ہو گیا فتنہ اور دلّال نے

تصویر غانم بیمار کی اور دلّال اور فتنہ کا حیرت سے غانم کو دیکھکر حال پوچھنا

اُسپر گلاب چھڑکا اور شربت پلایا وہ ہوش مین آیا دلّال نے فتنہ سے کہا بی بی تم اب یہان سے چلی جاؤ
ایسا نہ ہو کہ فرط خوشی سے اُسکو شادی مرگ ہو جائے غانم نے جب فتنہ کو دیکھا اور نہ اُسکی آواز سُنی
چارون طرف دیکھ کے بولا اے نازنین فتنہ تم کدھر ہو میرے سامنے نہین آتین دلال نے کہا تم غانم ہو
تمھارے لیے خلیفہ نے منادی کی ہے کہ مین نے اُسکا قصور معاف کیا تم خاطر جمع رکھو اور باقی حال فتنہ سے
سنو گے اور ہمین اب تمھاری صحت منظور ہے پھر وہ غانم کو وہین چھوڑ کر اُسکی دوا لانے کے لیے گیا فتنہ
وہان سے اُٹھ اس مکان مین جہان الکلنب ور اُسکی مان تھی گئی اور سب حال اُنسے کہا غانم کی مان کو غانم کے
آنیکا یقین ہوا اور کمال خوشی سے بیہوش ہو گئی فتنہ اور دلال کی بی بی کی تدبیر سے وہ لخلخہ ہوش مین
آئی اور قصد جانیکا نزدیک غانم کے کیا دلّال نے منع کیا اور کہا کہ وہ بہت ضعیف ہو رہا ہے تمھارے
جانے سے اُسے رنج ہو گا ایسا نہو کہ اس الم کا تحمل نکر سکے اور حال اُسکا غیر ہو جائے اُسکی مان نے جانے
مین تامل کیا فتنہ نے اُس سے کہا اگر مرضی خدا کی ہو گی ہم تم ساتھ ہی اُسکے پاس جائین گے اب
مین جاتی ہون اور خلیفہ سے یہ سب حقیقت کہتی ہون پھر فتنہ نے جا کے خلیفہ سے خلوت مین ملاقات
کی اور سب حال غانم اور اُسکی مان بہن کے آنیکا کہا بادشاہ نے متعجب ہو کے پوچھا تو نے کس طرح جلد اُن
تینون شخصون کو ڈھونڈھ نکالا اُسنے احوال ملاقات دلال ور اُسکے ضمن مین حسن و جمال غانم کی مان بہن کا خلیفہ
سے بیان کیا چنانچہ وہ اُسکے دیکھنے کا مشتاق ہوا اور اپنے ذہن عہد کیا کہ جیسے مین نے غانم اور اُسکے
اقربا پر ظلم کیا اور سب خلق مین اِن کی فضیحتی ہوئی ویسے ہی اُسکو اور اُسکے عزیزون کو روبرو سب خلق کے
سرفراز کرونگا اور عوض نقصان مال کے اُنکو اسقدر دولت دونگا کہ مالامال ہو جائین گے پھر خلیفہ نے
فتنہ سے کہا تو خاطر جمع رکھ مین تیری شادی غانم سے کر دونگا اور آج سے تو آزاد ہے اب تو جا اور اُس جوان دا
کو اُسکی مان بہن سمیت جلد میرے پاس لے آ دوسرے دن فتنہ دلّال کے گھر گئی اور غانم کا حال پوچھا
اُسنے کہا اب وہ فضل الٰہی سے تندرست ہے اب اپنی مان بہن اور تمھاری ملاقات کا مشتاق ہے فتنہ پہلے آپ تنہا
غانم کے پاس گئی اور اُن دونون بیبیون کو باہر ٹھہرایا اور کہا ہم ابھی تمکو بلوائینگے جب فتنہ اور دلّال اُسکے نزد
گئے غانم نے فتنہ کو دیکھ کے کہا کہ اے بی بی تم کیونکر میرے دیکھنے کو بادشاہ کے محل سے آسکین فتنہ نے
کہا اجازت سے خلیفہ کی اور اُسنے وعدہ کیا ہے کہ میری شادی تیرے ساتھ کر دیگا غانم بیحد خوش ہوا اور متعجب
ہو کے کہا سچ کہتی ہو فتنہ نے کہا ہان اُسکو میرے اظہار سے تمھاری بے جرمی ثابت ہوئی چاہتا ہے

کہ تمھارے اور تمھارے اقربا کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ تمھاری عزت اور توقیر سب خلق میں
ہو پھر غانم نے چاہا کہ حال دریافت کرے کہ خلیفہ نے کیا بدسلوکی اُسکی ماں بہن کے ساتھ کی فتنہ نے
مفصل اُسکو بیان کیا وہ سُنکر بہت رویا فتنہ نے کہا اب کچھ غم نہ کرو جو ہونا تھا ہو گیا اب تمھاری
ماں بہن دونوں اسی گھر میں ہیں فتنہ نے دونوں کو پکارا وہ دونوں آکے غانم کے گلے لگ بہت
روئیں اور غانم بھی رویا دلاّل نے اُنکو رونیسے باز رکھا پھر غانم و فتنہ اور ماں بہن اُسکی کہ ہر ایک
عذاب شدید میں مبتلا تھے خدا نے بخیر و خوبی اُن سب کو ایک جگہ اکٹھا کرکے ملوایا پھر غانم نے اپنا
حال ابتداء سے انتہا تک بیان کیا اور کہا میں بسبب خوف خلیفہ کے بغداد سے بھاگ کر ایک گانون میں جاکے چھپا
اور وہان سخت بیمار رہا ایک کسان نے کہ رحم دل و رحمدل تھا میری خبرگیری و دوا وغیرہ کی مگر جب وہ میری زندگی
سے مایوس ہوا ایک اونٹ کرایہ کرکے ساربان سے کہا اس جوان بیمار کو تو دارالشفاے بغداد میں پہونچادے
چنانچہ کل اُسنے مجھے یہان پہونچایا پھر فتنہ نے اپنے قید ہونیکا حال اُس زندان تنگ و تار میں اور اذیت اُٹھانیکا
اور خلیفہ کے عفو کرنیکا بہ تفصیل بیان کیا جب وہ سب اپنا حال ایک دوسرے سے کہہ چکے تب فتنہ نے کہا اب ہم سب کو
خدا کا شکر بجالائیں کہ ہمارے حال پر فضل و کرم کیا کہ باہم ملاقات میسر آئی جب غانم کو صحت کلی حاصل ہوئی
فتنہ نے چاہا کہ اُسکو اور اُسکی ماں بہن کو خلیفہ کے حضور میں لیجاکر حاضر کرے پھر وہ سوچی کہ ان سب کے
پاس ایسا لباس نہیں جسے پہنکر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہون آخر ایکہزار اشرفی دلاّل کو دیکر کہا تم
اچھا لباس اسکلنب او ر اُسکی ماں کے لیے خرید کرکے جلد سلاؤ دلاّل کہ نہایت چالاک تھا اُسنے بہت اچھے
تھان ریشمی زربفت مشجر کے خرید کرکے تین دن میں بھاری جوڑے اُن دونون بیبیون کے لیے تیار کرائے پھر
ایکدن واسطے ملاقات بادشاہ کے مقرر کیا اُسدن وہ تینون شخص لباس فاخرہ پہن آمادہ بیٹھے جعفر وزیر بموجب
حکم خلیفہ کے بہت افسر فوج لیکر اُس دلاّل کے گھر غانم کو لینے گیا اور بعد معانقہ کرنے اور پوچھنے خیر و عافیت
کے غانم سے کہا میں تمکو لینے آیا ہون کہ تمھاری سواری کے ساتھ ہو کر تمھیں خلیفہ کے حضور
میں لیجاؤن غانم ایک بہت اچھے گھوڑے پر کہ ساز اُسکا مرصع تھا سوار ہوا اور فتنہ غانم کی ماں
اور بہن کو دو اونٹون پر سوار کرا اور آپ اپنے شتر پر سوار ہو مخفی راہ سے محل بادشاہی میں لیگئی اور وزیر نے
غانم کو شارع عام سے لیجاکر بادشاہ کے حضور میں حاضر کیا خلیفہ اسوقت اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اور گرد
اُسکے وزرا اور اُمرا جابجا کے حاضر تھے جب غانم روبرو خلیفہ کے گیا سر اپنا واسطے زمین بوسی کے

آگے تخت خلیفہ کے رکھا پھر خلیفہ کی مدح مین اشعار طبعزاد کہ فی البدیہہ کہے تھے پڑھے اُسکی فصاحت و بلاغت سُنکر حضار دولت نے تعریف کی خلیفہ نے کہا ہم تمھین دیکھ کر کمال مسرور ہوے اور زیادہ تر خوش ہونگے جب تمسے حال اپنی معشوقہ کے بچانے کا سُنینگے غانم نے سب حال خلیفہ کے حضور مین بیان کیا خلیفہ بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ ایک خلعت بھاری اُسے دو فوراً وزیر نے خلعت فاخرہ اُسے دیا غانم خلعت پہن کے آداب بجالایا اور کہا خداوند غلام اب چاہتا ہی کہ تمام عمر حضور کے قدمونسے لگا رہے خلیفہ تخت سے اُتر اپنے کمرے کی طرف آیا وزیر سے کہا غانم کو اپنے ساتھ میرے پاس لے آ جب خلیفہ اپنے خلوتخانے مین گیا فتنہ کو بُلوا بھیجا اور کہا کہ غانم کی مان اور بہن کو لیتی آ فتنہ دونون مان بیٹیونکو خلیفہ کے حضور مین لیگئی اور وہ دونون خلیفہ کی زمین بوس ہوئین خلیفہ الکلنب کو دیکھتے ہی عاشق زار ہوگیا اور کہا جیسا مین نے بے قصور ذلیل کیا تھا ویسا ہی مین اب اپنے عقد سے تجھے سرفراز کرتا ہون اور زبیدہ کو کہ تمھارے خراب کرنیکا سبب ہی سزا دیتا ہون تا وہ رشک مین تیرے رہے پھر غانم کی مان سے کہا بی بی ابھی تم جوان ہو میرے

تصویر دربار خلیفہ ہارون رشید مین غانم کی مع اپنی مان اور بہن کے آنے کی

وزیراعظم جعفر سے اپنی شادی کرلو اور غانم سے کہا تمکو اپنی شادی کرنا فتنہ سے لازم ہے پھر خلیفہ نے قاضی اور گواہوں کو بلوا کے یہ تینوں عقد بندھوائے اور تینوں قبالے نکاح کے تیار کرا کے اسپر گواہیان لکھوائین اور القلنب کو اپنی بیبیون مین داخل کیا پھر خلیفہ نے حکم کیا کہ یہ سب حال بطور تاریخ لکھ کر ہمارے خزانے مین داخل کیا جائے اور نقلین اسکی تمام ملک مین بھیجی جائین جب شہرزاد نے قصۂ غانم کو تمام کیا شہریار نے سنکر کہا یہ داستان کیا عجیب و غریب تھی شہرزاد نے کہا اگر آپ قصۂ شہزادہ زین الصنم اور بادشاہ جن کا سنینگے نہایت خوش ہونگے شہریار نے اجازت دی شہرزاد نے اس قصّے کو اسطرح شروع کیا ۔

قصۂ شہزادہ زین الصنم اور بادشاہ جن کا

اگلے زمانے مین ملک بالنسرا کا ایک بادشاہ تھا رعیت پرور خلیق دوست اور خزانے بہت رکھتا تھا مگر بسبب بے اولادی کے ہمیشہ غمگین رہتا رعایا اسکی ہمیشہ اسکے لیے دعا مانگتی کہ اس بادشاہ کے فرزند ہو آخر حق تعالی نے ایک بیٹا اسکو دیا اسنے اسکا نام زین الصنم رکھا پھر بادشاہ نے اپنے ملک کے سب نجومیون سے کہا تم اس مولود کا جنم پترا بناؤ اور اس سے حال آیندہ شاہزادے کا دیکھو سبنے اسکا زائچہ دیکھ کر بالاتفاق کہا کہ اس شہزادے کی بڑی عمر ہوگی اور بہت صاحب جرات ہوگا مگر اسکو خطرات ہولناک درپیش ہونگے بادشاہ نے کہا کچھ اندیشہ نہین کہ میرا بیٹا صاحب ہمت ہوگا اور بادشاہونکو مصائب اور خطرات سے گریز نہین پھر بادشاہ نے نجومیون کو انعام دیکر رخصت کیا جب وہ شہزادہ قابل تعلیم کے ہوا ہر قسم کے استاد اسکے لیے مقرر کئے گئے تھوڑے عرصہ مین ہر ایک علم و فن سے واقف ہوا اتفاقاً باپ اسکا بیمار ہوکر قریب مرگ ہوا شہزادہ زین الصنم کو بلا کر یہ نصیحت کی کہ ہرگز تو باتین خوشامدگویون کی نہ سنیو اور داد و دہش مین خلق کے افراط نہ کیجیو بلکہ انعام و اکرام و سزا و تنبیہ مین انکے برابر عمل کیجیو اور سطرح اپنا نیک و بد سمجھتے رہنا غرض جب بادشاہ نے قضا کی شہزادہ سات دن تک باپ کے ماتم مین بیٹھا آٹھوین دن تخت پر بیٹھ کے خزانہ بادشاہی ایکبارگی اسراف کرنا شروع کیا اور عیاشی مین امور سلطنت سے بالکل غافل ہوگیا اور صحبت مین بے شعورون کی مشغول رہنے لگا تھوڑی مدت مین سارا خزانہ باپ کا برباد کردیا اسکی ماں کہ نہایت ہوشیار تھی اکثر سمجھاتی مگر وہ ایسا محو عشرت تھا کہ نصیحت ماں کی نہ سنتا یہانتک کہ ضعف بے بندوبستی اور اسکی غفلت کا تمام شہر مین چرچا ہونے لگا اور ضعف امور سلطنت مین شروع ہوا چنانچہ درد دل غفلت اس بادشاہ کا پہونچا رفتہ رفتہ خزانے خالی ہوگئے اور فوج برخاست ہوگئی چارون طرف سے

فتنہ برپا ہوا اُسوقت شہزادہ خواب غفلت سے بیدار ہوکر متوجہ راہ راست کا ہوا اسب مصاحبون جوان اور ہمنشینون نادان کو نکالکر اُنکی جگہ بڈھون ہوشیار اور جہاندیدہ تجربہ کار کو اپنا جلیس و انیس فرمایا اُنھون نے بنصائح دلپذیر اُسے آگاہ کیا پھر وہ ابتری امور مملکت پر مطلع ہوکے نادم ہوا اور جانا کہ مین نے خزانون کو بیجا صرف کیا دن رات اسی اندیشہ مین رہا کرتا تھا چنانچہ ایک رات اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک پیر مرد نے اُسکو شگفتہ روئی سے کہا ای زین تو جان کہ دُنیا مین کوئی ایسا غم نہین کہ بعد اُسکے خوشی نہو اور کوئی مُصیبت نہین کہ بعد اُسکے راحت نہ ملے اگر تو چاہتا ہی کہ اس رنج سے نجات پاوے تو شہر کیرو کو کہ دارالسلطنت مصر کا ہی جا وہان کے جانے سے تیری سب کلفتین دور ہونگی جب بادشاہ جاگا اُسنے وہ خواب اپنی مان سے کہا مان نے جواب دیا کہ بیٹا صرف باعتماد خواب کے اتنے بڑے سفر دور دراز کو اختیار نہ کر زین اصنام نے کہا امان جان تم کیا فرماتی ہو سب خواب خیالی نہین بلکہ اکثر راست ہوتے ہین اور وہ مرد پیر ایسا نہین تھا کہ جسکا کلام جھوٹا سمجھا جاوے کیونکہ وہ نہایت متبرک تھا بہر تقدیر مجھے اُسکے کہنے پر یقین واثق ہی اور مین مقرر کیرو جاکے اپنی قسمت آزماؤنگا مان نے اُسکی چاہا کہ زین کو اس رادے سے باز رکھے مگر کچھ سمجھانا اُسکا مفید نہ پڑا آخر زین نے سلطنت اپنی مان کو سونپ کر تنہا راہ کیرو کی لی بعد اُٹھانے اذیت کے اس شہر مین کہ نہایت وسیع اور خوش وضع تھا پہونچا اور ایک مسجد کے دروازے پر سو رہا پھر اُسنے خواب مین اُسی پیر مرد کو دیکھا کہ کہتا ہی کہ اے میرے فرزند مین نہایت خوش ہوا کہ تو میرے کہنے پر اعتماد کر اس شہر مین آیا مین نے فقط تیرے امتحان کیلئے یہان آنے کو کہا تھا مین نے تجھے نہایت ثابت قدم پایا تو بسبب عالی ہمتی کے بہت بڑا بادشاہ ہوگا اب تو یہان سے اپنے شہر کو پھر جا تو وہین اتنی دولت پاویگا کہ کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی زین اصنام خواب سے بیدار ہوکے اپنے دل مین کہا اس پیر مرد نے مجھے ناحق کیرو مین آنے کو کہا اگر بانسرے مین میرا مطلب حاصل ہوتا تو کیون تکلیف مصر کے آنے کی مجھے دی اور خوب ہوا کہ مین نے سوائے اپنی مان کے اس راز کو اور کسی سے نہین کہا ورنہ آج میری بیوقوفی پر سب ہنستے پھر اُسنے کیرو سے راہ بانسرے کی لی جب وہان خیریت سے پہونچا تو مان نے پوچھا کہ سبب جلد پھر آنے کا کیا ہی اُسنے حال دوسرے خواب کا اس سے کہا ملکہ نے کہا ای فرزند تو اب اس سے زیادہ فکر اپنے کام مین نکر اگر تیری قسمت مین دولت ہی تو تجھے گھر بیٹھے ملے گی مگر جب تیرے حال پر خدا فضل کرے تو آگے کی طرح بیہودہ عیاشی مین صرف نکرنا زین نے اپنی مان سے اقرار کیا کہ آئندہ کو موجب تمھارے فرمانے کے عمل کرونگا پھر اسی دن رات کو

پھر اُس پیر مرد کو خواب مین تیسری بار دیکھا کہ کہتا ہی اے زین اب وقت پہونچا ہی کہ تمکو دولت بہت ہاتھ لگے کل تم اپنے باپ کے خلوتخانے مین جا کے اُسے کھودو تھین وہان ایک بڑا خزانہ ملیگا زین نے بیدار ہوکے اپنی مان سے اُس تیسرے خواب کو بیان کیا اُسکی مان نے مُسکرا کے کہا کہ وہ بڈھا عجب شخص ہی کہ ابلہ فریبی کی راہ سے پھر اب ایک تیسری بات تجھسے کہہ گیا کہ جسکی اصل نہین زین نے کہا مجھے باور پڑتا ہی کہ یہ تیسرا خواب سچا ہوگا چاہتا ہون کہ امتحان کرون مان نے سمجھایا کہ اپنے تئین محنت مین نہ ڈال زین اصنم نے اُس وقت چُپ ہو مان کی بے اطلاع خلوتخانے مین جا کے کھودنا شروع کیا یہانتک کہ قریب ایک گز کے کھودا جب اثر خزانے کا کچھ نہ پایا تھک کے بیٹھ گیا اور پھر کھودنے لگا یکایک ایک پٹیان سفید سنگ مرمر کی اُسے نظر پڑی اُسنے اُس پتھر کو وہان سے سرکایا نیچے اُسکے ایک دروازہ نمود ہوا زین اصنم نے اُسکے قفل کو توڑ دروازہ کھولا برابر اُسکے ایک زینہ سفید سنگ مرمر کا بنا ہوا لگا تھا پھر وہ شمع کی روشنی مین زینے کی راہ سے نیچے کو اُترا اور ایک دالان وسیع مین کہ اسکی دیوارین چینی اور زمین اور چھت بلور کی بنی ہوئی تھی گیا وہان دیکھا کہ چار سیب کی تپائیان بچھی ہین اور ہر ایک تپائی پر دس دس خم سنگ سماق کے بڑے بڑے برابر رکھے ہین زین اصنم کو سمجھا آکہ ان خمون مین شراب نفیس ہوگی پھر اُسنے نزدیک ایک خم کے جاکر سرپوش اُٹھایا اُسکو بھرا ہوا اشرفیون سے پایا نہایت خوش ہوا پھر سب خمونکو سرپوش اُٹھا اُٹھا کر دیکھا کہ سب اشرفیون سے بھرے ہوے ہین اُسنے ایک مٹھی اشرفیون سے بھر کے اپنی مان کو جاکر دکھلائین ملکہ نہایت متعجب اور خوش ہوئی اور زین اصنم سے کہا کہ اے فرزند خدا نے تجھپر نہایت عنایت کی اب تو اس خزانے کو کہ دادا آکی ہی ضائع نہ کیجیو زین اصنم نے کہا آپ خاطر جمع رکھین مین بموجب آپ کے فرمانے کے عمل کرونگا پھر ملکہ نے کہا مجھے بھی وہان لیجا کے اُس خزانے کو دکھلا زین اصنم مان کو زینے سے اُتار نیچے لے گیا ملکہ نے اُس کمرے مین جا کے بچشم خود اُن سب خمون کو اشرفیون سے بھرا دیکھا پھر ملکہ کی نظر ایک چھوٹے خم پر کہ وہ بھی سنگ سماق کا تھا اور گوشے مین اُس دالان کے رکھا ہوا تھا پڑی شہزادے سے کہ ہنوز اُسنے اُسکو نہ دیکھا تھا پوچھا اسمین کیا ہی شہزادے نے اُسکو کھولا اُسمین ایک کنجی طلائی دیکھی ملکہ نے کہا اے فرزند یہ کنجی مقرر کسی دوسرے خزانے کی ہی پھر وہ چارون طرف دالان کے تلاش کرنے لگے بعد بہت جستجو کے اُنھون نے آڑ مین دالان کے تختہ بندی کا ایک دروازہ مقفل پایا شہزادے نے اُس کنجی سے قفل کھولا ایک مکان وسیع مربع اور اُنکو نظر پڑا اُسکے وسط مین

نو عدد پیپائے طلائی تھے آٹھ پیپاؤن پر ایک ایک تصویر انسان کی ایک ایک ٹکڑے الماس سے
ترشی ہوئی رکھی تھی کہ جنکی چمک سے وہ سارا مکان روشن ہو رہا تھا زین الاصنام اُن تصویرون کو دیکھ کر متحیر ہوا
اور اپنے دل مین کہنے لگا خداوندا ایسی تصویرین نادر میرے باپ کو کہان سے میسر ہوئین مگر نوان پیپا یہ خالی تھا
صرف ساٹن سفید سے منڈھا ہوا اُس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی اے میرے پیارے فرزند یہ آٹھ تصویرین
اگرچہ نایاب اور بڑی اُستادی اور مشکل سے بنی ہین مگر نوین تصویر ان آٹھون سے نہایت خوبصورت
اور ہزارون درجے اُنسے قیمت اور چمک مین زیادہ ہے اگر تو چاہے کہ وہ بھی تیرے ہاتھ لگے تو کیرو مصر
مین جا وہان ایک میرا بڈھا غلام مبارک نام رہتا ہے اور وہ بہت مشہور ہے جس کسی سے تو اُسے پوچھیگا
وہ تجکو اُسکا گھر بتاویگا تو اُسکے پاس جا کر اپنا حال کہنا وہ تجکو میرا بیٹا جان کر ایسی جگہ لیجائیگا کہ جہان سے
وہ نوین تصویر ہیرے کی اُسکے سبب سے تجھے آسانی سے ملیگی زین الاصنام نے اس حال کو پڑھ کے ملکہ سے
کہا اُس نوین تصویر عجیب و غریب کا مجھے بڑا اشتیاق ہے اب مین کیرو کو جاتا ہون یقین ہے

تصویر نو پیپاؤن کی جنپر تصویرین تھین

کہ تم مجھے اِس سفر سے باز نرکھو گی ملکہ نے کہا شوق سے جاؤ خدا تمکو باخیر و مراد واپس لائے زین الصنم کئی غلام ساتھ لیکر شہر کیرو کو روانہ ہوا تھوڑے دنون مین بخیر و خوبی وہان پہونچا اور بعد استفسار معلوم کیا کہ مبارک ایک امیرون مصر سے ہے اور مانند بڑے آدمیون کے رہتا ہے زین الصنم نے اُسکے گھر پہونچ کے دروازے پر دستک دی ایک غلام نے آکر دروازہ کھولا او زین الصنم سے نام اور کام پوچھا زین الصنم نے سب کیفیت بیان کی اُسنے اپنے آقا مبارک کو خبر کی اور بحکم آقا زین الصنم کو اندر مکان کے لیگیا زین الصنم نے اندر جاکے ایک مکان عالیشان سجا ہوا دیکھا کہ اُسکے ایک کمرے مین مبارک بیٹھا ہے زین الصنم کو دیکھتے ہی مبارک نے اُٹھ کر صاحب سلامت کی اور خیر و عافیت پوچھی اور کہا کہ آپنے غریب خانے کو سرفراز کیا شہزادے نے بعد سلام علیک کے کہا کہ مجھے تمنے پہچانا یا نہین میرا نام زین الصنم ہے اور مین بیٹا بادشاہ مرحوم بانسرا کا ہون مبارک نے کہا مجکو تو اُس بادشاہ نے خرید کیا تھا مگر مجھے معلوم نہین کہ اُنکا کوئی بیٹا تھا یا نہین آپکی عمر کتنی ہوگی زین الصنم نے کہا بیس برس کی پھر زین الصنم نے پوچھا کہ تمکو کتنی مدت ہوئی کہ ہمارے باپ سے جُدا ہوئے مبارک نے کہا بائیس برس ہوئے مجھے کیونکر یقین ہو کہ تم اُسکے فرزند ہو زین الصنم نے کہا میرا باپ ایک خلوتخانہ بطور گنبد کے رکھتا ہے اسمین مین نے چالیس خم سنگ سماق کے بھرے ہوئے اشرفیون سے پائے مبارک نے کہا اور کچھ بھی پایا زین الصنم نے کہا نو ستون سونے کے پائے آٹھ پر آٹھ تصویرین الماس یکڈال نہایت خوبصورت رکھی ہوئی ہین اور نوان ستون سفید ساٹن سے منڈھا ہوا اور اُسپر میرے باپ نے لکھا ہے کہ جس سے مجکو نوین تصویر کہ ان آٹھون سے بہت اچھی ہے ملے تم اُس جگہ کو جانتے ہو مجھے لے چلو مبارک نے اپنے تئین اُسکے قدمون پر ڈالا اور ہاتھ اُسکے دیر تک چوما کیا اور کہا اب مجھے یقین ہوا کہ تم فرزند بادشاہ بانسرا کے کہ میرا خاوند تھا بیشک ہو مین تمھین اُس جگہ جہان وہ نوین تصویر ہے لیجاؤنگا مگر ابھی چند روز یہان آرام فرماؤ اور آج مین نے اس شہر کے سب اُمرا اور شرفا کی دعوت کی ہے اور سب کے ساتھ دسترخوان پر تھا کہ تمھارے آنیکی خبر سُنکر باہر نکل آیا امیدوار ہون کہ آپ بھی اُس مجلس مین قدم رنجہ کرکے کھانا تناول فرمائین زین الصنم مبارک کے ہمراہ بالاخانہ پر گول گھر کے جہان وہ سب لوگ جمع تھے گیا اور مقام صدر مین دسترخوان پر بیٹھا مبارک مانند غلامون کے مؤدب کھڑا ہوا اور زین الصنم کی خدمت کرنے لگا شرفائے شہر حیران ہوا آپسمین ایک دوسرے سے آہستہ کہنے لگے کہ یہ شخص اجنبی کون ہے جسکی خدمتگاری مبارک اس آداب سے کرتا ہے جب سب کھانا تناول

کر چکے مبارک نے اِس جماعت سے کہا صاحبو میری خدمتگزاری اور آداب برکہ نسبت اِس جوان مسافر کے مجھ سے ظاہر ہوئی کچھ تعجب نکرو یہ شخص بیٹا بادشاہ بانسرا کا ہی جو میرا آقا تھا اُسکے باپ نے مجھے خرید کیا اور قبل اِسکے کہ مین آزاد ہون اُسنے رحلت کی اب میری ذات اور سب مال و متاع کا یہ جوان مالک ہے اور اُس بادشاہ کا یہی ایک وارث ہے زین الصنم نے کہا اے مبارک مین جماعت کے سامنے اقرار کرتا ہون کہ مین نے تمکو اسوقت آزاد کیا مین اب تم سے سوا ایک خدمت کے کہ جسکو ابھی مین نے تمسے کہا ہی اور کچھ نہین چاہتا مبارک آداب بجالایا پھر شراب حاضر کی گئی شام تک وہ سب مہمان شغل مے نوشی مین رہے آخر ہر ایک کو موافق اُسکی عزت کے کشتیان تحفون کی دیکر رخصت کیا دوسرے دن زین الصنم نے مبارک سے کہا اب ماندگی ہماری بالکل رفع ہوئی مین کیر و مین واسطے سیر و تماشے کے نہین آیا صرف واسطے اُس نوین تصویر کے آیا ہون مبارک نے کہا بہت مبارک مین حاضر ہون مگر اِس راہ مین خطرات بہت ہین اُسکا تحمل کرنا آپکو ضرور ہوگا زین الصنم نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین کسی خطرے سے نہ ڈرونگا تم مجھے اپنے ہمراہ لیچلو جو تم کہوگے مین وہی کرونگا مبارک نے زین الصنم کو ثابت قدم پاکر اپنے نوکرونکو حکم تیاری سفر کا دیا اُسکے دوسرے دن صبح کو غسل اور وضو کر نماز فجر پڑھکے روانہ منزل مقصود ہوئے راہ مین عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے کئی دن کے بعد ایک راہ تنگ و دشوار گذار مین پہونچے مبارک نے اسباب و گھوڑون کو وہانپر چھوڑ کے چند پیادے اُنکی حفاظت کو مقرر کئے اور کہا ہماری مراجعت تک تم اُنکی نگہبانی کرنا پھر زین الصنم کو پیادہ پا لیکر آگے کو چلا اور کہا اب ہم نزدیک اُس جگہ خوفناک کے جہان وہ نوین تصویر ہی پہونچے ہین تم اپنے دل کو مضبوط رکھنا کسی امر عجیب کو دیکھکر ڈرنا نہین پھر وہ دونون ایک ندی کے کنارے پہونچے مبارک وہان بیٹھ گیا اور زین الصنم سے کہا تمھارے اور میرے لینے کو ایک جادو کی کشتی بادشاہ جن کی ابھی یہان آئیگی تم کچھ نہ بولنا اور اُسکے ملاح کی عجیب و غریب صورت دیکھکے تم نہایت متعجب ہوگے خبردار اُس سے کلام نہ کرنا اگر تم ذرا بھی بولے فورًا کشتی دریا مین ڈوب جائیگی زین الصنم نے کہا ہم مطلق نہ بولینگے اتنے مین ایک ناؤ صندل کی نہایت خوبصورت جسکا مستول عنبر کا اور بادبان نیلی ساٹھن کا تھا اُس دریا مین آئی جسکو فقط ایک شخص کھیتا تھا کہ جو نہایت مہیب شکل تھا جب وہ کشتی اُنکے نزدیک پہونچی اُس ملاح نے باری باری ایک ایک کو اُس کشتی مین سوار کیا اور ایک دم مین اُن دونونکو پار لیجاکے اُتار دیا پھر وہ کشتی غائب ہوگئی مبارک نے زین الصنم سے کہا یہ جزیرہ ہے جسمین ہم اب

ہین بادشاہ جنّات کا ہے اِس جزیرے کی خوبی کا کوئی دوسرا جزیرہ دنیا مین نہین اب تم

تصویر کشتی کی مع ملاح عجیب کے اور مبارک اور زین اصنم کا اُسپر سوار ہونا

چارون طرف اُسکے بغور دیکھو کہ سرسبز اور باغ و بہار ہو رہا ہی یہ بیشک نمونہ فردوس برین کا ہے
زین اصنم کی ماندگی آب ہوا اُس جزیرے سے بالکل جاتی رہی اور سیر و تماشاے اُس سرزمین سے نہایت
محفوظ ہوا اور ہر قدم پر ایک نیا تماشہ دیکھکر نہایت لطف اُٹھاتا تہا تاآنکہ وہ دونون ایسی جگہ پہونچے
کہ جہان سے عمارت قلعہ کی نظر پڑی وہ قلعہ بالکل زمرد کا بنا ہوا تھا اور گرد اُسکے بڑی وسیع عمیق ایک
خندق تھی اور گرد خندق کے درخت گنجان بلند لگے ہوے جنکا سایہ سارے مکان کو ڈھانکے ہوے
تھا اور آگے محل کے ایک پل تھا سیپ کا بنا ہوا بارہ گز کا لنبا چھ گز کا چوڑا اور اُسکے سرے پر ایک پہرا
جنات کا جنکی جسامت اور درازی بیحساب تھی بیٹھا ہوا تھا مبارک وہین ٹھہر گیا اور زین اصنم سے کہا اگر ہم ذرا
آگے بڑھین یہ جن چوکی پہرے کے فوراً ہمکو مار ڈالین اب ہمکو کچھ افسون پڑھنا ضرور ہی یہ کہکے مبارک نے
اپنی تھیلی سے چار بند زرد تافتے کے نکالے ایک سے اپنی کمر مین لپیٹا اور دوسرے کو اپنی پشت پر ڈالا اور دو بند باقی

زین الصنم کو دیے اُسنے بھی اپنی کمر اور پشت مین رکھے پھر دو چادرین زمین پر بچھائین اور اُسکے کنارونپر ایک قسم کے سنگ فرش عمدہ قیمتی مثل مشک و عنبر کے رکھے اور وہ دونون اُن چادرونپر بیٹھے پھر مبارک نے زین سے کہا اب مین بادشاہ جنات کو کہ اِس محل مین ہی جسے تم دیکھتے ہو بلاتا ہون اگر وہ غصہ مین آیا تو جاننا ہم بڑی مصیبت مین پڑینگے اور سمجھنا کہ ہمارے آنے سے وہ خوش نہوا اور بہت خوفناک شکل بنکر آئیگا اور اگر وہ اچھی شکل آدمزاد مین خوش ہوکر آیا تم اپنے مطلب کو پہونچوگے اور کسی طرح کا خوف نہوگا مگر تمکو چاہئیے کہ جسوقت وہ تمھارے روبرو آئے تم سلام کرنا اور یہ چادر جسپر تم بیٹھے ہو زنہار اپنے بدن سے جدا نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوگے اور اُسکی خدمت مین عرض کرنا کہ ای خداوند سلطان جنات کے میرا باپ جو تمھارا خادم قدیم تھا مرگیا امیدوار ہون کہ جو عنایت اُسپر تھی اب مجھپر ہو اگر وہ بادشاہ جنکا تم سے پوچھے کہ کونسی مہربانی کی تمھین درخواست ہی تم اُسکے جواب مین کہنا کہ وہ نوین تصویر الماس کی مجھے عنایت ہو غرض مبارک نے شہزادہ زین کو یہ سب امور تعلیم کرکے افسون پڑھنا شروع کیا بمجرد اُسکے پڑھنے کے برق شدت سے چمکنے لگی اور اُسکے بعد آواز سخت بادل گرجنے کی ایسی ہوئی کہ تمام جزیرہ لرزنے لگا اور تاریکی

تصویر بادشاہ جنات کی آدمی کی شکل بنکر آئیگی

چارون طرف چھا گئی طوفان شدید شروع ہوا اور ہر چہار طرف سے آوازین ہولناک آنے لگین اور زمین کانپنے لگی ساعت بساعت طوفان ترقی پر تھا گویا روز حشر کا نمودار ہوا زین نہایت گھبرایا اور کلیجہ اُس کا دھڑکنے لگا مبارک نے شہزادے سے مسکرا کر کہا گھبراؤ نہین مطلع صاف ہوا جاتا ہی اتنے مین وہ سب کیفیت جاتی رہی بادشاہ جن کا انسان خوش شکل کی صورت بنکے ظاہر ہوا زین نے اُسکو دور سے جُھک کر سلام کیا بادشاہ جن کا مُسکراتا ہوا اُسکے پاس آیا اور کہا ای میرے فرزند مین تمھارے باپ کو بہت پیار کرتا تھا جب وہ میرے پاس آتا وقت رخصت اُسے مین ایک تصویر ہیرے کی بطور ہدیے کے دیتا وہ اپنے ساتھ لیجاتا اور وہی پیار و الفت تمھارے ساتھ بھی مجکو ہے کتنے روز قبل مرنے کے مین نے تمھارے باپ سے کہا تھا کہ تم سفید ساٹن پر نوین ستون مین یہ مضمون کہ جسے تم پڑھ کر آئے ہو لکھو اور مینے تمھارے باپ سے اقرار کیا تھا کہ یہ نوین تصویر تمھارے بیٹے کو دونگا اور تصویر نوین اُن آٹھون سے جو تمھارے پاس ہین خوبصورتی مین کہین اعلا اور افضل ہی مین نے ایفائے وعدے کے لیے صورت پیر مرد کی بنکر تمھین خواب مین آگاہ کیا تھا وہ پیر مرد مین تھا اور مین نے ہی تمکو اُس خزانہ مخفی سے آگاہ کیا جسمین تنے خمین اشرفیون کی اور آٹھ تصویرین الماس کی پائین اور مجکو تمھارا مطلب معلوم ہی جسکے واسطے تم یہان آئے ہو خاطر جمع رکھو تم اپنے مطلب کو پہونچو گے اگر تمھارے باپ سے مین اُسکے دینے کا بھی وعدہ نہ کرتا تو بھی تمکو دیتا لیکن تم مجھ سے ایک امر کا وعدہ کرو اور اُسپر قسم کھاؤ وہ یہ کہ تم پھر اس جزیرے مین آؤ اور ایک لڑکی پندرہ برس کی کہ نہایت حسین اور صاحب عصمت ہو میرے لیے لاؤ مگر خبردار اُسکے ساتھ کوئی ارادہ نہ کرنا زین نے اس بات کو قبول کر کے قسم سخت کھائی اور عرض کیا کہ اگر ایسی لڑکی جیسی آپنے فرمائی مجھے بہم پہونچے ظاہر حال اُسکا معلوم کر سکتا ہون لیکن دل کا حال کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ پاکدامن ہے یا نہین بادشاہ جن نے مسکرا کر کہا سچ ہی کسی کے باطن کا حال دریافت کرنیکا علم بنی آدم کو نہین بلکہ ہم لوگ بھی اس سے بے بہرہ ہین لیکن ہم تمھین ایک آئینہ دیتے ہین کہ اُس سے تمھین حال باطن کا معلوم ہوگا اور ای زین خبردار اس عہد و پیمان کو وفا کرنا نہین تو مین تمکو مار ڈالونگا زین نے پھر اُس قول و قرار کو تازہ کیا بادشاہ جن نے ایک آئینہ زین کو دیکر کہا ای فرزند اب تم رخصت ہو اس آئینے کے سبب سے تم اپنے مطلب کو پہونچو گے زین اور مبارک بادشاہ جن سے رخصت ہوکر اُسندی پر پہونچے ملاح مہیب چہرہ اُس کشتی کو لیکر حاضر ہوا اور اُسیطرح اُن دونون کو پار اُتار امبارک نے اُسے اپنے

اسباب اور پیادون کو لیکر شہزادے زین سمیت شہر کیرو کو روانہ ہوا جب دونون کیرو کو پہونچے زین الصنم نے چند روز وہان ستاکر مبارک سے رخصت چاہی تا بغداد کیطرف واسطے تلاش کرنے لڑکی کے جاے مبارک نے کہا کیا یہان لڑکیان حسین نہین ہین زین نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر مجھے کیا معلوم ہی کہ اس قسم کی لڑکیان کس جگہ ملینگی مبارک نے کہا یہان ایک پیرزن ہی کہ اُسکو تمام شہر کی لڑکیون کا حال خوب معلوم ہی مین اُسکو بُلواکے اس کام کے لیے مقرر کرتا ہون یقین ہے کہ وہ ڈھونڈھ لائے گی غرض اُس پیرزال نے کہ دلالہ کامل اور اُستاد یکتا تھی عرصہ قلیل مین بہت سی لڑکیان پندرہ برس کی کہ حسن و جمال مین مانند آفتاب و مہتاب تھین بہم پہونچائین مگر جب زین الصنم اُنکی شکل کو اُس آئینہ مین دیکھتا تو اُسکو تیرہ پاتا ایسا کسی کو نہ پایا کہ جسکی صورت دیکھنے سے اُس آئینے مین صاف نظر پڑتی آخر ناچار ہوکے زین اور مبارک دونون کیرو سے بغداد مین گئے اور وہان ایک بڑا مکان عالیشان کرائے کو لیکر اُترے اور بڑی عظمت و شان و جود و سخاوت سے رہنے لگے اُنکا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا اور سیکڑون آدمی اُس شہر کے اُنکے ساتھ کھانے کھاتے جو بچ رہتا فقیرون کو تقسیم کیا جاتا غرض اُسکے جود و انعام سے ایک خلق آسودہ رہتی اور اُسکی فیاضی کا شہرہ اُس شہر مین سب جگہ پہونچا اتفاقاً اُس محلے مین ایک مؤذن مراد نام نہایت مغرور اور حاسد رہا کرتا تھا وہ بڑے آدمیون اور تونگرون کو دیکھکر بہت جلتا اور حسد کیا کرتا اسواسطے کہ خود محتاج تھا اور شامت حسد سے ہمیشہ اپنے اہل محلہ سے کہ صاحب مقدور تھے عداوت رکھتا وہ حال سخاوت اور ہمت زین الصنم کا سنکر نہایت غمگین ہوا ایکدن اُسنے بعد نماز مغرب کے مسجد مین بیٹھکر اپنے یارون سے کہ واسطے نماز کے اُس مسجد مین آیا کرتے تھے کہا اے یارو مین نے سُنا ہی کہ ایک شخص ہمارے محلے مین آکر اُترا ہی ہر روز سیکڑون ہزارون روپے صرف کرتا ہی کسی کو مین اہل شہر سے نہین پاتا کہ جو اُسکے فیض و احسان کا شکرگزار نہ ہو معلوم ہوتا ہی کہ شاید وہ رہزن یا چور رہے جو اس شہر آباد مین واسطے غارتگری کے آیا ہی تم سب اپنے تئین بچاؤ اسلیے کہ اگر خلیفہ کو معلوم ہوا کہ ایسا بدمعاش اس محلے مین رہتا ہی تو ہم تم بھی اُسکے جرم مین مبتلا ہونگے سبھون نے کہا فی الواقع ایسے بدکردار آدمی سے بچنا واجب ہی بلکہ ہمکو لازم ہی کہ ایسے شخص کی اطلاع کوتوال شہر سے کردین مؤذن یہ گفتگو کرکے اپنے گھر مین آیا اور دلمین یہ قصد کیا کہ کل ضرور کوتوال سے جاکر حال بدمعاشی زین الصنم کا ظاہر کرے اتفاقاً مبارک نے بھی نماز مغرب کی پڑھکے ہمراہ اُن نمازیون کے بیٹھکر سب گفتگو اُس مؤذن کی سُنی فی الفور ایک تھیلی پانسو اشرفیون کی

اور کچھ تھان ریشمی ایک بقچی مین باندھکر موذن کے گھر گیا وہ باہر آیا اور سخت رو ہوکر مبارک سے کہا کیا تیرا کام ہی کہ میرے گھر آیا اور مجھ سے کیا چاہتا ہی مبارک نے بہت غریبی سے کہا مین مسافر تازہ وارد تمھارے ہمسائے مین آکر رہا ہون یہ کہکے وہ تھیلی اشرفیون کی اور بقچہ ریشمی تھانون کا اُسکے حوالے کیا اور کہا زین نے کہ جو تمھارے پڑوس مین اُترا ہی تمھارا حال بزرگی کا سُنکر مجھے تمھارے پاس بھیجا اور نہایت مشتاق آپکی ملاقات کا ہی اور یہ کہا ہی کہ یہ ہدیہ محقر قبول ہو اور مجھے ہمیشہ اپنا خادم دلی سمجھا کرو مُراد اُس ہدیہ کو لیکر نہایت خوش ہوا اور مبارک سے کہا میرا سلام نیاز اپنے شہزادے سے کہنا اور میری طرف سے عذر کرنا کہ مین بسبب نہ حاضر ہونیکے تمھارے حضور مین نادم ہون فجر کو حاضر ہونگا غرض دوسرے دن مُراد نے بعد نماز صبح کے اپنے دوست نمازیون سے کہا بھائیو مجھے خوب معلوم ہوا وہ شخص جسکا حال کل مین نے تمسے کہا تھا بہت اچھا آدمی ہی بدمعاش نہین بلکہ وہ شہزادہ ہی اب اُسکی کوئی بُری بات جھوٹی حاکم سے جاکر نہ کہنا چاہیے غرض مُراد نے زین کی بُرائی جو اگلے دن اُنکے دلو نمین جمائی تھی بالکل اُٹھائی اور اُن سب کو اُسکی طرف سے صاف کیا پھر مسجد سے گھر مین جاکر لباس باتکلف پہن واسطے ملاقات زین کے گیا زین نے بھی بڑی خاطر داری کی پھر مُراد نے زین سے کہا تمھارا بغداد مین آنیکا کیا سبب ہی زین نے کہا مین واسطے تلاش ایک بی بی کے کہ نہایت حسین صاحب عصمت اور پندرہ برس کی ہو آیا ہون مراد نے کہا ملنا ایسی بی بی کا بہت دشوار ہی لیکن ایک لڑکی ہی اُسکا باپ آگے وزیر تھا اب وہ گوشہ نشین ہی اور اُسنے اپنی لڑکی کو خوب تعلیم نماز و روزے اور صلاح و تقوی سے کیا ہی وہ لڑکی ساتھ حُسن و جمال ظاہری کے کمالات باطنی بھی رکھتی ہی مجھے یقین ہی کہ اگر تم وزیر کے پاس جاکر اُسکی درخواست کروگے تو وہ البتہ اُسکو تمھین دیگا زین نے موذن کے ساتھ جاکر وزیر سے ملاقات کی وزیر حال عالی خاندانی کا دریافت کرکے اپنی لڑکی کی شادی کرنیکو زین اصنم کے ساتھ راضی ہوا اور لڑکی کو اجازت دی کہ یکبار اس شہزادے کے سامنے ہو جب اُس وزیرزادی نے لباس فاخرہ اور جواہر گران بہا پہنکر اور اُس شہزادے کے سامنے ہوکر نقاب کو اپنے چہرۂ نازنین سے اُٹھایا شہزادہ زین اصنم اُسکے حُسن و جمال کو دیکھکر ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا اور اپنے دلمین خیال کیا جو ہو سو ہو مین خود اسکے ساتھ شادی کرونگا اور بادشاہ جن کو نہ دونگا پھر زین نے اُس آئینہ مین اُسکی شکل دیکھی آئینے مین اُسکی صورت نہایت صفائی کے ساتھ نظر پڑی اور وہ آئینہ مانند آفتاب کے چمکنے لگا اس امتحان سے بھی اُسکی خاطر جمع ہوئی پھر وزیر نے قاضی کو بُلواکے اُسکا عقد

باندھ دیا اور تین روز تک شہزادے کو اپنے گھر مہمان رکھ کے سب رسوم شادی کے بڑے تکلف سے عمل مین لایا بعد اسکے شہزادے زین نے اپنے گھر مین جاکر بہت زیور مرصع قیمتی لاکھون کا مبارک کے ہاتھ وزیر کے گھر واسطے وزیرزادی کے بھیجا وزیر نے لڑکی کو بہت جہیز دیکر مبارک کے ساتھ رخصت کیا وہ شادی بڑی دھوم دھام سے تمام بغداد مین مشہور ہوئی اور زین نے وہان کے امیرون اور وزیرون کی دعوت بڑے تکلف سے کی جب ضیافت سے فراغت ہوئی مبارک نے کہا اب یہان رہنا ضرور نہین کیرو چلو اور جو اقرار تمنے بادشاہ جنات سے کیا ہے اسپر ثابت قدم رہو انہون نے کہا مین تو اب عروس پر عاشق زار ہون کیونکر اسے بادشاہ جن کو دون اب اس بی بی کو مین بانسر لیجاکر اپنی ملکہ بناتا ہون مبارک نے کہا زنہار ایسا کام نکرنا بادشاہ جن آکر تمکو ہلاک کریگا اور وزیرزادی کو اپنے ساتھ لیجائیگا جسطرح بنے موافق اپنے قول کے اس بی بی کو اسکے پاس پہونچاؤ زین نے اپنا دل سخت کرکے کہا تم اس نازنین کو مجھ سے چھپاؤ اور راہ بھر اسکو مین دیکھنے نہ پاؤن مبارک شہزادے اور عروس سمیت کیرو کو روانہ ہوا اور وہان سے انہون نے راہ جزیرے بادشاہ جنات کی لی اثنائے راہ مین وہ بی بی اس سفر دور دراز سے بہت ماندی ہوئی اور شہزادہ زین کو کہ روز عقد سے نہین دیکھا تھا گھبراکر مبارک سے پوچھا کہ باوجود اسقدر سفر کرنے کے ہم ابتک اپنے شوہر کے ملک مین نہین پہونچے اور مین نے سوا روز عقد کے اسکی صورت نہین دیکھی اسکا کیا سبب ہے مبارک نے کہا بی بی سچ تو یون ہے کہ تم صورت زین الاصنام شہزادے کی کبھی نہ دیکھو گی اسنے تمھارے ساتھ جو عقد کیا ہے بانسر لیجانے کے واسطے نہ تھا بلکہ تمکو بادشاہ جن کے واسطے کہ اسنے زین سے تم ایسی بی بی کی درخواست کی تھی بغداد سے لایا ہے یہ سنکر وہ بی بی رونے لگی اسکے رونے سے مبارک اور شہزادہ زین دونون نہایت غمگین ہوے پھر اس بی بی نے کہا میرے حال پر رحم کرو یہان میرا کوئی نہین ہے بیکس مسافر ہون تم خدا کو کیا جواب حشر کے دن دوگے بہرکیف اسی حال سے اس لڑکی کو حضور مین بادشاہ جن کے لے گئے اور اسے سونپ دیا بادشاہ جن نے اُس لڑکی کو دیکھکر بہت پسند کیا اور خوش ہوکے زین سے کہا تمنے وعدہ اپنا پورا کیا جیساکہ مین چاہتا تھا ویسی ہی بی بی تم میرے واسطے لائے اور مین تم سے نہایت راضی ہوا تم جلد یہان سے اپنے ملک کو جاکر اُس تہ خانے مین جہان سے خزانہ پایا ہے داخل ہو وہان تم نوین تصویر الماس کی کہ اُسکے دینے کا مین نے تمسے اقرار کیا ہے پاؤ گے شہزادہ زین بادشاہ جن سے رخصت ہوکے شہر کیرو مین ہوتا ہوا بانسر کو روانہ ہوا مگر تمام راہ عروس کو یاد کرکے روتا اور کہتا بڑا افسوس ہے کہ ہم فریب سے اس نازنین کو اسکے

باپ شفیق سے جُدا کر کے جن کو دے آئے اِسی فکر مین وہ بانسرا کو پہونچا اُسکے وزراء و اُمراء وغیرہ صغیر و کبیر کمال خوش ہوے پہلے زین اپنی مان کے پاس گیا اور سب حال سفر کا اول سے آخر تک کہا اُسنے کہا اب تم جلد اُس نوین تصویر کو پاؤ گے اُس تہ خانے مین چلو جہان بادشاہ جن نے تمھین اُسکے دینے کا وعدہ کیا ہی مگر زین الاصنام فراق مین وزیرزادی کے آرزو نوین تصویر کی بھول گیا اور دل مین کہنے لگا اب مین بے اپنی معشوقہ کے وہ نوین تصویر لیکر کیا کرونگا مین اُس سے درگذرا خدا اُس معشوقہ کو کسی طرح مجکو دلوائے آخر زین الاصنام نہایت افسردگی سے اور اُسکی مان دونون نوین تصویر لینے کو اُس تہ خانے مین اُترے اُنھون نے اُسمین جاکر نوین پیلپائے پر بجاے نوین تصویر کے ایک بی بی کو بیٹھے دیکھا شہزادے نے اُسے دیکھکر پہچانا کہ یہ تو وہی بی بی ہے جسے ہم بادشاہ جن کو دے آئے تھے وہ اِس امر کو دیکھکر ششدر کھڑا رہ گیا بی بی نے شہزادے زین سے کہا تمھاری حیرانی شاید اسلیے ہے کہ بجاے میرے تم اور کسی چیز کے کہ جو مجھ سے اچھی ہے امیدوار تھے شہزادے زین نے کہا بی بی اسلیے ہم حیران نہین ہین بلکہ تم ایسی نعمت غیر مترقبہ کو پاکے ہم متحیر ہین خدا گواہ ہی کہ تمھارے عشق اور محبت مین میرا عجب حال ہوا اور تمھارے ہی غم و الم مین میرا دن رات کٹتا تھا اور یہ امر مجھ سے مجبوری ہوا تھا اسلیے کہ بادشاہ جن نے مجھ سے قسم لی تھی کہ مین اُسے ایک بی بی تم ایسی حسین اور عفیفہ پہونچاؤن اور اگر ذرا اس وعدے مین خلاف کرتا وہ بادشاہ جن کا مجکو جان سے مار ڈالتا ہر چند اثنائے راہ مین چاہا کہ اُس سے خلاف وعدہ کر کے تمھین اپنے ملک مین لے آؤن اور نوین تصویر سے ہاتھ اُٹھاؤن مگر میرے رفیق نے کہ میرے ہمراہ تھا بخوف بادشاہ جن کے مجکو اس ارادے سے باز رکھا اب خدا نے عوض اُس صبر و شکیبائی کے تمھین گھر بیٹھے مجھے عنایت کیا اور تم ہزار درجے مجھے ان تصویرون الماس بلکہ تمام دولت روے زمین سے بہتر اور پسندیدہ ہو زین یہ باتین کہہ چکا تھا کہ دفعۃً ایک آواز رعد کی آئی اور تہ خانہ ہلنے لگا اور مان شہزادے کی اس حال کے دیکھنے سے ڈر گئی اتنے مین بادشاہ جن آدمی کی شکل بن کے ظاہر ہوا اور کہا اے ملکہ مین تمھارے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا ہون جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس نازنین بی بی پر عاشق ہی فقط اپنا قول پورا کرنے کے واسطے بمجبوری تمام مجھے اُس بی بی کو دیا اب مین نے اُسکی خاطر کے واسطے اس بی بی کو یہان پہونچا دیا اب یہ بی بی اسکو مبارک ہو اور خبردار اے شہزادے اسی محبت اور پیار سے اسکے ساتھ رہنا اور کوئی اور بی بی کرکے اسکو آزردہ خاطر نہ کرنا پھر اُس نوین تصویر کو بھی تُسے اور شہزادے سے

رخصت ہو غائب ہو گیا زین بادشاہ نے اُس بی بی کے ساتھ جشن کر کے منادی کی کہ سب لوگ اِس بی بی کو آج سے ملکہ بانسرا کہا کرین پھر مدت دراز تک زین بصنم بادشاہ بانسرے کا اور وہ ملکہ آپس مین دونون بڑے عیش و عشرت کے ساتھ اُس ملک مین بسر کرتے رہے

قصہ شہزادے خداداد اور شہزادی دریابار کا

اِس قصہ کے ضمن مین ذکر سلطنت دریابار کا بھی کیا جاتا ہی شہر ہیرن مین ایک بڑا بادشاہ عظیم الشان رعیت پرور موصوف بجمیع صفات حمیدہ تھا حق تعالیٰ نے سب کچھ اُسکو دیا تھا مگر کوئی اولاد نہین رکھتا تھا اگرچہ اُسکے محل مین بہت بیبیان خوبصورت تھین لیکن کسی سے اولاد نہ تھی ہمیشہ وہ خدا سے دعا مانگا کرتا ایک رات اُسنے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص پاکیزہ شکل اُس سے کہتا ہی کہ اے بادشاہ دعا تیری قبول ہوئی فجر کو اُٹھ کر نماز پڑھ اور دُعا مانگ پھر تو اپنے پائین باغ مین جا اور باغبان سے ایک انار منگوا کر اُسکے دانے آسودہ ہو کر کھا حق تعالیٰ تجھپر فضل کریگا بادشاہ فجر کو اُٹھ کر خدا کا شکر بجا لایا پھر نماز پڑھ کے دُعا مانگی بعد اُسکے باغ مین گیا اور باغبان سے ایک انار منگوا کر پچاس دانے گن کر کھائے اسلیے کہ وہ پچاس بیبیان خوبصورت رکھتا تھا اُس روز سے باری باری ہر ایک کے پاس شب کو جا کر سونے لگا خدا کی قدرت سے سب بیبیون کو اُسکی حمل ظاہر ہوا مگر ایک بی بی کو کہ اُسکا نام پیروز تھا آثار حمل کے ظاہر نہ ہوئے بادشاہ کو اُس سے نفرت ہوئی اور دلمین کہا کہ اِسکا بانجھ ہونا دلیل ہی اُسکی نحوست پر پھر اُسنے چاہا کہ پیروز کو مروا ڈالے وزیر نے اُسکی شفاعت کی اور سمجھایا کہ شاید یہ بھی حمل سے ہو اور حمل محسوس نہ ہوتا ہو اس صورت مین ہلاکی اسکی بہت بُری ہی بادشاہ نے کہا اچھا اسکو مارو نہین مگر میرے شہر مین نرہے کہ مین اسکو دیکھ نہین سکتا وزیر نے عرض کیا بہت اچھا اِسکو اپنے بھتیجے کے پاس کہ اُسکا نام سمیر ہے بھیج دیجیے بادشاہ نے پیروز کو شہر سمریا مین بھیجدیا اور اپنے بھتیجے کو لکھا کہ اس بی بی کو ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین اگر اسکا حمل ظاہر ہو یا کوئی لڑکا اُسکے پیدا ہو تو فوراً ہمکو خبر کرنا پیروز شہر سمریا مین جا کر بعد پورے ہونے ایام حمل کے بیٹا جنی شہزادہ سمیر نے بادشاہ ہیرن کو آگاہ کیا کہ پیروز کے بطن سے شہزادہ پیدا ہوا آپ کو حق تعالیٰ مبارک کرے بادشاہ کو نہایت خوشی ہوئی اور اُسکے جواب مین شہزادے سمیر کو لکھا کہ یہان خدا کے فضل سے سب بیبیون کے بطن سے بھی ایک ایک شہزادہ پیدا ہوا ہی اور مین پیروز کے بیٹا ہونے سے نہایت خوش ہوا تم اُس شہزادے کا نام خداداد رکھو اور تم اُسکی پرورش اور حفاظت کرو

اور جو تمکو اسکے تولد کے رسوم مین درکار ہوگا یہان سے بھیجد یا جائیگا شہزادہ سمیر شہزادہ خدادادکی
پرورش مین بدل مصروف ہوا جب خداداد قابل تربیت کے ہوا اُسنے سواری گھوڑے کی اور تیراندازی
اور سب علم فن اُسکو سکھائے اور شہزادہ ہر ایک فن مین کامل ہوا جب اٹھاروان برس لگا تو وہ حسن و قوت مین
بیمثل ہوا ایکدن اُسنے اپنی مان سے کہا کہ مجھے تم اجازت دو کہ سمریا چھوڑ کر نبرد گاہ تلاش کرون اور اپنی
طاقت آزماؤن میرا باپ بادشاہ ہیرن کا کئی دشمن رکھتا ہے بالفعل کئی بادشاہ جوار کے چاہتے ہین کہ اُسپر
فوج کشی کرین حیران ہون کہ ایسے وقت مین کیون مجکو نہین بلاتا اسوقت مین میرا یہان رہنا مناسب نہین مجکو
لازم ہے کہ اپنے باپ کے حضور مین حاضر ہون جبتک میرے بھائی قابل مقابلہ حریف ہون مین اُسکی خدمت
کو بجالاؤن مان نے کہا اے میرے پیارے اگرچہ مجھے کسی طرح تمھاری جُدائی گوارا نہین مگر ایسے وقت مین
تمھین وہان جانا ضرور ہے اُدھر شہزادہ سمیر بھی خداداد کے جانے کا روادار نہ تھا مگر ایکدن شہزادہ بہانے
سے شکار کے ایک گھوڑا نایاب اور ایک تلوار جوہردار اور کمان اور ترکش جواہر نگار لیکے سمریا
سے روانہ ہوا اور جلد مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے شہر ہیرن مین پہنچا اور بادشاہ کا سامنا
کیا اور آداب بجالایا بادشاہ اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت مہربانی سے نام اور
حسب و نسب پوچھا خداداد نے کہا مین امیر کا فرزند ہون رہنے والا کیرو کا بشوق سیاحت اپنے شہر کو
چھوڑ کر ملکون کو دیکھتا اور سیر کرتا ہوا آپ کے حضور مین آیا ہون اور مین نے سُنا ہے کہ آپکو بالفعل
کوئی مہم درپیش ہے چاہتا ہون کہ مین اپنے جوہر شجاعت آپکو دکھلاؤن بادشاہ اُسکی گفتگوے دلیرانہ
اور بہت مردانہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور اپنی فوج کا اُسے افسر کیا اُسنے فوج کو ملاحظہ کرکے سب افسرون کی
بہت خاطرداری اور سپاہ کی دلجوئی کرکے سب کو اپنی خوش مزاجی سے راضی کیا اور فوج کو تعلیم حرب کی
ایسی کی کہ بادشاہ بہت خوش ہوا اور اُسکو سوا عہدہ سپہ سالاری فوج کے اپنا مصاحب خاص کیا اور
سب وزیر و امیر اُس ریاست کے خداداد کو نہایت معزز اور مکرم جان کر دل سے اُسکے ساتھ پیار و الفت سے
پیش آئے اُسکے روبرو سب شہزادے بادشاہ اور خلائق کے نزدیک کم رتبہ ہوگئے شہزادے اُسکے رتبے پر
حسد کرنے لگے مگر خداداد اپنی فصاحت اور بلاغت سے بادشاہ کو بہت خوش رکھتا اور بیش از بیش
مورد الطاف بادشاہی ہوتا جو غنیم کہ قصد یورش کا ہیرن پر رکھتے تھے تیاری اور آراستگی فوج
اور درستی اسباب جنگی سُنکر اپنے ارادون سے باز آئے رفتہ رفتہ بادشاہ نے سب شہزادون کو اُسکے

سپرد کیا تاکہ تعلیم پائین اگرچہ خداداد اپنے بھائیون کے ہمسن تھا لیکن اپنی لیاقت سے سبکا حاکم ہوا اس امر سے اور بھی شہزادے اُسکے دشمن ہوے اور آپسمین کہنے لگے کہ اس بادشاہ کو کیا ہو گیا کہ ایک اجنبی کو اتنا پیار کرتا ہی کہ ہم سب پر اُسکو حاکم کیا یہ امر ہمکو سخت ناگوار ہی ایسی کچھ تدبیر کیا چاہیے کہ اس اجنبی کو یہان سے نکالین اور بادشاہ کی نظر مین ذلیل و خوار کرین ایک نے کہا تنہا پاکر ہم سب اُسکو مار ڈالین دوسرے نے کہا کہ قتل کرنا تو ہمارے حق مین مفید نہو گا اسواسطے کہ بادشاہ کو یہ امر مخفی نرہے گا وہ ہمارا دشمن جانی ہو جائیگا خدا جانے ہمارے ساتھ کس بدسلوکی سے پیش آئے بہتر یہ ہی کہ بادشاہ سے اجازت شکار کی لیکر کسی طرف کو چلین اور کوئی شہر کہ یہان سے فاصلہ بعید ہو اسمین رہین بادشاہ کو ہماری جدائی کا بڑا رنج ہو گا آخر ناراض اور بدگمان ہو کر اسکو ہلاک کر ڈالیگا اس طرح اسکا دفع کرنا قرین صلاح ہی سب شہزادون نے کہا یہ تدبیر سب سے بہتر ہی پھر ان سب نے خداداد کے پاس جاکے کہا اگر ہمکو اجازت ہو تو ہم سب بھائی ملکے تھوڑی دور تک واسطے سیر و تماشے اور کھیلنے شکار کے جائین شام تک لوٹ آئینگے خداداد نے اُنکے فریب مین آکر اجازت دی وہ سب بھائی شکار کا بہانہ کرکے چلے گئے اور پھر نہ پھرے تیسرے روز بادشاہ نے پوچھا کیا سبب ہی کہ مین شہزادون کو نہین دیکھتا ہون اُسنے عرض کیا خداوند تین دن کا عرصہ ہوا کہ وہ سب واسطے شکار کھیلنے کے ایک دن کی رخصت لیکر گئے تھے آج تیسرا دن ہی کہ اب تک نہین پھرے غلام نہایت متردد ہی پھر جبکہ ایک مدت گذر گئی تب بادشاہ نہایت دلگیر ہوا اور خداداد سے کہا اے غافل اجنبی تو نے کیسی جرأت کی کہ میرے شہزادون کو شکار جانیکی رخصت دی اور آپ اُنکے ساتھ نہ گیا اب تیرے حق مین بہتر یہ ہی کہ تو جاکے اُنکو جلد ڈھونڈھ لا ورنہ تجکو جان سے مروا ڈالونگا خداداد بادشاہ کا عتاب سنکر ڈرا اور فوراً گھوڑے پر سوار ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا شہر بشہر اور دہ بہ دہ شہزادونکو تلاش کرتا پھرتا تھا جب اُسنے کہین اُنکا پتہ نہ پایا سخت دلگیر ہو کے کہنے لگا اے میرے بھائیو تمکو کیا ہوا اور تم کہان ہو شاید کسی دشمن قوی کی قید مین پڑے ہو کہ جہان سے نکل نہین سکتے جبتک تم مجھے نہ ملوگے مین حیرن مین نہ جاؤنگا آخر وہ جنگل جنگل ڈھونڈھتا ہوا ایک بڑے وسیع میدان مین پہونچا کہ اسکے درمیان مین ایک محل سنگ سیاہ کا بنا ہوا تھا یہ پھرتا پھرتا نیچے اس محل کے جا کھڑا ہوا اور کھڑکی مین محل کے ایک بی بی جوان حسین و شکیل کو پریشان حال بیٹھے دیکھا سر کے بال کھلے ہوے اور کپڑے ٹکڑے ٹکڑے رنگ چہرے کا زرد دبتے غم مین گرفتار اور کچھ

کہہ رہی ہے خداداد نے کان رکھ کر سُنا کہ وہ کہتی ہے اے جوان اس خوفناک جگہ سے بھاگ ورنہ ابھی ایک ظالم کے ہاتھ مین کہ اس مکان مین رہتا ہے گرفتار ہو جائیگا مالک اس مکان کا ایک زنگی آدم خوار ہے جو اجل رسیدے یہان آتے ہین اُنکو پکڑ کر ایک تہ خانہ تنگ و تار مین اپنے کھانے کے لیے بند رکھتا ہے خداداد نے کہا بی بی مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو اُسنے کہا مین کیرو کی رہنے والی ہون بغداد کو جاتی تھی کہ گذر میرا اس میدان نحس مین ہوا اور اُس زنگی سے دوچار ہوئی اُسنے سب میرے نوکرون کو مار کر مجھے اس مکان مین رکھا ہے اب مجکو زندگی خوش نہین آتی اسلیے کہ وہ حبشی میری خواہش رکھتا ہے اور مین نے اس گھڑی تک اپنے تئین اُس ناپاک سے بچایا اگر کل مین اُسکا کہنا نہ کرونگی تو وہ مجھ کو بیشک مار ڈالیگا مین تو اپنے جینے سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون تم کیون اپنی جان دینے یہان آئے جلد بھاگو وہ مسافرونکو ڈھونڈھنے گیا ہے ابھی آتا ہوگا ہنوز وہ بی بی یہ باتین کرتی تھی کہ حبشی نمودار ہوا وہ ایک غول بیابانی تھا نہایت جسیم اور سہمناک صورت اور ایک بڑے زبردست ترکی گھوڑے پر

تصویر شہزادہ خداداد کی حبشی مردم خوار سے لڑنے اور شہزادی کی کھڑکی سے دیکھنے کی

سوار بھاری تیغا بازو سے لٹکائے ہوئے شہزادہ خداداد اُسکی شکل ہیبت دیکھ کر ڈرا اور خدا سے دعا مانگی
کہ اُسکو اس دیو پر ظفریاب کرے پھر تلوار نکال کر بڑی دلاوری سے کھڑا ہوا جب وہ حبشی قریب پہونچا
شہزادے کو نہایت ضعیف جان کر قصد اُسکی جنگ کا نہ کیا چاہتا تھا کہ اُسے زندہ پکڑ لے خداداد نے جلد
ایک ہاتھ تلوار کا اُسکے زانو پر ایسا مارا کہ وہ حبشی چلانے لگا اور اسکے شور سے وہان ایک تہلکہ سا پڑ گیا
پھر اس حبشی نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا خداداد پر اسطرح مارا کہ اگر وہ اپنی استادی سے خالی نہ دیتا تو
دو ٹکڑے ہوجاتا جب اس حبشی کا وار خالی پڑا خداداد نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا اُسے اور مارا کہ دہنا ہاتھ
اسکا قلم ہوکے تلوار سمیت زمین پر جا گرا پھر وہ زمین پر آرہا خداداد نے گھوڑے سے اُتر اسکا سر تن سے کاٹ کر
پھینکدیا وہ بی بی کھڑکی سے یہ سب حال دیکھتی اور خدا سے اُس جوان بہادر کے لیئے دعا مانگتی تھی جب
اُس حبشی کو مقتول اور شہزادے خداداد کو فتحیاب دیکھا نہایت خوش ہوئی اور پکار کر کہا شکر خدا کا کہ
اُسنے اس موذی کو تمھارے سبب سے نیست و نابود کیا اب تم میرے پاس آؤ اور کنجی قلعے کی لیکر دروازہ قلعے کا
کھولو خداداد نے اس مردود کی جیب سے گچھا کنجیون کا نکال کر دروازہ قلعے کا کھولا اور ایک بڑے
مکان مین جہان وہ بی بی تھی گیا بی بی اسکے استقبال کو دوڑی اور چاہا کہ اسکے قدمون پر گرے لیکن خداداد نے
اُسے باز رکھا پھر اُسنے خداداد کی بڑی تعریف کی اور سب پہلوانان روئے زمین پر اُسے ترجیح دی خداداد نے اُس
صاحب سلامت کی نزدیک سے وہ بی بی ایسی حسین معلوم ہوئی کہ ویسی دور سے نہین نظر آتی تھی خداداد نہایت
خوش ہوا پھر وہ دونون آپسمین بیٹھ کے باتین کرنے لگے کہ یکایک آواز آہ و نالے کی خداداد نے سُنی تو پوچھا
کہ یہ آواز کسکی ہے اور کہان سے آتی ہے اُسنے ایک دروازے کیطرف کہ اس مکان کے تہخانہ مین تھا اشارہ
کرکے کہا یہان سے آواز آتی ہے اس مکان مین بہت آدمی جو اس حبشی کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے
قید مین ہر روز وہ ملعون ایک کو اُنمین سے کباب کرکے کھاتا تھا پھر وہ دونون اُس جگہ آئے جہان
وہ سب آدمی قید تھے شہزادے نے دروازہ اس قید خانہ کا کھولا ایک زینہ بہت تھاپون کا نظر پڑا
اس زینے سے اُتر کر وہان پہونچا تہخانے کو نہایت تنگ و تار اور عمیق پایا سو مسافر سے زیادہ اُسمین قید
تھے اور ہاتھ ہر ایک کے زنجیرون سے بندھے خداداد نے اُنسے کہا اب تم ڈرو نہین اُس حبشی کو مین نے
جان سے مارا ہے خدا کا شکر کرو کہ اُسنے تمھارے دشمن کو نیست و نابود کیا وہ قیدی نہایت خوش و
مطمئن ہوے پھر خداداد اور اُس بی بی نے اُنکے ہاتھ پانون کھولنا شروع کیا غرض ایک دم مین سبکو

کھول کر باہر نکالا وہ سب خداداد کے قدمبوس ہو کر شکر بجالائے اور اُسکے حق مین دُعاے خیر کی جب وہ سب قیدی دالان مین آئے خداداد اُن قیدیون کے درمیان اپنے بھائیون کو کہ جنکی تلاش کے لئے نکلا تھا دیکھکر بہت متحیر ہوا اور اُنسے کہا الحمدللہ کہ تم سب صحیح اور سالم ملے تمھارا باپ تمھاری جدائی مین نہایت غمگین ہے خدانخواستہ تم مین سے کسی کو اس دیو نے تو نہین کھایا پھر سب اپنے بھائیون کو گن کے اس جماعت سے الگ کیا وہ خوشی سے ایکدوسرے کے گلے ملے پھر خداداد نے سب لوگون کی کہ قید سے چھوٹے تھے دعوت کی اور اسباب جو اُس قلعے مین تھا اور وہ اسباب بھی جو خاص قیدیون کا تھا حوالے ہر ایک کے کیا اور باقی اسباب اُسنے برابر سب کو بانٹ دیا پھر اُنسے کہا کہ تم اس اسباب کو کیونکر اپنے ملکون مین لیجاؤ گے اُنھون نے کہا یہ حبشی ہمارے اونٹ بھی لوٹ کر یہان لے آیا تھا شاید اصطبل مین ہون پھر خداداد اُن سب کے ساتھ اصطبل مین گیا وہان سو اونٹون کے اُم انچاس گھوڑے اُن شہزادون کے جو اُسمین بندھے ہوے تھے دیکھے اُسنے گھوڑے اور اونٹ جس جس کے تھے حوالے کر دیے اور اس اصطبل مین سیکڑون غلام حبشی تھے اُنھون نے قیدیون کو چھوٹا ہوا دیکھکر معلوم کیا کہ وہ حبشی مارا گیا جنگل کو بھاگ گئے اور کسی نے اُنکا پیچھا نہ کیا سب تاجر اپنے اسباب کو اونٹون پر بار کر اور خداداد سے رخصت ہو اپنے اپنے ملکون کو روانہ ہوے خداداد نے اُس بی بی سے کہا کہ اب تم کدھر کو جاؤ گی اور کہان سے یہ حبشی تمھین لایا تھا ہمین بتاؤ کہ ہم تمھین پہونچادین اُس بی بی نے کہا میرا وطن شہر کہروہی جو یہان سے بہت دور ہے تم نے میرے ساتھ ایسا بڑا سلوک کیا میرا اصلی حال یہ ہے کہ مین ایک بادشاہ عالی شان کی لڑکی ہون اُسکو ایک ظالم نے مار ڈالا اور اُسکے ملک پر مسلط ہوا مین اپنی جان اور حرمت بچاکر وہان سے بھاگی خداداد اور اُسکے سب بھائی باعث ہوے کہ وہ بی بی اپنا حال اور سرگذشت بیان کرے اور اُنھون نے اُسکی تشفی کی کہ اب تم بہت آرام سے رہو گی اُسنے دیکھا کہ اب بے کہے اپنے حال کے چارہ نہین ہے اُسنے اپنے حال کو اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ شہزادی دریابار کا

فلانے جزیرے مین دریابار نام ایک بڑا شہر ہے اُسمین ایک بادشاہ جلیل القدر تھا بسبب لاولد ہونیکے ہمیشہ دلگیر رہا کرتا اور خدا سے فرزند مانگتا بعد ایک مدت دراز کے اُسکے گھر ایک بیٹی پیدا ہوئی چنانچہ وہ لڑکی مین ہون [illegible] جب مین سیانی ہوئی تھی اُسنے

پڑھایا لکھایا آداب سلطنت اور قوانین شہریاری تعلیم کیے کہ بعد میرے یہی وارث میری ہوگی اور بادشاہت
کریگی ایکدن باپ میرا واسطے شکار کے گیا اور اُسنے جنگل مین ایک گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور اتنا تعاقب
کیا کہ شام ہوگئی اور اپنے لشکر سے جُدا ہوگیا آخر تھک کے گھوڑے سے اُتر جنگل کی راہ پر ہو بیٹھا اور خیال کیا
کہ آخر وہ گورخر ماندہ ہوکر اسی بیابان مین آئیگا پھر اُسنے درختون کے درمیان مین ایک روشنی دیکھی
قیاس کیا کہ یہان کوئی گاؤن یا قریہ قریب ہی ہے چل کے شب کو رہا چاہیے وہان سے اُس روشنی
کی طرف چلا بہت دور تک گیا دیکھا کہ وہ روشنی ایک گھر سے کہ جنگل کے درمیان مین ہے نظر آتی ہے پھر
اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک دراز قد حبشی مانند دیو کے ایک مکان مین بیٹھا ہے اور بہت سی ٹھلیان شراب کی اُسکے
آگے رکھی ہین اور کباب بیل کے کوئلون کی آگ پر بھون بھون کر کھاتا ہے اور ٹھلیون سے اُٹھا کر شراب پیتا
ہے اور اُس جھوپڑے مین ایک بی بی جوان حسین ہاتھ رسی سے بندھے ہوے نہایت مغموم بیٹھی ہے اور اُسکے
پاؤن کے پاس ایک بچہ دو تین برس کا بیٹھا ہوا رو رہا ہے میرے باپ کو یہ حال دیکھ کر رحم آیا

تصویر حبشی کی اور بادشاہ کا تیر چلانا اور تیر کا جگر دوز ہو کر حبشی کو واصل جہنم کرنا

اور چاہا کہ کسیطرح اِس حبشی کو تلوار سے مارے مگر قابو نہ پاکے گھات مین لگی رہا یہانتک کہ اُس دیو نے وہ سب تھلیان شراب کی اور آدھا گوشت بیل کا کھالیا اور اُس بی بی کیطرف متوجہ ہوکے کہنے لگا اے نازنین شہزادی کب تک تو مجھ سے کنارہ کریگی اور میرا کہنا نہ مانیگی دیکھ مین تیری کتنی خاطر کرتا ہون اور مین کسقدر تجھپر مرتا ہون اب تجھے لازم ہے کہ تو بھی مجھے پیار کرے اور اپنا جلن اُس بی بی نے کہا اے غول بیابانی تو کیا بکتا ہے کبھی تو اپنی مراد کو نہ پہونچیگا جتنا تو چاہے مجھپر ظلم کر یا جان سے مار ڈال مین کبھی تجھ سے راضی نہونگی ان باتون سے وہ دیو ایسا غصے ہوا کہ اس بی بی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی تلوار نکالکر چاہتا تھا کہ سر تن سے جدا کر ڈالے میرے باپ نے ایک تیر اِس زور سے مارا کہ اسکے جگر کے پار ہوگیا اور وہ اُسیوقت زمین پر گرکر جہنم واصل ہوا پھر میرے باپ نے جھونپڑے کے اندر جا اس بی بی کے ہاتھ کھولے اور اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیونکر تجھکو یہ نابکار یہان لایا اُسنے کہا یہان سے قریب دریاے شور کے کنارے ایک قوم سراسنگ کی مانند غول بیابانی کے رہتی ہے اُنکے بادشاہ سے میری شادی ہوئی تھی اور یہ ناپاک جسکو تمنے ابھی قتل کیا ہے میرے شوہر کا مصاحب اور مجھپر عاشق تھا چاہا کہ قابو پاکے مجھے لے بھاگے چنانچہ ایکدن یہ میرے شوہر کو غافل پاکے مجھے اور میرے بچے کو اس جنگل مین بھگا لایا اور ہر روز ارادہ فاسد مجھ سے رکھتا تھا مگر اسوقت تک مین نے اپنے تئین بچایا آخر مین نے آج یہ گفتگو کی تب اُسنے مایوس ہوکر قصد میرے مار ڈالنے کا کیا مگر خود تمھارے ہاتھ سے مارا گیا میرا یہ حال ہے جو کہ مین نے تم سے کہا پھر میرے باپ نے اسکی تسلی کی کہ اب تم خاطر جمع رکھو فجر کو مین تمھین دریا بار مین کہ اسکا مین حاکم ہون لیجاؤنگا اگر تمکو وہ شہر پسند آئے تو اُسمین رہنا جبتک کہ تمھارا شوہر تمھین ملے دوسرے دن میرا باپ اس جنگل سے اُسے بچے سمیت لیکر آگے کو روانہ ہوا یکایک سب اُسکے سردار اور اہل لشکر کہ تمام رات اسکی تلاش مین چارون طرف دوڑتے پھرتے تھے حاضر ہوے اور بادشاہ کے دیدار سے خوش ہوگئے اور اس بی بی کو بادشاہ کے ساتھ سوار دیکھکر متحیر ہوے کہ اس صحرا مین ایسی بی بی حسین کہان سے آئی بادشاہ نے اُنسے سارا قصہ بیان کیا پھر ایک افسر نے اُس بی بی کو اپنے پیچھے اور دوسرے نے اُسکے بچے کو گھوڑے پر چڑھا لیا تھوڑے عرصے کے بعد میرا باپ اپنے محل مین پہونچا اور ایک مکان نہایت وسیع اور نفیس اُسکے رہنے کو بنوادیا اور اُسکے لڑکے کو تعلیم و تربیت کرنا شروع کیا وہ بی بی بڑے آرام سے وہان رہنے لگی اور ایک مدت گذر گئی کہ اُسنے اپنے شوہر کی خبر کچھ نہ سُنی تو اُسنے

تعمد شادی کا میرے باپ کے ساتھ کیا اور اُسکو اپنے حسن و ناز کا فریفتہ کر بعد عقد کے ایک جا رہنے لگی اور اُسکا لڑکا بھی چند سال کے بعد جوان خوبصورت نکلا اور آداب شاہی در تمام علوم اور فنون سے ماہر ہوا اُسکو بادشاہ اور تمام ارکان دولت نے پسند کیا اور سب کی تجویز مین یہ آیا کہ میری شادی اُس جوان کے ساتھ ہوا اور بعد بادشاہ کے وہی مالک تخت و تاج کا ہو وہ جوان میری وصلت کی خبر سنکر بہت خوش ہوا پھر ایکدن میرے باپ نے چاہا کہ اُسکے ساتھ میرا عقد کر دے مگر اُس سے کئی شرطین پیش کین ازانجملہ ایک یہ کہ میری بیٹی پر اور کسی بی بی کے ساتھ عقد نکرنا یہ شرط اس جوان کو پسند نہوئی اور سمجھا کہ مجھے حقیر سمجھکر یہ شرط کرتے ہین پھر عقد مین میرے توقف ہوا اور وہ جوان دل مین میرے باپ کا دشمن جانی ہو کے منتظر قابو کا رہنے لگا یہانتک کہ غفلت مین اُسے ایکدن قتل کر کے میرے مارنیکے لیے محل مین آیا مگر وزیر خبر پاکے براہ نمک حلالی مجھے محل سے جلد نکال لیگیا اور مخفی کسی اپنے دوست کے گھر مین لیجا کر رہنے کو کہا اور ایک جہاز بہم پہونچا کے مجھے اور ایک میری خادمہ کو اُسپر سوار کر کے اور ملک کیطرف کہ اسکا بادشاہ میرے باپ کا دوست تھا روانہ ہوا اور وہان کے بادشاہ کی مدد سے چاہا کہ میرے باپ کے بدلہ لینے کے واسطے اُس جوان نمک حرام پر فوج کشی کرے قضارا بعد کئی روز کے ایسا طوفان شدید آیا کہ وہ جہاز ٹوٹ گیا اور وزیر سمیت سب اہل جہاز دریا مین غرق ہو گئے مگر مین ایک تختہ پر جہاز کے کنارے دریا کے آلگی خدا نے مجھے مصیبتین دکھانیکے لیے بچا رکھا جب مین ہوش مین آئی اپنے تئین زندہ کنارے پر پایا شکر خدا کا بجالائی وزیر اور ہمراہیون کے ڈوبنے اور باپ کے مارے جانے کو یاد کر نہایت چلائی اور تنہائی سے بہت گھبرائی اور اُٹھی کہ اپنے تئین دریا مین ڈالکر ہلاک کر ڈالون ایکبارگی شور و غل آدمی اور گھوڑون کا سُنائی دیا دیکھتی کیا ہون کہ کتنے سوار مسلح جنکے درمیان ایک حسین شہزادہ قبائے زرین پہنے ہوئے اور کمربند ہیرے کا باندھے تاج طلائی سر پر رکھے نظر پڑا ان سبھون نے مجھے وہان اکیلا دیکھکر تعجب کیا پھر اس شہزادے نے اپنا ایک افسر میرے پاس بھیجا کہ میرا حال دریافت کر کے اُسکو آگاہ کرے ہرچند افسر نے مجھسے پوچھا مین نے کچھ جواب نہ دیا اور رونے لگی جب اُنھون نے بہت تختے ٹوٹے ہوئے جہاز کے دیکھے سمجھے کہ کوئی جہاز ٹوٹ گیا ہے یہ بی بی بھی اُسی جہاز پر ہو گی کسی تختے پر یہان بہ آئی ہے پھر ان افسرون نے مجھے گھیر لیا اور منت سماجت سے پوچھا تا کہ مین اپنا حال اُنسے کہون جب مین نے اُنسے کچھ بات نہ کی شہزادہ آپ میرے پاس آیا اور سب افسر نوکرون کو سرکا کے مجھ سے کہا بی بی تم ہمسے بے تکلف اپنا

حال کہو کچھ اندیشہ نکرو تب مین نے سب اپنا حال کہا اس شہزادے نے سُنکر بہت افسوس کیا اور آبدیدہ ہوا اور
تسلی دیکے مجھے اپنے ساتھ لیگیا اور اپنی مان ملکہ کو میرے تئین سونپا مین نے اپنا حال تمام کمال اس نیک
بی بی سے کہا اُسنے بھی سُنکر بہت افسوس کیا اور دن رات میری دلجوئی مین رہتی تھی اور بیٹے کو مجھپر عاشق و
بیقرار دیکے میری شادی اُسکے ساتھ کردی اور مین بھی اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر راضی ہوئی پھر شاہانہ رسوم
شادی کے عمل مین آئے تقدیر سے عین برات کی رات زنگبار کا ایک بادشاہ کہ قرب وجوار مین ان جزیرے
کے تھا اور ہمیشہ قصد اس ملک کا رکھتا تھا قابو پاکے بڑی فوج لیکر چڑھ آیا اور بہت آدمی اس شہر کے مارکر
چاہتا تھا کہ مجھے اور میرے خاوند کو پکڑلے ہم جلد دریا کی طرف شبا شب بھاگے وہان ایک ڈونگی ہی گیر
کی ہاتھ لگی ہم دونون اُسکو غنیمت جانکر سوار ہوکر روانہ ہوے دور تک وہ کشتی دریا کے دھارے مین
پڑکر ایک سمت کو بہی جاتی تھی یہ نہین معلوم تھا کہ قسمت کہان لیجائیگی تیسرے دن دیکھا کہ ایک جہاز
ہماری طرف چلا آتا ہے جب نزدیک پہونچا اُسمین سے پانچ سات جوان قزاق ہاتھون مین تلوارین
ننگی لیے ہوے ہماری ڈونگی پر چڑھ آئے اور ہم دونونکو باندھ جہاز پر لیگئے جب اُنھون نے میرے مُنھ سے
بُرقع اُٹھاکر دیکھا مجھپر سب عاشق ہوگئے اور ہر ایک نے اُنمین سے چاہا کہ اس بی بی کو مین لون دیر تک اسی
امر مین نزاع کرتے رہے آخر نوبت قتال و جدال کی پہونچی رفتہ رفتہ سب کے سب آپسمین کٹ مر کے رہ گئے مگر ایک
شخص کہ سب سے قوی تھا بچ رہا مجھ سے کہنے لگا کہ مین تجھے قیرو مین لیجاکر وہان اپنے ایک دوست کو تجھے دونگا
کہ مین نے اُس سے وعدہ ایک کنیز لادینے کا کیا ہے پھر اُس رہزن نے میرے شوہر کو دیکھکر کہا کہ یہ شخص
کون ہے مین نے کہا میرا شوہر ہے اس قزاق نے اُس بدنصیب شہزادے کو کہ بندھا ہوا تھا دریا مین پھینک دیا
ہرچند مین نے واویلا کیا مگر کچھ مفید نہوا مین چاہتی تھی کہ اپنے تئین بھی دریا مین ڈالون مگر جلد اُسنے
مجھے پکڑ لیا اور جہاز کو روانہ کیا اور جلد ایک چھوٹے شہر مین پہونچا وہان سے کُسنے کئی اونٹ اور خیمے
اور غلام خرید کر راہ قیرو کی لی کئی منزل خشکی کے رستے چلے تھے یکایک اُس حبشی نے ہمین آکے گھیر لیا
اور تلوار کھینچکر اُس قزاق سے کہا قیدیون کی طرح اپنے غلامون اور اس بی بی سمیت میرے ساتھ ہولے
مگر قزاق نے مقابلہ کیا اور دیر تک دونون مین جنگ و جدل رہی آخر وہ غلامون سمیت حبشی کے ہاتھ سے
مارا گیا پھر وہ حبشی مجھے اور اونٹون کو اور لاش اس قزاق کی قلعے کے اندر لیگیا اور گوشت اُس لاش کا
زہر مار کیا پھر میری طرف کہ مین رو رہی تھی متوجہ ہوکر کہا کہ اب غم و غصہ اپنے دل سے دور کر اور

اِس قلعے مین آرام سے رہ کے میری صحبت سے اپنا دل مسرور کرو آج مہلت دیتا ہون کل تمکو اپنی خدمت مین لاؤنگا یہ کہکے مجھے ایک مکان مین لیجاکر رکھا اور آپ دروازے قلعے کے بند کر دوسرے گھر مین جاکر تنہا سو رہا فجر کو اُٹھکر اُسنے دروازے قلعے کے کھولے اور سب قلعے مین گشت کر پھر واسطے تلاش کرنے مسافرون کے دور نکل گیا اور خالی ہاتھ اُدھر سے پھر آتا تھا کہ تسے مقابل ہوکر مارا گیا جب شہزادی دریابار نے اپنا سب حال بیان کیا خداداد کو اُسکے حال پر بہت رحم آیا اُسکی تسلی کی کہ اب تمکو کسیطرح کا خوف نہین ہے یہ شہزادے بیٹے بادشاہ ہیرن کے ہین جس سے راضی ہو اُسے قبول کرو تمھین اپنے شہر مین لیجا بہت آرام سے رکھین گے اور وہ بادشاہ سب طرح سے تمھاری محافظت کریگا اور اگر تم اُنسے راضی نہین ہو تو پھر تم اس شخص کو جسنے تمھین اس بلا سے چھڑایا ہے قبول کرو شہزادی نے قبول کیا پھر وہ شادی اُسی قلعے مین بڑے تکلف سے ہوئی دوسرے دن سب بھائی اُسکے باقی اسباب اپنے ساتھ لیکر وہان سے شہر ہیرن کو روانہ ہوے جب ایک منزل شہر ہیرن باقی رہا شب کو بعد کھانا کھانے کے اُن سب شہزادون نے شراب خوب پی خداداد نشے مین اپنے بھائیون سے کہنے لگا کہ مین نے ابتک اپنے تئین تمسے چھپایا تھا مگر اظہار کرتا ہون کہ مین بھی تمھارا ایک بھائی ہون بیٹا بادشاہ ہیرن کا مجھے شہزادہ سمیر نے پرورش کیا اور شہزادی پیروز میری مان ہے اور شہزادی دریابار سے بھی کہا بی بی ابتک تمھین میرے حسب ونسب کا حال نہین معلوم تھا اب تم بھی اپنی خاطر جمع رکھو کہ شوہر تمھارا بھی شہزادہ ہے اُسنے کہا اگرچہ تمنے کچھ اپنا حال نہین کہا تھا مگر میری خاطر جمع آگے سے تھی مجکو یقین تھا کہ تم عالی نسب ہو وہ سب شہزادے بظاہر اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوے اور مبارکبادی دی مگر دلون مین اپنے رنجیدہ ہوے یہانتک کہ جب خداداد آدھی رات کو اپنے خیمے مین شہزادی دریابار کے ساتھ سو رہا وہ ناسپاس خداداد کے سلوک کو فراموش کرکے اُسکی فکر مین پڑے اور آپسمین مشورہ کیا ایک نے اُنمین سے کہا ہمارا باپ اُسکو اجنبی اور پردیسی سمجھکر اسقدر پیار کرتا ہے کہ ہم سب پر اُسکو حاکم کیا اور جب جانیگا کہ میرا بیٹا ہے تو اُسکو ولیعہد کریگا لازم یہ ہے کہ اُسکا کام تمام کرین پھر وہ سب اُسکے خیمے مین جاکے چارون طرف سے اُسپر تلوارین مارنے لگے یہانتک کہ اُسکو پرزے پرزے کرکے اپنی دانست مین کام اُسکا تمام کرڈالا اور سب شہزادون نے شہر ہیرن مین داخل ہوکے بادشاہ سے ملازمت کی بادشاہ اِن سب کو صحیح وسالم پاکے بہت خوش ہوا اور اُنسے سبب توقف کا پوچھا اُنھون نے اپنا حبشی کی قید مین ہونا اور خداداد کی اعانت سے

چھوٹنا بادشاہ سے مطلق نہ کہا بلکہ برخلاف اسکے بیان کیا کہ اسکو شکار دسیر مین کئی ایک شہر و نمین توقف
ہوا بادشاہ انکے اظہار کو سچ جان کے چپکا ہو رہا اب حال خداداد کا سنیے کہ جب فجر کو شہزادی دریابار
نے بیدار ہو کے دیکھا کہ خداداد خون مین ڈوبا ہوا اور ہزارون زخمو نسے گھائل پڑا ہی اسکو موا ہوا جان کر
رونے لگی پھر جب فرا دم اسکے نتھنون سے آتے دیکھا اور بدن اسکا گرم پایا خیمے کے دروازے کو بند کر کے
شہر کیطرف دوڑی اور وہان سے ایک جراح کو ڈھونڈھکر اپنے ساتھ لائی وہان خداداد کو نہ پایا یہ سمجھی کوئی
جانور اسکو اٹھا لیگیا اور کھا ڈالا بہت روئی اور اپنا برا حال کیا یہانتک کہ اسکے رونے پر جراح کو رحم آیا
اور اسکو دلاسا دیکر شہر مین لیگیا اور ایک علحدہ مکان اسکے رہنے کیلئے مقرر کیا اور دو لونڈیان اسکی خدمت
کیلئے معین کین اور اکثر اوقات آپ بھی حاضر ہوکر اسکی خدمت بڑی تعظیم سے کرتا ایکدن جراح نے اسکو خوش
پاکے پوچھا بی بی اگر تم مجھے اپنے حال سے آگاہ کرو تو مین حتی المقدور ایسی کوشش کرون شہزادی نے
اپنا سب حال بیان کیا جراح نے کہا بی بی اگر تمھاری مرضی ہو تو مین تدبیر تمھارے پہونچانیکی بادشاہ
ہیرن تک کرون وہ عادل ہی تمکو دیکھکر خوش ہوگا اور قصاص تمھارے شوہر کا شہزادون سے لیگا شہزادی
راضی ہوئی پھر جراح نے دو اونٹ کرایے کیے اور انپر دونون سوار ہوکر شہر ہیرن مین گئے اور ایک
سرا مین اترکر مالک سرا سے حال شہر کا پوچھا اسنے کہا اس شہر کا بادشاہ ایک لڑکا رکھتا تھا نہایت شجاع
اور لایق مدت سے وہ غائب ہی نہین معلوم کیا ہوا جیتا ہی یا مرگیا شہزادی دریابار نے کہ اسکی ماں نے
بہت اسکو تلاش کیا مگر اتبک کچھ پتہ نہ لگا سوا ماں باپ کے سب وضیع و شریف اس شہر کے
اس شہزادے کے لیے روتے اور افسوس کرتے ہین اگرچہ اس بادشاہ کے انچاس بیٹے اور ہین لیکن
کوئی اسکی لیاقت اور شجاعت کو نہین پہونچتا اور کسی سے اسکی تسلی نہین ہوتی جراح نے یہ حال سنکر شہزادی
دریابار سے کہا شہزادی نے چاہا کہ خداداد کی ماں کے پاس جاکر اپنے شوہر خداداد کا حال کہے
جراح نے کہا شہزادی اگر تم وہان تک پہونچو اور وہ انچاس شہزادے خبر تمھارے آنے کی سنکر فی الفور
تمکو کسی صورت سے ہلاک کر ڈالین تو مفت مین جان جائے اس سے بہتر ہی کہ پہلے مین کسیطرح اپنے تئین
خداداد کی ماں تک پہونچاؤن اور اسے خبر کرکے تمکو ملواؤن جبتک تم اسی سرا مین ہو یہ کہکر وہ جراح
شہر کیطرف گیا اثنائے راہ مین ایک بی بی کو اونٹ پر سوار دیکھا اسکا ساز و یراق بڑے تکلف کا تھا اور
پیچھے بہت خوصین سوار انکے بعد بہت سوار و پیادے اور غلام حبشی ایک سمت سے چلے آتے دیکھے

شہر کے سب لوگ اُس بی بی کی سواری دیکھتے ہی دو طرفہ صف باندھ کر مجرا کرنیکو کھڑے ہوگئے جرّاح نے بھی اُن سب کے ساتھ اُس بی بی کو سلام کیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ ملکہ معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا ہان یہ بی بی بادشاہ کی ہی یہان کے لوگ اسکو بہت دوست اور عزیز رکھتے ہین اسلیے کہ یہ بی بی شہزادے خداداد کی مان ہی اسکا حال غالبًا تمنے سنا ہوگا وہ جرّاح اس بات کو سنکر سواری کے ساتھ لگا ہوا چلا گیا یہانتک کہ اس بی بی نے ایک مسجد مین جاکر دعا مانگی اور وہان کے لوگونکو بہت سی اشرفیان خیرات کین اسلیے کہ بادشاہ نے نذر کی تھی کہ خداداد کے پھر آنے تک مان اسکی محتاجون کو اپنے ہاتھ سے خیرات کیا کرے تاکہ وہ اسکے فرزند کی سلامتی کے لیے دعاے خیر کرین پھر اس جرّاح نے ایک غلام بادشاہی سے کہا بھائی مجھے ایک امر ضروری ملکہ پیروز سے کہنا ہی اور اسکے کان مین اسکے مطلب کی بات کہا چاہتا ہون غلام نے کہا تو چپکے سواری کے ساتھ محل تک لگا چلا آ الغرض جب ملکہ پیروز اپنے محل مین پہونچی تب اس غلام نے عرض کیا کہ ایک اجنبی کچھ آپسے تنہائی مین کہا چاہتا ہی ملکہ نے اجازت دی غلام جرّاح کو اسکے حضور مین لیگیا جرّاح نے ملکہ کے حضور مین سب حال خداداد کا اور بدسلوکی اُس کے بھائیون کی اور حال شہزادی دریابار کا مفصل بیان کیا ملکہ پیروز سنکر غش کھاکے گر پڑی خواصون نے دوڑکر اُٹھایا اور گلاب سیر چھڑکا ملکہ جب ہوش مین آئی جرّاح سے کہنے لگی کہ تم جاکر شہزادی دریابار کی میری اور بادشاہ کیطرف سے بہت تسلّی کرو بعد رخصت کرنے جرّاح کے وہ اپنے فرزند کو یاد کرکے رو رہی تھی ناگہان بادشاہ اس محل مین آیا ملکہ کو اسطرح نالان دیکھکر پوچھا اُسنے سب حال بادشاہ سے کہا بادشاہ یہ سنکر اپنے بیٹون سے نہایت ناخوش ہوا پھر وہان سے اُٹھکر عدالت گھر مین آیا سب لوگ واسطے اپنے عرض حال کے جمع تھے اُسے غضبناک دیکھکر ڈر گئے بادشاہ نے اجلاس فرماکے وزیر اعظم کو حکم کیا کہ ابھی اکہزار سپاہی میرے چوکی پہرے کے لیجاکے اُنچاسون شہزادونکو گرفتار کرلا اور اس مکان مین جہان خونی رہتے ہین قید کر خبردار اُنمین سے کوئی نکل نہ جائے وزیر نے سب شہزادونکو پکڑکے خونی قیدخانے مین قید کیا اور بادشاہ کو آکر خبر دی بادشاہ نے سب دادخواہونکو رخصت کرکے کہا ایک مہینے تک مجھے فرصت عدالت مین بیٹھنے کی نہین تم سب بعد ایک مہینے کے حاضر ہونا اور وہان سے اُٹھکر وزیر کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ پیروز کے محل مین آیا اور وزیر کو فرمایا کہ تو کاروانسرا مین جا اور شہزادی دریابار کو مع جرّاح بڑی عزت سے میرے پاس لا وزیر اسیوقت بہت امیر اور فوج کے ساتھ کاروانسرا مین جسمین شہزادی تھی گیا

اور بادشاہ کی طرف سے اُسکو سب مراتب کے اور اُسکو اور اس جرّاح کو سوار کرکے بڑی شان و شوکت سے محل کیطرف لیے چلا بازاری اور شہری اُسکی سواری اور جلوس دیکھنے کے لیے دور دور سے آئے اور اِن سب کو معلوم ہوا کہ یہ سواری شہزادی دریابار بی بی خداداد شہزادے کی ہی وہ سب بہت خوش ہوے اور اُنھین یقین ہوا کہ اس سے ٹھکانا خداداد کا لگے گا غرض جب سواری اسکی دروازے پر محل کے پہونچی شہزادی دریابار بادشاہ کو دیکھ اپنی سواری سے اُتر اُسکے قدمبوس ہوئی بادشاہ اُسکا ہاتھ پکڑ ملکہ پیروز کے مکان مین لیگیا پھر وہ تینون شخص گلے ملکر خوب روئے یہانتک کہ ہچکیان بندھ گئین جب ذرا اس غم سے دم لیا تو شہزادی دریابار نے بادشاہ سے عرض کیا مین امیدوار ہون کہ جنھون نے میرے شوہر کو بے قصور اس سنگدلی سے مارا ہی اُنسے عوض اُسکا لیا جائے بادشاہ نے کہا بی بی تم خاطر جمع رکھو مین قاتلانِ خداداد کو قتل کرونگا پھر بادشاہ نے کہا اگرچہ مین نے لاش اپنے پیارے بیٹے خداداد کی نہین پائی مگر ضرور ہی کہ ایک مقبرہ اُسکا بنواؤن پھر وزیر اعظم کو بلواکے حکم کیا کہ شہر کے بیچ مین ایک عمدہ مقبرہ سنگ مرمر سفید سے جلد تیار ہو وزیر نے ایک اچھی جگہ درمیان شہر ہیرن کے مقبرہ عالیشان بنوایا اور اسکے اندر تصویر خداداد کی ترشوا کے رکھی بادشاہ نے وقت تیاری ایکدن ماتم اسکے ماتم اور قرآن خوانی کا مقرر کیا جب وہ دن پہونچا تمام لوگ شہر کے مجلس ماتم دیکھنے کو جمع ہوے بادشاہ اپنے سب وزیرون امیرون وغیرہ ارکان دولت کے ہمراہ اس مقبرے مین گیا اور فرش مکلف پر کہ پہلے سے بچھا ہوا تھا بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد ایک سالہ سوار نکلا کہ اُنکے سر نیچے اور آنکھین اُنکی کچھ کھلی کچھ بند تھین پہونچا وہ سوار دوبار گرد اس مقبرے کے طواف کرکے تیسری بار سامنے اسکے کھڑے ہوے اور شور وغل کرکے کہنے لگے ای فرزند بادشاہ کے اگر ہمارے زور شمشیر اور قوت بازو سے تمھاری رہائی ممکن ہو تو ہم بجان و دل اسمین حاضر ہین لیکن حکم خدا سے ہم مجبور ہین یہ کہکے وہ سوار جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے بعد انکے ایک سو مرد پیر غارنشین گوشہ گزین جنھون نے اپنی تمام عمر تجرید اور ریاضت مین بسر کی تھی اور کبھی آدمیون کی صورت نہین دیکھی تھی آئے اُنمین سے ایک اپنے سر پر ایک بڑی بھاری کتاب رکھے اور ایک ہاتھ سے اُسے تھامے ہوے سب کے آگے تھا وہ سب تین بار طواف مقبرے کا کرکے شارع عام پر کھڑے ہوے ایک نے اُنمین سے بآواز بلند کہا ای شہزادے اگر ہماری دعا سے تمھاری رہائی ہو اور جان بچے تو ہم بجان و دل حاضر ہین یہ کہکے وہ بھی چلے گئے پھر پچاس بیبیان نہایت حسین سفید گھوڑونپر

کہ اُنکے زین مرصع تھے سوار تھا اور سر پر ٹوکریان بھری ہوئین جواہرات کی لیے اسیطرح گرد مقبرے کے پھرین اور پھر روبرو دروازے مقبرے کے کھڑی ہوئین ایک نے اُنمین سے کہ بہ نسبت اورون کے چھوٹی تھی پکار کے کہنا شروع کیا ای شہزادے اگر ہمارا حسن تمھارے کام آئے تو ہم حاضر ہین اور ہم سب تمھاری لونڈیان ہین مگر تم جانتے ہو کہ اس جگہ کچھ حسن کام نہین آتا یہ کہ اور شیون کرکے دھبی چلی گئین بعد اُنکے جانے کے بادشاہ اور اُسکے ہمراہی تین دفعہ گرد تصویر کے کہ اندر مقبرے کے تھی گھومے پھر بادشاہ اُسکے آگے کھڑا ہو کے کہنے لگا اے میرے فرزند میری آنکھونکو کہ تیرے فراق مین بے نور ہو رہی ہین روشن کر اس قسم کی باتین کرکے رونے لگا اُسکے ساتھیون نے بھی اُسکے ساتھ خوب ماتم کیا جب ماتم کرچکے بادشاہ اپنے ارکان دولت سمیت محل مین گیا اور دروازہ مقبرے کا بند ہوا ہفتے مین ایکدن وہان جاتا اور ماتم کرتا پھر اُسنے وزیر کو واسطے قصاص شہزادے خداداد کے حکم کیا کہ سب شہزادونکو قید سے نکال کے قتل کروا اور یہ خبر سب اہل شہر کو معلوم ہوئی اور سب سامان اُنکے قتل کا تیار ہوا اتفاقاً اُسی روز یہ خبر پہونچی کہ

تصویر خداداد کے مقبرے کی اور سوارون اور فقیرون اور بادشاہ وغیرہ کا گریہ ماتم کرنا

ایک غنیم جسکو اس بادشاہ نے آگے ہزیمت دی تھی فوج بیشمار لیے ہوے شہر کے قریب آ پہونچا بادشاہ یہ
سُنکر بہت گھبرایا اور سب ارکان دولت بھی مضطر ہو کے کہنے لگے افسوس اگر شہزادہ خداداد اسوقت زندہ
ہوتا اس غنیم کو ایک دم مین بھگا دیتا بہر کیف بادشاہ ہیرن بھی اپنی فوج لیکے شہر سے باہر نکلا اور تیاری
بھاگ جانے کی بھی کر رکھی تھی کہ جس صورت مین غنیم غالب آئیگا تو دریا کی راہ سے اور کسی ملک کو نکلجاؤنگا
القصہ جب دونون لشکر کا مقابلہ ہوا اور فوج غنیم کی چاہتی تھی کہ سب کو بادشاہ سمیت تہ تیغ کرے
ناگاہ ایک فوج سوارون کی نمود ہوئی دونون طرف کے بادشاہ اس فوج کو کہ نہایت چست چالاک
تھی دیکھ کر نہایت متعجب ہوے جب وہ فوج قریب پہونچی ایکبارگی حملہ دشمن کی فوج پر کر کے طرفۃ العین مین
اُسکو ہزیمت دی اور تعاقب کر کے دشمن کے لشکر کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بادشاہ ہیرن متحیر ہوا اور
شکر خدا کا بجالایا اور اپنے لوگون سے کہا کہ اس فوج کے سردار کا نام پوچھو کہ کون ہے اور کہان سے آیا
جب فوج دشمن کی بالکل قتل ہوئی اور تھوڑی سی جمعیت باقی رہی ادھر اُدھر بھاگ گئی تب سردار اُس
فوج کا مطمئن ہو کر واسطے ملاقات بادشاہ ہیرن کے آیا جب وہ دونون نزدیک ہوے بادشاہ ہیرن نے
اُسکو پہچان لیا کہ میرا پیارا بیٹا خداداد ہی پھر بادشاہ اتنا شاد ہوا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا خداداد نے
کہا خداوند جسکو آپنے سنا تھا مارا گیا وہ مین ہون خدا نے آج کے دن کے واسطے مجھے زندہ رکھا بادشاہ نے
کہا اے میرے پیارے مین تجھ سے مایوس تھا غرض دونون باپ بیٹے گھوڑون سے اُتر بغلگیر ہوئے اور
اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ مجھے تمھاری جوانمردیون کا حال آگے سے خوب معلوم ہو چکا ہی خصوصاً چھڑانا اپنے
کمبخت بھائیون کا حبشی مردم خوار سے اور حال بدسلوکی کا جو تمھارے ساتھ عمل مین لائے اب اپنی مان کے
پاس چلو تمھارے غم مین روتے روتے قریب مرگ ہوئی اثنائے راہ مین خداداد نے بادشاہ سے پوچھا
خداوند آپکو احوال قلعہ حبشی مردم خوار کا اور چھڑانا شہزادون کا کیونکر معلوم ہوا شاید میرے کسی بھائی نے
آپ سے کہا بادشاہ نے کہا نہین شہزادی دریابار سے سب یہ حال مین نے سُنا اور وہ بہت
دنون سے ہمارے پاس ہے اور تمھارے بھائیون سے قصاص خون لینے کو کہتی ہے خداداد یہ تذکرہ
کہ شہزادی بھی یہین ہے سنکر کمال خوش ہوا اور کہا کہ پہلے مین اپنی مان کے پاس جاؤنگا پھر شہزادی
دریابار پاس بادشاہ ہیرن نے اپنے غنیم کا سر تن سے جدا کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا تا کہ سب
لوگونکو دو چند خوشی ہو ایک تو فتح دوسرے شہزادے خداداد کا زندہ شہر مین پہونچنا غرض

گھر گھر ناچ و رنگ اور ضیافتین ہونے لگین ملکہ پیروزا اور شہزادی دریا بار نے حضور مین بادشاہ کے
حاضر ہوکے مبارکباد فتح کی عرض کی پھر وہ دونون خداداد سے ملاقات کرکے کمال خوش ہوئین اور
ہر ایک اُسکے گلے سے لگ کر روئی پھر چارون شخص دیر تک ایک جگہ بیٹھکر ادھر اُدھر کی باتین
کرتے رہے یہانتک کہ بادشاہ اور اُن دونون بیبیونکو کمال تعجب گذرا کہ خداداد باوجود زخمونسے چور ہونیکے
اُس جنگل بیابان مین کیونکر زندہ رہا آخر بموجب استفسار بادشاہ کے خداداد نے کہا صبح کو گذر ایک
دہقان شتر سوار کا میرے خیمے مین ہوا اور مجھے زخمی دیکھ اونٹ پر سوار کرکے اپنے گھر لیگیا اور جنگل کی بوٹیان
پیسکر میرے زخمون پر رکھین اُنکی تاثیر سے بہت جلد سب زخم بھر آئے اور مین جلد تندرست ہوگیا تب مین
اُس دہقان کا شکر بجالا کے روانہ شہر ہیرن کا ہوا اثنائے راہ مین فوج غنیم کی دیکھی مین نے اپنے تئین گانون اور
قصبون کے لوگون پر کہ گرد و نواح شہر کے تھے ظاہر کیا اور اُنسے اعانت طلب کی اور بہت خلق کو جمع کرکے اپنے تئین
اُن سب پر سردار کیا اور جلد پہونچکر آپ کے اقبال سے دشمن کو شکست دی بادشاہ شکر خدا کا بجالایا اور
کہا اُن سب شہزادون کے قتل کے لئے حکم دیتا ہون جو تیرے ساتھ ایسی بدسلوکی سے پیش آئے خداداد نے
عرض کیا اگرچہ وہ سب سزاوار ایسی ہی سزا کے ہین لیکن آپ کے فرزند اور جگر بند ہین مین نے اُنکا گناہ
معاف کیا اُمیدوار ہون کہ آپ بھی اُنکی جان بخشی فرمائیے آخر میرے بھائی ہین بادشاہ نے خداداد کے
اصرار سے اُن سب شہزادون کا قصور بخشا اور سب ارکان دولت کو جمع کرکے خداداد کے تئین اپنا ولیعہد
کیا اور اُن شہزادون کو قیدخانے سے اپنے سامنے طلب کیا وہ سب حاضر ہوئے شہزادہ خداداد سب کی
زنجیرین اور بیڑیان کٹوا کے ایک ایک کے گلے ملا اور سب سے بمحبت پیش آیا جیسے کہ قلعے مین جتنی
مردم خوار کے اُنسے اُلفت کی تھی خلق نے شہزادہ خداداد کی ہزارون تحسین و آفرین کی پھر اُس
جراح کو خلعت اور دولت دی ملکہ شہرزاد نے اس قصہ کو یہانتک کہکے شہریار سے کہا کہ اب
اگر آپ قصہ سوتے جاگتے کا سنین گے تو زیادہ متعجب ہونگے شہریار نے معمولی وقت پر اُسکو اجازت دی
شہرزاد نے قصہ اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ سوتے جاگتے کا

عہد خلیفہ ہارون رشید مین ایک بڑا سوداگر بغداد مین رہتا تھا اور صرف ایک بیٹا ابوالحسن نام رکھتا تھا
ابوالحسن بعد اُسکے مرنے کے تنہا مالک اُسکے سب مال کا کہ اُسنے بڑی محنت سے عمر بھر مین جمع کیا تھا ہوا

اور اُس مال کو بیجا صرف کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ سب دوستوں کو بھی مقدور دیا یا کہ وہ سب مالدار
ہوئے پھر اُسنے اپنی دولت کے دو حصے کئے ایک حصے سے حویلیاں اور دوکانیں شہر کی خریدکین جنکا کرایہ
تمام عمر اُسکے اخراجات کو کافی تھا اور دوسرے حصے کو نقد کرکے رکھا کہ اُس سے ہر روز صرف کیا کرتا
اور اکثر مصاحب اور دوست اُسکے ساتھ رہا کرتے صبح و شام امیرانہ کھانے ابو الحسن کے ساتھ کھاتے اور دن
رات ناچ گانا عورتوں اور مردوں کا دیکھا اور سُنا کرتے اور نقال بھانڈ ہر روز نئی طرح کے تماشے و نقلیں
وغیرہ کیا کرتے ایک ہی برس میں ابو الحسن مفلس ہو گیا اور سب دولت باپ کی خرچ کر ڈالی جب مقدور اُسکو نرہا
دوستوں نے بھی اُسکے گھر کا آنا جانا موقوف کیا بلکہ کہیں راہ میں ابو الحسن کسی کے سامنے آجاتا تو وہ اُس سے
آنکھیں چُرا جاتا اور اگر ابو الحسن اُسکو ٹھہراتا تو وہ بہانہ کرکے چلا جاتا ابو الحسن دوستوں کی بے مروتی سے
نہایت افسردہ خاطر اور متحیر ہوا اور اکثر دلمیں پچتاتا تھا کہ جنکے لیے مین نے نادانی سے اپنی ساری
دولت صرف کر ڈالی اُنکی مروت کا یہ حال ہے غرض ابو الحسن ایکدن اپنی ماں کے پاس گیا اور نہایت
دلگیر ہو کے بیٹھا ماں نے اُسکو افسردہ خاطر دیکھے پوچھا اے فرزند تو کیوں اُداس ہے معلوم ہوا کہ تو سب
دولت اپنے باپ کی اُڑا کر مفلس ہو گیا میں تیرا چلن دیکھ آگے سے جانتی تھی کہ تو جلد محتاج ہو جائے گا
افسوس کہ تو نے سب مال اپنا بیچوں نالائقوں کو دوست سمجھکر کھلا دیا اب تکلیف میں کون کام آتا ہے
ابو الحسن یہ سُنکر رو دیا اور اپنے دوستوں کے پاس جنپر کمال اعتماد دوستی کا رکھتا تھا گیا اور اُنسے قرض
مانگا سبھوں نے انکار کیا اور نہایت بیمروتی سے صاف جواب دیا ابو الحسن مایوس ہوکے اپنی ماں کے پاس آیا
اور کہا تمنے سچ کہا تھا حقیقت میں سب نالائق نکلے آخر اُسنے عہد کیا کہ آیندہ کسی بغدادی سے
ملاقات نہ کرونگا اسباب بیچکر کچھ مایہ قلیل بہم پہونچایا اور اُسکو بہت احتیاط سے رکھا فقط ایک اجنبی
شخص تازہ وارد کو اپنے گھر لے آتا اور کھانا رات کا اُسکے ساتھ کھاتا آدھی رات تک اُس سے باتیں کرتا
اور فجر کو اُسے رخصت کر دیتا دوسرے روز دوسرے مسافر کو بلا لاتا اور اسیطرح کا معاملہ رکھتا غرض روز
ایک نئے مسافر کی ضیافت کیا کرتا اور فجر سے کھانا پکوا کے پانچ چار گھڑی دن رہے بغداد کے پل پر
واسطے تلاش مسافر کے جا بیٹھتا اور رات کو اُسکی دعوت کرکے باتوں سے اپنا دل بہلاتا اور
صبح کو اُسے رخصت کرکے کہتا اب تم پھر میرے گھر نہ آنا غرض کثرت ملاقات سے بھاگتا اور چونکہ اُسکو
عادت مہمان کے ساتھ کھانے کی ہو گئی تھی بے اسکے رہ بھی نہیں سکتا تھا اسواسطے یہ امر ٹھہرایا

کہ فقط دوپہر کی مسافر اجنبی سے ملاقات رکھتا اور دوسرے دِن پھر اُسکو نہ بلاتا ایکدن ابوالحسن
موافق معمول کے مسافر کی تلاش مین بغداد کے پُل پر جا بیٹھا کہ خلیفہ ہارون رشید سے دوچار ہوا
لیکن خلیفہ نے اپنی وضع کو ایسا بدلا تھا کہ ہرگز کوئی اُسکو پہچان نہین سکتا تھا اگرچہ یہ بادشاہ بہت
وزیر اور حکام عدالت رکھتا تھا اور وہ سب حفاظت شہر مین دن رات مصروف رہا کرتے تھے مگر وہ
آپ بھی اکثر بھیس بدلکر واسطے دریافت کرنے حال شہریون کے رات کو نکلا کرتا خلیفہ کا معمول تھا کہ پہلی
تاریخ ہر مہینے کی سر شام بغداد کی شاہراہون مین بھیس بدلکر سیر کیا کرتا اور نیک و بد اہل شہر پر مطلع ہوتا چنانچہ اُسدن
شہر موصل کے سوداگرون کی وضع پر بھیس بدلکر نکلا اور ایک غلام اُسکا نہایت قوی ہمراہ اُسکے تھا جب ابوالحسن
نے اُسے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی تاجر موصل کا ہے جلد اُس سے سلام علیک کی اور حسب معمول مرحبا کہکے عرض کیا
بندہ پرور آج کی رات بندہ خانے مین تشریف فرما ہوکر ماحضر تناول فرمائیے الغرض خلیفہ ہارون رشید کو
اپنے گھر مین لایا اور اثنائے راہ مین اُسکو اپنے دستور سے آگاہ کیا خلیفہ نے ابوالحسن کی بھولی باتین اور
اُس کا دستور سُنکر جانا کہ اسمین کچھ راز قابل دریافت کرنیکے ہے اُسکی دعوت قبول کر اُسکے ساتھ ہو لیا
ابوالحسن نے خلیفہ کو اپنے گھر لیجا کے دیوان خانے مین جو فرش و شیشہ آلات سے سجا ہوا تھا مسند پر بٹھایا
پھر دستر خوان بچھا کر کھانا اُسپر چُن دیا ابوالحسن کی مان کھانا پکانے مین بے نظیر تھی ابوالحسن کی خاطر سے
خود کھانا پکایا کرتی چنانچہ اُسدن تین قابین کھانیکی تھین ایک مین مرغ آختہ ہمراہ چار جوڑے
مرغ کے خوبصورتی سے رکھا ہوا اور دوسری قاب مین ایک بط فربہ کا کباب اور تیسری مین دم پخت
کبوترون کا وہ سب کھانا اتنا تھا کہ کئی آدمیون کو کافی ہوتا ابوالحسن اپنے مہمان عزیز کے مقابل ہو بیٹھا
اور کھانا شروع کیا اچھی چیز کو اپنے سامنے سے اُٹھاکر مہمان کے آگے رکھتا اور موافق دستور اُس ملک کے
دونون کھانیکے وقت خاموش تھے جب دونون خوب سیر ہوکر کھا چکے خلیفہ کے غلام نے اُنکے ہاتھ
دھلوائے پھر جب کھانا اُٹھایا گیا ابوالحسن کی مان نے خوبصورت تشتریون مین میوے اور لوز بادام
وغیرہ لگاکر اُنکے روبرو رکھے جب شام ہوئی ابوالحسن نے شمعین روشن کین شیشے اور گلاس خوبصورت
شراب کے لاکر حاضر کئے اور اپنی مان سے تاکید کی کہ مہمان کے غلام کو اچھی طرح کھانا کھلوانا پھر
ابوالحسن نے گلاس شراب کا پہلے اپنے مہمان کو دیا بعد اُسکے آپ پیا خلیفہ نے بھی پہلے ابوالحسن کو
ایک گلاس پلایا پھر آپ نوش کیا جب دونون سرور مین آئے خلیفہ ابوالحسن کی خوش طبعی اور لطیفون سے

نہایت خوش ہوا اور اُسکا نام اور حسب و نسب پوچھا اُسنے ساری کیفیت اپنی مع بیوفائی
دوستون کے اول سے آخر تک مشرح بیان کی اور کہا مین نے عہد کیا ہی کہ اہل بغداد سے
کہ سخت بیمروت اور نااہل ہین کبھی نہ ملونگا بلکہ بجاے اُنکے روز ایک تازہ وارد کو فقط ایک
رات کے واسطے لاکر اُسکو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤن اور پھر دو پہر رات تک اختلاط کرکے فجر ہوتے اُسکو
رخصت کر دیا کرون جیسا کہ ابھی اَ امین تمسے ذکر اس بات کا کیا تھا پر آج حُسن اتفاق سے تم ایسا شخص
ثقہ قابل صحبت میرے ہاتھ لگا خلیفہ ابوالحسن کی یہ باتین سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا تمنے خوب کیا کہ ایسے
یارون خودغرض سے ملاقات ترک کر دی اب تمھاری اوقات خوب لطف سے گذرتی ہی روز اپنا جی نئے مسافر
سے بہلاتے ہو اور فجر کو اُسکو رخصت کرکے پھر اُس سے کچھ سروکار نہین رکھتے اور تم بڑے مذاق کے آدمی ہو
مجکو تمھاری اس خوش اوقاتی پر رشک آتا ہی پھر وہ دونون دیر تک شراب پیتے اور باتین خوش طبعی کی کرتے
جاتے تھے اسمین رات بہت آئی خلیفہ نے کہا رات بہت آئی اور مجھے فجر کو منزل چلنا ہی چاہتا ہون کہ
سو رہون اور تمنے بھی میرے سبب سے بہت تکلیف اُٹھائی ہی اب ذرا آرام کرو صبح کو قبل تمھارے جاگنے کے
مین چلا جاؤنگا مگر چاہتا ہون کہ عوض تمھارے احسان کے جو بےغرض تم نسبت میرے عمل مین لائے ہو
کچھ مین بھی تمھاری خدمت بجالاؤن اور جو آرزو رکھتے ہو فرماؤ شاید مجھ سے یا میرے دوستون سے وہ
برآئے کہ موجب میری خوشی کا ہو اور مین مثل بغدادیون کے نہین ہون ابوالحسن نے کہا اے میرے
مہمان عزیز جو تمنے براہ جوانمردی و شفقت فرمایا مین نے سُنا اور نہایت تمھارا ممنون ہوا مگر تم خوب
جانو کہ مینے تو کوئی خواہش ایسی اپنے دلمین رکھتا ہون جسکو تمسے ظاہر کرون الله کسی طرح کی ہوس مجکو
نہین اپنی قسمت پر شاکر ہون اور یہ جو تمنے کہا کہ میرے احسان کے عوض کچھ خدمت میری بجالاؤ
خدا گواہ ہی کہ مین خود تمھارا ممنون احسان ہوا کہ تمنے بندہ نوازی سے میرے غریبخانہ مین قدم رنجہ
فرمایا اور نان تنک کہ قابل تمھارے غلامون کے نہ تھا تناول کرکے مجھے سرفراز کیا مگر ایک امر سے مجھے
ہمیشہ رنج پہونچا کرتا ہی اگر مرضی ہو تو اُسکو ظاہر کرون لیکن وہ امر تمسے کہ پردیسی ہو کچھ علاقہ نہین رکھتا
اور وہ یہ ہی کہ تم خوب جانتے ہو کہ بغداد مین ہزارون محلے ہین اور ہر محلہ مین ایک مسجد اور ایک
مؤذن ہی کہ پانچ وقت اہل محلہ کو واسطے نماز کے اذان کہکے بُلاتا ہی اس محلے کا مؤذن جسمین
مین رہتا ہون پیر اور نہایت ترش رو اور ریاکار ہی اُسکے چار دوستدار ہین کہ وہ بھی مثل اُسکے

مردم آزار ہین روز وہ چارون آدمی اُس مؤذن کے گھر پر جاکر واسطے اذیت دینے اہل محلہ کے باہم مشورہ کرتے ہین اور اکثر مجکو اور سب محلے والونکو اُنکے ہاتھ سے اذیت پہونچتی ہی اور وہ بدکردار ہمیشہ سب کو دھمکاتے اور بھلا برا کہتے ہین اس سبب سے ہم لوگ اُنسے خائف اور ترسان رہتے ہین مین اُنکو دیکھ کر نہایت ناخوش رہتا ہون خلیفہ نے کہا پھر اس امر کی تدبیر تمنے کیا سوچی ہی ابوالحسن نے کہا اُنکی سزا کیواسطے خدا سے دُعا مانگتا ہون کہ فقط ایکدن کے لیئے مجھے بجاے خلیفہ ہارون رشید کے کردے خلیفہ نے پوچھا بالفرض اگر تم بجاے خلیفہ ہارون رشید کے ہوجاؤ تو کیا کروگے ابوالحسن نے کہا کاش مین خلیفہ ہارون رشید ہوجاؤن تو حکم دون کہ سو سو دُرّے اُن چار بڈھون کو جو مشیر اس مؤذن کے ہین اور چار سو فقط مؤذن کو لگائے جائین تا میرے دل کا ارمان نکلے اور اُنکو عبرت ہو کہ آئندہ اہل محلہ کو اذیت نہ پہونچائین خلیفہ اس خواہش سے ابوالحسن کی نہایت خوش ہوا اور وہ خوش طبع تھا گویا اُسنے ایک اشارہ پایا کہ اس امر کو اُسی کے ہاتھ سے خوش اسلوبی کے ساتھ عمل مین لائے پھر اُسنے ابوالحسن سے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ ایسے شریر آدمیون کو ایسی ہی سزا ہو اور یہ خواہش جو رکھتے ہو خدا کی قدرت سے بعید نہین کہ تمکو اختیار مثل خلیفہ کے حاصل ہو اور عجب نہین کہ خلیفہ اگر تمھاری لیاقت پر آگاہ ہو ایکدن کے لیے تمکو اپنا قائم مقام کرکے کل اختیار تمکو دیدے اس صورت مین تم بخوبی ان مفسدون کو سزا اقرار واقعی دے سکوگے مین ایک غریب سوداگر اجنبی ہون ورنہ مین اُنکو جو سزا تمنے تجویز کی دیتا ابوالحسن نے کہا کہ تم مجھے بیوقوف سمجھ کر میری باتون پر تمسخر کرتے ہو یقین ہی کہ خلیفہ بھی ایسے منصوبون سے کہ مانند شیخ چلی کے ہین ہنسیگا خلیفہ نے کہا معاذاللہ مین تمھارے اس خیال پر تمسخر نہین کرتا ہون خدا نے منع کیا ہی کہ کسی بندۂ خدا پر کوئی نہ ہنسے خصوصاً تم ایسے محسن پر کہ مجکو ایسے مزے کا کھانا اس محبت سے کھلایا ہنسون یا تمسخر کرون اور خلیفہ بھی ہرگز اس منصوبے پر جو تمنے کیا ہی نہ ہنسیگا آدھی رات گذر گئی یہ وقت سونے کا ہی ابوالحسن نے کہا سچ کہتے ہو مگر اس تھوڑی سی شراب کو جو باقی رہ گئی ہی ہم تم پی کے سو رہین اور ایکبات اور تمسے کہنا ضرور ہی وہ یہ کہ جسوقت تم یہان سے فجر کو سدھارو چاہیے کہ دروازے کو تم دیوان خانے کے بند کرکے جانا خلیفہ نے کہا بہت اچھا ایسا ہی کیا جائیگا پھر خلیفہ نے ایک گلاس بھر کر پہلے آپ پیا اور دوسرے گلاس مین کچھ سفوف بیہوشی کا کہ اُسکے ساتھ تھا ملا کے ابوالحسن کو دیا اور کہا یہ آخری گلاس میرے ہاتھ سے پیو

ابوالحسن سلام کرکے وہ گلاس پی گیا اُس سفوف بیہوشی نے فوراً اُسکے دماغ مین اثر کیا کہ گلاس کو اُسنے بدشواری رکھا اور غافل ہوکے سورہا سر اُسکا دونون زانو پر جا لگا خلیفہ اس حال کو دیکھکر نہایت ہنسا پھر اپنے غلام کو کہ غلام گردش مین کھانا کھاکے دست بستہ کھڑا تھا بلاکے کہا اس آدمی کو اپنے کاندھے پر اُٹھالے اور اس گھر کو خوب پہچان رکھ کہ پھر جسوقت مین کہون تو پھر اسکو یہین لاکے چھوڑ جائیو غلام کہ نہایت قوی تھا آہستہ سے ابوالحسن کو اپنے کاندھے پر رکھ خلیفہ کے ہمراہ ہولیا خلیفہ نے اُس گھر سے نکلکر بے بند کیئے دروازے دیوان خانے کے جیسے ابوالحسن نے کہا تھا اپنے دولتخانے کی راہ لی اور جب محل مین پہونچا چور دروازے سے غلام کو ساتھ لیئے ہوے اندر مکان کے جہان اُسکی خوابگاہ تھی گیا وہان سب خواصین اور خواجہ سرا جنکی باری اُسوقت تھی منتظر خلیفہ کے تشریف لانے کے تھے حکم کیا کہ اس شخص کے کپڑے اُتار کے ہمارے شب خوابی کے کپڑے اسکو پہناؤ اور میرے پلنگ پر اسکو سُلاؤ اور خبردار کوئی شخص متعینہ اس جگہ کا سوئے نہین اور جو کام و خدمت میرے جاگنے کے وقت کرتے ہو وہ سب اس شخص کے ساتھ کرنا جب صبح کو یہ جاگے اُسکو میرے قائم مقام سمجھکر سب آداب و احکام اُسکے فوراً بجا لانا مجھ مین اور اسمین ذرا فرق نہ سمجھنا اور اسکو مثل میرے امیرالمومنین کہا کرنا سبھون نے حکم خلیفہ منظور کیا اور اپنی خدمتون اور مقامون پر حاضر ہوے خلیفہ محل سے باہر آیا اور جعفر اپنے وزیر اعظم کو بلوا کر فرمایا کہ کل ایک شخص جو میرے پلنگ پر سوتا ہے میرا لباس پہن تخت سلطنت پر بیٹھے گا اُسکو میرے قائم مقام جان کر تم سب آداب شاہی اُسکے حضور مین بجا لانا اور تعمیل اُسکے حکمون کی کرنا اور جو انعام کسی کو دلوائے ہمارے خزانے سے دینا اور سب امرا اور ارکان دولت فجر کو حاضر ہوکر اُسکو مجرا کرین اور حاضر رہین اور مسرور خواجہ سرا کو بھی حکم کیا کہ فجر کے وقت جسطرح کہ مجکو واسطے نماز کے اُٹھایا کرتا ہے اس شخص کو اُسیطرح سے جگائیو یہ سب باتین کہہ سنکر خلیفہ نے اور مکان مین آرام کیا غرض جب فجر ہوئی خلیفہ سویرے سے اُٹھکر ایسی جا پر بیٹھا جہان سے سب حرکات ابوالحسن کے دیکھے اور اُسکو کوئی نہ دیکھے سب خواصین جو گرداگرد پلنگ کی کہ حاضر تھین ابوالحسن کے جاگتے ہی اپنے اپنے موقع اور قرینے سے حاضر ہوکر منتظر حکم کی کھڑی ہوئین جب وقت نماز کا ہوا مسرور خواجہ سرا نے کہ سرہانے ابوالحسن کے کھڑا تھا ایک ٹکڑا اسفنج کا کہ سرکے مین ڈوبا ہوا تھا اُسکی ناک پاس لیجا کر سونگھایا ابوالحسن نے سرکے کی تیزی سے چھینکا سر اُٹھایا اور آنکھین کھول کر چاہا کہ بلغم تھوکے کہ ایک خواص نے جلد سونے کے اوگالدان مین اُسکو لے لیا تا کہ قالین پر نہ گرے

نجر کو معمول تھا کہ خلیفہ کو اسیطرح اسفنج کے ٹکڑے کو سنگھاتے تھے ابو الحسن نے پھر اپنے سر کو تکیہ پر رکھکر شمعون کی روشنی مین ایک بہت وسیع دالان کو کہ نہایت خوب سجا اور آراستہ تھا دیکھا اُسکی چھت اقسام تصاویر سے منقش تھی اور گرد اُسکے حاشیہ طلائی تھا اور فرش اُسکا عمدہ قالینون کا اور جا بجا اُسمین مرصع نگار اور منقش تصاویر سے لگی ہوئی تھین ابو الحسن نے خواتین حسین دیکھین کہ سامنے اُسکے دست بستہ کھڑی ہین بعضون کے ہاتھ مین اگالدان مورچھل وغیرہ تھے اور بعضون کے ہاتھ مین آلات گانے بجانے کے اور کئی خواجہ سرا لباس زرنگار پہنے ہوئے ادب سے خاموش کھڑے ہین اور جب اُسکی نظر لحاف و پلنگ پوش پر پڑی دیکھا کہ لحاف و توشک قرمزی رنگ بھاری کمخواب کا تھا کہ گرد اُسکے جھالر موتیون اور ہیرون کی لگی ہے اور علی ہذا القیاس دوقچہ اور مسہری وغیرہ لوازمہ پلنگ کا پُر زر تھا اور کنارے تکیون کے تاج خلیفہ کا رکھا ہوا ابو الحسن ساز و سامان اور خواصون کو باین تکلف اور زرق برق دیکھ نہایت متعجب ہوا اور خیال کیا کہ سب مین خواب دیکھتا ہون یا بیداری مین اگر بیداری ہے تو مین مقرر خلیفہ ہون رات کو مُسہمان سے ہنسی مین ذکر خلیفہ ہونے کا آیا تھا

تصویر خلیفہ کے محل کی جسکو ابو الحسن کمال حیرت سے دیکھتا ہے مع تصویر خواصون کے

شاید وہی خیال میرے دماغ مین ابتک سمایا ہوا ہی اور واقع مین کچھ نہین اسی حیص بیص مین اپنی آنکھین
بند کر قصد سونیکا کیا ایک خواجہ سرانے نزدیک اُسکے آکے دست بستہ عرض کیا امیرالمومنین یہ وقت
آرام کرنیکا نہین وقت نماز کا ہی اور قریب ہی کہ آفتاب نکلے ابوالحسن یہ سُنکر نہایت متعجب ہوا اور پھر
آنکھین بند کرلین خواجہ سرانے بعد ایک لحظے کے پھر کہا امیرالمومنین یہ وقت حضرت کے بیدار ہونیکا ہی
اُٹھیے وضو کیجیے اور نماز پڑھیے آفتاب نکلا چاہتا ہی ابوالحسن نے یہ سُنکر دلمین کہا تم دھوکے مین ہو سوتے
نہین یہ عالم بیداری ہی سوتا آدمی بات نہین سُنتا مین تو سب باتین سُنتا ہون پھر اُسنے آنکھ کھولکے
دیکھا کہ دن نکل آیا اور وہ چیزین جو شمع کی روشنی مین دیکھی تھین اب دن کے اُجیالے مین دیکھین پھر تو وہ نہایت
خوشی سے اُٹھ بیٹھا اور معلوم کر گیا کہ میرے واسطے سلطنت حق تعالی نے عطا کی خلیفہ ہارون رشید
خفیہ بیٹھا ہوا سب امور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا تھا اتنے مین ایک خواص کم سن اُسکے روبرو حاضر ہوکے
زمین بوس ہوئی اور گانے والیون نے چھوٹے سرون مین بانسلی بجاکے سلامی اُسکی دی شہنائی
وغیرہ سازون کی آواز نے ایسا ابوالحسن کو مفتون کیا کہ وہ محو ہوکے اپنے کو بھول گیا کہ مین کہان
ہون پھر اُسکو خیال آیا کہ یہ مین جو کچھ دیکھتا ہون خواب و خیال ہی یا واقع مین ایسا ہوا پھر اُسنے
دونون ہاتھونکو آنکھونپر رکھکر دلمین کہا کہ یہ سب خواجہ سرا حسین لباس زر کا پہنے ہوئے اور ایسی
بیبیان خلیل ور یہ ساز دلفریب جنکو مین دیکھتا اور سنتا ہون کیا ہی مین کہان اور یہ خوابگاہ کہان
آیا مین اپنے ہوش مین ہون یا نہین آخر کو اُسنے اپنی آنکھونکہ کھولا اتنے مین مسرور خواجہ سرا ابوالحسن کے
حضور مین حاضر ہوا اور سر کو زمین پر رکھ کے بوسہ دیا اور پھر سر کو اُٹھا کر عرض کیا کہ یا امیرالمومنین
آج کیا سبب ہی کہ حضور نے نماز صبح کی نہین پڑھی شاید کچھ بدخوابی ہوئی ہی یا کچھ طبیعت سست
تھی اب اُٹھ کر دربار مین تشریف لے چلیے اور امور سلطنت کو ملاحظہ اور اجرا فرمایئے ارکان دولت
منتظر ہین کہ حضرت برآمد ہون وقت اجلاس کا آپہونچا مسرور کی باتین سُنکر ابوالحسن کو یقین ہوا
کہ مین جاگتا ہون اور یہ خواب نہین سب واقعی ہی مگر پھر تصور کیا کہ یہ رتبہ مجھے کیونکر حاصل ہوا پھر
اُسنے مسرور سے پوچھا تو نے یہ باتین کس سے کین اور کس کو امیرالمومنین کہتا ہی مین تو تجھے نہین
پہچانتا شاید تو نے اور کسی کے دھوکے سے مجھے اِس خطاب سے پکارا مسرور نے کہا ای خداوند نعمت
یہ بات آپ کیا فرماتے ہین کیا غلام کو آزماتے ہین آپ کیا امیرالمومنین نہین اور بادشاہ تمام عالم کے

مشرق سے مغرب تک اور نائب رسول اللہ کے روئے زمین پر جو کہ مالک سب کے ہین زمین سے آسمان تک
فدوی خاص الخاص غریب مسرور برسون سے خانہ زاد اور خدمتگزار اس دولت کا ہی وہ تو نہین اپنے
خاوند کو بھول گیا اُمیدوار ہون کہ غلام پر وہی نظر عنایت کی رکھیے جیسے کہ قدیم سے فرماتے آئے ہین
معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے کوئی خواب پریشان رات کو دیکھا جسکے سبب سے ایسی باتین ارشاد کیین
ابو الحسن مسرور کی یہ باتین سُنکر بہت ہنسا یہانتک کہ پشت اُسکی تکیے سے لگ گئی خلیفہ بھی نہایت خوشی
سے چاہتا تھا کہ ٹھٹھا مار کر ہنسے مگر اپنے تئین ضبط کیا کہ کہین ابو الحسن اُسکی آواز نہ سُن لے غرض ابو الحسن
دیر تک ہنستا رہا پھر اپنے بچھونے پر درست ہو کے بیٹھا اور ایک حبشی بچے خرد سال سے کہ سیاہ رنگ
مثل مسرور کے تھا کہا سچ کہو مین کون ہون اُس حبشی بچے نے عرض کیا آپ امیر المومنین اور نائب
خاتم المرسلین ہین ابو الحسن نے کہا تو بڑا جھوٹا ہی اسی سے تیری صورت مانند سیاہ کتے کے ہو گئی پھر اُسنے
ایک خواص کو جو کہ نزدیک کھڑی تھی پکارا کہ اے حسینہ ادھر آ اور اپنا ہاتھ آگے بڑھا کے اُس سے کہا
کہ تو میری اُنگلی کی پور اپنے دانت سے کاٹ تا مین دریافت کرون کہ سوتا ہون یا جاگتا اُس خواص نے
جانا کہ خلیفہ بھی چھپا ہوا اس حال کو دیکھ رہا ہی نہایت سنجیدگی سے آگے جا کے اُسکی اُنگلی کی پور آہستہ
اپنے دانت کے نیچے دبائی ابو الحسن نے درد سے جلد اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا ای خدا کس کرامات سے
مین ایک ہی رات مین خلیفہ بن گیا یہ بات بڑے تعجب کی ہی پھر اُس خادمہ سے کہا تجکو خدا کی قسم ہے
سچ کہیو کہ کیا مین سچ مچ امیر المومنین اور تمھارا صاحب ہون اُسنے کہا حقیقت مین آپ امیر المومنین ہین
اور ہم سب آپکے لونڈی غلام ہین پھر جب ابو الحسن نے قصد اُٹھنے کا کیا ایک خواجہ سرا نے دوڑ کر اُسکا ہاتھ
تھام لیا اور اُسے اُٹھایا جب وہ کھڑا ہوا سارے محل مین آواز سلام سے غل پڑ گیا سب خواجہ سرا اور
خادمان محل نے بعد مجرا کرنیکے دُعا دی کہ حق تعالیٰ آپ کے اس دن کو بخیر و خوبی گذرانے ابو الحسن نے
دلمین کہا خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ کل مین ابو الحسن تھا اور آج خلیفہ امیر المومنین بن گیا میرے قیاس مین
کچھ نہین آتا کیونکر مین اس رتبہ عالی کو پہونچ گیا پھر خواجہ سراؤن نے اُسے پوشاک خلیفہ کی پہنائی
اور سب صفین باندھ کر دروازے تک کھڑے ہوئے مسرور آگے ہو کے اُسے دربار عام مین لے گیا
ابو الحسن اندر جا کے تخت کے پاس کھڑا ہوا تا کہ لوگ اُسکا ہاتھ پکڑ تخت پر چڑھائین دو سردار
جلیل الشان نے اُسکے بازو پکڑ تخت پر بٹھایا بمجرد اجلاس فرمانے کے چارون طرف سے آواز آداب

تسلیم ملازمون کی بلند ہوئی کہ جسکے سُننے سے نہایت وہ خوش ہوا اور داہنے بائین دیکھا کہ بڑے بڑے سردار دست بستہ صفین باندھے کھڑے ہین پھر جب اُسنے جلوس فرمایا اور سب کو دیکھنے اور ہر ایک کی عرض معروض سُننے لگا وزیر اعظم کہ پیچھے بادشاہ کے بجائے خلیفہ کے حکمرانی کیا کرتا تھا ابوالحسن کو دیکھکر حاضر ہوا اور آداب بجا لاکے دُعا دی کہ حضرت امیرالمومنین یہ خدا کا سایہ ہے اور ہزارون برس سلامت ہین دو جہان مین آپکا بڑا رتبہ ہو اور دوست خوش اور دشمن پامال ہون یہ سب حال دیکھکر ابوالحسن کو یقین ہوا کہ مین جاگتا ہون اور مین مقرر خلیفہ ہوگیا بے محنت خدا نے مجھے بادشاہ کر دیا اور حکمرانی شروع کی پہلے وزیر اعظم سے کہا مجھے تجکو کہنا ہو اسنے عرض کیا کہ سب امیر اور سردار فوج وغیرہ سلطانی واسطے عرض کرنے آداب اور بجا لانے احکام کے باہر حاضر ہین اگر اجازت ہو تو حضور مین حاضر ہون ابوالحسن نے فرمایا کہ دروازہ دربار کا کھولدو پھر سب حاضر ہوکر مجرا گانہ سے آداب کورنش بجا لائے اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جاکر مودب اور خاموش کھڑے ہوئے جب سب کا مجرا ہو چکا تب وزیر نے عرضیان لوگونکی گذرانین اور حال ہر ایک ملک اور مقدمے کا عرض کرنے لگا قبل اسکے کہ وزیر اُن مقدمات کو طے کرے ابوالحسن نے کوتوال شہر کو بلا کر فرمایا کہ تو فلانے محلے مین جاکر مؤذن کو جو اس محلے کی مسجد کا ہو چار سو درّے لگا اور چار شخصون کو جو اسکے مشیر ہین سو سو درے مار پھر اُن پانچون کو اُلٹا اونٹون پر سوار کرکے سب محلون مین شہر کے تشہیر کرا آگے اُنکے کہتے جائین کہ یہ سزا اُن لوگونکی ہے جو اپنے محلے کے لوگونکو ایذا پہونچاتے ہین اور اُن پر جھوٹی تہمت لگاتے ہین بعد تشہیر کے اُنکو شہر سے نکلوا دے کوتوال نے اُس محلے مین جاکر پانچون شخصون کو یہی سزا دی اور شہر سے اُنکو نکلوا دیا خلیفہ نے اس امر کو جائز رکھا کہ ابوالحسن سے اُنکی شرارت کا حال کسے معلوم ہو چکا تھا اس عرصے مین وزیر نے بھلی بنی عرض معروض سے فراغت پائی اور کوتوال نے حاضر ہوکر ابوالحسن سے کہا مین حکم حضور بجا لایا ابوالحسن نے کوتوال سے مسکراکے فرمایا مین بہت خوش ہوا اور میری خاطر جمع ہوئی خلیفہ بھی چھپے ہوئے اُسکی خوشی کو دیکھتے اور خوش ہوتے تھے بعد اسکے ابوالحسن نے وزیر اعظم سے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی فلانے محلے مین ابوالحسن کی مان کو جسکو سب جانتے ہین بھجوا دے وزیر نے اُسی وقت تھیلی ہزار اشرفی کی اپنے غلام کے ہاتھ ابوالحسن کی مان کو بھجوا دی جب غلام نے تھیلی ابوالحسن کی مان کو جاکر خلیفہ کی طرف سے دی وہ ضعیفہ اس حال سے کچھ خبر نہین رکھتی تھی نہایت خوش اور متعجب ہوئی اور دلمین کہنے لگی کہ خلیفہ نے میرے

حال پر کمال سرفرازی فرمائی پھر وزیر نے آکے ابوالحسن کو آگاہ کیا کہ مین ارشاد حضور بجالایا ابوالحسن خوش ہوا جب سب امور درباری سے فراغت ہوئی اہل دربار مجرا کر رخصت ہوئے فقط وزیر اور مسرور ابوالحسن کے ساتھ رہ گئے اُسوقت ابوالحسن تخت سے باعانت وزیر اور مسرور کے نیچے اُترا اور اُسی مکان مین جسمین پہلے گیا تھا گیا اثنائے راہ مین اُسے حاجت مکان ضرور کی ہوئی مہتر نے پائخانہ شاہی کو کہ وہ نہایت تکلف کا تھا کھول دیا وہ پائخانہ سنگ مرمر سفید کا تھا اور اُسپر قالین ولائتی اور مخمل کا شانی بچھے ہوئے تھے داروغہ نے اُس مکان کے زربفتی جوڑا جوتے کا کہ خلیفہ اُسی کو پہنکر پائخانے مین جایا کرتا تھا لاکر ابوالحسن کے آگے رکھا ابوالحسن نے کہ اُسکے حال سے آگاہ نہ تھا اُن جوتیون کو اُٹھا کر اپنی آستینون مین کہ بہت کشادہ تھین رکھ لیا ابوالحسن کی اس حرکت سے وزیر اعظم مسرور وغیرہ افسرون کو نہایت ہنسی آئی مگر اُنھون نے ضبط کیا آخر وزیر نے عرض کیا کہ یہ جوتی پہنکر پائخانے کو جاتے ہین پھر وہ اُس جوتی کو پانوٗن مین پہن پائخانے گیا اور جب فراغت کر کے باہر نکلا مسرور آگے ہو کے اُسے کھانا کھانے کے مکان مین لیگیا جسمین دسترخوان کھانے کا مرتب تھا بمجرد پہونچنے ابوالحسن کے دروازہ اس طرف کا کھل گیا اور خواجہ سرا واسطے بلانے گانے والیون کے دوڑے خاصے پر بیٹھتے ہی اُنھون نے گانا اور بجانا شروع کیا جسے سنتے ہی ابوالحسن کمال خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ آیا ان سب امرون کو خواب مین دیکھتا ہون یا بیداری مین پھر اپنے دلمین کہا کہ یہ تو خواب نہین معلوم ہوتا ہی بلکہ مین حقیقت مین خلیفہ ہو گیا ہر ایک چیز اُس جگہہ کی حیرت افزا تھی ابوالحسن دیکھکر حیران ہوا سات خواصین نہایت خوبصورت جوان اپنے ساز لیے ہوے گرد اُس مکان کے کمال سلیقے اور انداز سے گا بجا رہی تھین اور سات ہی جھاڑ روشنی کے بہت اچھے چھت مین اُس کمرے کی لٹکتے تھے درمیان مین دسترخوان بڑے تکلف سے بچھا ہوا تھا اور سات انگیٹھیان سونے کی دور دور رکھی ہوئین جسمین طرح طرح کی خوشبوئین جلائی جاتی تھین اور اُسکی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا تھا اور سات خواصین حسین جوان سراپا ناز و انداز پوشاکین رنگ برنگ پُر زر پہنے ہوئے گرد اُسکے کھڑی تھین اور ہر ایک کے ہاتھ مین مورچھل ور پنکھیان جواہر کی ڈنڈیونکی تھین جب ابوالحسن اُس مکان مین داخل ہوا ہر قدم پر ٹھہر کر عجائب اور غرائب چیزون کو دیکھتا اور متحیر ہوتا آخر خاصے پر بیٹھا اُسکے بیٹھتے ہی وہ ساتون خواصین اُسکو مورچھل ہلانے لگین ابوالحسن اُنھین دیکھ نہایت خوش ہوا اور مسکرا کر اُنسے کہا باری باری تم مین سے ایک

مور چھل جھلنے کے لیے کھڑی رہے اور چھ دستر خوان پر بیٹھین غرض تین کو داہنی طرف اور تین کو بائین طرف اپنے بٹھالیا اور اُن چیزون کو جو دستر خوان پر چنی ہوئی تھین دیکھ کر خوش ہوتا وہ خواصین دستر خوان پر بیٹھ گئین مگر لحاظ سے خلیفہ نے ہاتھ کھانے مین نہین ڈالا پھر ابو الحسن نے انکو شریک کھانے کے کیا اور اُنسے اُنکا نام پوچھا اُنھون نے عرض کیا ایک کا نام مرمر گردن دوسری کا مرجان لب اور تیسری کا مہتاب چوتھی کا خورشید تھا پانچوین کا نزہت العیون چھٹی کا فرحت جان پھر اُس ساتوین سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا میرا نام مصری ہے پھر اُسنے ہر ایک کے نام پر لطیفہ کہا خلیفہ بھی ایک مکان مین چھپا ہوا اُسکی باتون پر خوش ہوتا جب خواصون نے جانا کہ ابو الحسن کھانا کھا چکا خواجہ سرا اُون سے

تصویر ابو الحسن کی محل شاہی مین مع سات خوبصورت حسینون کے

ایک نے سیلاپچی دوسرے نے آفتابہ پانی کا لاکر اُسکے ہاتھ دُھلوائے پھر اُسکو دوسرے مکان مین لیگئے اور اُسمین تصویرین طلائی عمدہ عمدہ قرینے سے جابجا لگی ہوئی تھین پھر داخل ہوتے ابو الحسن کے گانے والیون نے گانا بجانا شروع کیا اور اُس مکان مین سات قندیلین جواہر نگار سات جگہ لٹکتی تھین

اُنکے نیچے دستر خوان بچھا ہوا تھا جسپر سات قابین سونے کی میوؤن خشک و تر سے بھری ہوئی رکھی تھین اور وہان سات خواصین اور پہلی خواصون سے زیادہ طرحدار و حسین کھڑی دیکھین ابوالحسن اُنھین دیکھکر زیادہ متحیر ہوا اور دستر خوان پر بیٹھکر اُنکو بھی اپنے ساتھ بٹھایا اور اُنکے نام پوچھے اُنھون نے بھی مثل پہلی خواصون کے اپنے نام بتائے پھر میوے اُٹھا کر ہر ایک کو دینے لگا اور اُنکو کھلواتا گیا پھر اس بارہ دری سے اُٹھکر مسرور کے ساتھ تیسری بارہ دری مین گیا وہ بھی مثل اُن دو کے آراستہ تھی وہان بھی سات طائفے گانے بجانے والیون کے نظر آئے اور سات خادمہ حسین سات پیالے سونے کے جسمین افشرے رنگ برنگ اور شربت طرح طرح کے بھرے تھے لیئے ہوئے کھڑی تھین ابوالحسن کے دستر خوان پر بیٹھتے ہی گانیون نے گانا بجانا شروع کیا اُسنے تھوڑا شربت اور افشرہ پی کے اُن سب کو کہا تم ان شربتون کو جسکو جو اچھا لگے پی جاؤ اسکے بعد ساتون کے نام پوچھے اُنکے نام سُنکر بھی خوش ہوا پھر دیر تک خواصون سے گفتگو کرتا رہا اور خلیفہ بھی اُسکی ان حرکات سے خوش ہوتا جب دن آخر ہوا ابوالحسن چوتھے مکان مین گیا وہ بھی مانند اور مکانون کے ہر ایک چیز سے آراستہ تھا وہان سات فانوسین تھین جنمین شمعین کافوری روشن تھین اور سوا اُن فانوسون کے روشنی بیحد تھی اور جو کہ لطف اس چوتھے مکان مین دیکھا اور ون مین نہ تھا اس بارہ دری مین بھی سات طائفے گانے بجانے ناچنے والیون کے تھے کہ نہایت خوبی اور انداز سے گاتے بجاتے جسکی صدا سے انسان بے اختیار ہو جاتا اور سوائے اُنکے سات خوصین اور بھی حسن و جمال کی سونے کی تشتریون مین طرح طرح کے کلچے اور سنبوسے اور شیرینی وغیرہ لیئے ہوئے کھڑی تھین اور اسباب گزک کا کہ بعد پینے شراب کے ضرور ہے اُنکے پاس موجود تھا پھر ابوالحسن نے اُسی بارہ دری مین ایک جا پر سات صراحی نقرے کی دیکھین کہ نفیس شراب سے بھری ہوئی رکھی ہین اور سات ہی گلاس بلور کے نہایت صنعت سے بنے ہوئے ہر ایک صراحی کے پاس دھرے ہین ابوالحسن نے اُن تینون مکانون مین سوائے پانی کے اور کچھ نہ پیا تھا شہر بغداد کی رسم تھی کہ سر شب کو شراب مخفی پیتے تھے اور دن کو اُس سے نہایت پرہیز کرتے غرض جب ابوالحسن چوتھے مکان مین جا کر بیٹھا وہان سات خواصین نازنین کمال ناز اور بانکپنے سے کھڑی تھین جنکے دیکھنے سے ابوالحسن کا دم اُلٹ گیا اُن سب سے جنکو آگے دیکھا تھا خوبصورت زیادہ پاکے بہت فریفتہ ہوا اور چاہا کہ اُنسے باتین کرے مگر شور و غل اور آواز گانے اور سازون خصوصاً طبلون اور سارنگی کی آواز نے اُسکو کچھ

سُنائی نہین دیتا تھا اُسنے دستک دیکر گانے بجانے کو موقوف کیا اور جب خاموش ہوگئے اُسنے اُس خواص کو
جو نزدیک اُسکے کھڑی تھی ہاتھ پکڑکے پاس اپنے بٹھالیا اور نام اُسکا پوچھا اُسنے کہا امیرالمومنین نام
میرا سلک مروارید ہی ابوالحسن نے کہا تیرے دانت سلک مروارید سے صفائی زیادہ رکھتے ہین جسنے
تیرا نام یہ رکھا بڑی غلطی کی چاہیئے کہ اس سے بہتر نام ہوتا اب تو ایک گلاس شراب کا بھر کر مجھے دے
اُسنے جلد ایک گلاس بھر کے ابوالحسن کو دیا اُسنے اُس گلاس کو پیا پھر اُس سے کہا اب تو ایک گلاس
آپ پی اُسنے گلاس بھر کے قبل اُسکے کہ پیے ایک گیت گایا ابوالحسن لَے سے سُنکر نہایت خوش ہوا پھر اُسنے
اُن ظروف سے میوہ اُٹھاکے دوسری ایک خواص کو دیا اور پاس اپنے بٹھاکے نام اُسکا پوچھا اُسنے کہا
نام میرا کوکب الصبح ہی ابوالحسن نے کہا آنکھ تیری کوکب سے زیادہ روشن ہی تیرا نام چاہیئے تھا کہ اس سے
بڑھ کے ہوتا پھر اُسنے ایک گلاس کوکب الصبح کے ہاتھ سے پیا اور اسیطرح تیسری خواص کو کہ جسکا
نام ضوء النہار تھا بُلایا اور اُسکے ہاتھ سے بھی ایک گلاس بڑی خوشی سے نوش کیا ابوالحسن نے جب کئی
گلاس خواصون کے ہاتھ سے پیے سلک مروارید نے بموجب ایمائے خلیفہ ہارون رشید کے پھر ایک گلاس
شراب سفوف بیہوشی کا ملایا اور اُسکے پاس لائی اور کہا ای امیرالمومنین اس گلاس اخیر کو بھی میرے ہاتھ سے پیجئے
اور مین ایک گیت گاتی ہون وہ گیت آج صبح کے وقت مین نے بنایا ہی اور اتبک کسی نے اُسے نہین سنا پھر
وہ خواص بانسلی ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور اُسنے بانسلی مین اُس گیت کو اس کیفیت سے گایا کہ ابوالحسن نے سُنکر
وجد کیا پھر دوبارہ اُس سے وہ گیت گوایا اور نہایت خوش ہوا جب وہ خواص اس گیت کو گا چکی ابوالحسن نے
چاہا کہ اُسکی تعریف کرے لیکن تاثیر سے سفوف کی مُنھ کھول کر رہ گیا کچھ بات نہ کرسکا آنکھین بند ہوگئین
ہاتھ پھیل گئے غرض اُسکی وہی حالت ہوگئی جیسی کہ روز اول ہوئی تھی خلیفہ نے ابوالحسن کو بیہوش دیکھ کر
پوشاک شاہی اُسکے بدن سے اُتروا اُسکے خاص کپڑے اُسکو پہنوائے اور غلام کو فرمایا کہ اس کو
اسیطرح لیجاکر اُسکے دیوان خانے مین لٹادے اور وقت پھرنے کے دروازہ کھلا چھوڑیو وہ غلام
ابوالحسن کو کاندھے پر رکھ چور دروازے سے محل کے اُسکے گھر لے گیا اور اُسکو اُسکے بستر پر لٹا دیا
اور محل کیطرف پھر گیا تاکہ اس حال سے خلیفہ کو اطلاع کرے پھر خلیفہ نے اپنے مقربون سے کہا کہ ابوالحسن
خدا سے دُعا مانگتا تھا کہ ایکدن کے واسطے خلیفہ ہوتا کہ اپنے محلے کے موذن اور چار بڈھون کو سزا
دے کہ ابوالحسن اور اُس محلے کے آدمیون کو اُنکے ہاتھ سے بڑی تکلیفات پہونچتی تھی اس لیے مین نے

اس تدبیر سے ایکدن کے لیے اسکو خلیفہ بنایا اور اسنے موافق اپنی آرزو کے اس موذنوں اور اسکے رفیقوں کو سزا دی ابوالحسن رات تک بیہوش پڑا رہا جب صبح ہوئی اور دن چڑھا اسنے آنکھ کھولکر اپنے تئین گھر مین دیکھا نہایت متحیر ہوا مسرور سلاک مرد ارید کوکب الصبح ضوء النہار مرجان لب مہتاب وغیرہ خواصون محل بادشاہی کو پکارنے لگا کہ تم کہان ہو میرے پاس آؤ غرض اسنے ایسے شور و غل سے خواصون اور خواجہ سراؤنکو پکارنا شروع کیا کہ اسکی مان اسکے پاس دوڑی آئی اور ابوالحسن سے کہا اے فرزند تجھے کیا ہو گیا کہ تو ایسی باتین کرتا ہے ابوالحسن نے اپنا سر اٹھا کر اپنی مان کیطرف نہایت غرور سے دیکھا اور کہا اے نیکبخت بی بی تو کسے اپنا فرزند کہتی ہے اسکی مان نے کہا تجھکو کہتی ہون کیا تو میرا فرزند نہین ہے یہ عجب بات ہے کہ تو ایکدن مین مجھکو بھول گیا ابوالحسن نے کہا اے نامعقول عورت کیا مین تیرا بیٹا ہون تو ایسی بے لحاظ باتین میری نسبت کہتی ہے تیری یہ باتین جھوٹی ہین مین ابوالحسن نہین میں امیر المومنین ہون اسکی مان نے کہا اے بیٹا چپ ایسی بری بات منہ سے نہ نکال ابھی تجھے دیوانہ سمجھ لوگ پکڑ کر سزا دینگے ابوالحسن نے کہا مین دیوانہ نہین میرے ہوش بجا ہین مین واقعی خلیفہ ہون اور نائب رسول کا ہون کہ جو مالک دونون جہان کا ہے اسکی مان نے کہا افسوس تیرے حواس ٹھکانے نہین تجھے سایہ کسی جن کا ہو گیا ہے یا شیطان نے تجھ مین حلول کیا ہے خدا حافظ ہے تو میرا بیٹا ابوالحسن ہے اور مین تیری مان ہون اور سب علامتون سے جو وہ بتا سکی اسے آگاہ کیا اور اسکی غلطی ثابت کی پھر اسنے کہا تو نہین دیکھتا کہ یہ گھر تیرا ہے یا محل خلیفہ کا تو ہمیشہ اسی گھر مین جب سے کہ پیدا ہوا ہے میرے ساتھ رہا کیا جو باتین کہ مین نے تجھ سے کہی ہین انھین سوچ اور وہ باتین جو کہتا ہے چھوڑ یہ مرتبہ تجھکو نہ ہے اور نہ کبھی ہو گا پھر کبھی ایسا ذکر کسی سے نکرنا ابوالحسن نے اپنی مان کی باتین سنکر آنکھین کھولین اور اپنا سر اپنے ہاتھ پر رکھ کے سوچنے لگا جیسے کوئی شخص کسی امر کو بھول گیا ہو اور اسے سوچے پھر اپنی مان سے کہنے لگا کہ تو نے جو کہا وہ سب سچ ہے اور مین یہ بھی خوب جانتا ہون کہ مین ابوالحسن ہون اور تو میری مان ہے اور اپنے گھر مین ہون پھر چارونطرف دیکھ کر کہا کہ اس مین کچھ شک نہین کہ مین ابوالحسن ہون لیکن معلوم نہین کہ کس سبب سے میرے دماغ مین یہ باتین سمائی ہین اسکی مان سمجھی کہ شاید میرے بیٹے کو کوئی بیماری دماغ کی ہوئی جس کے سبب سے ایسی بہکی باتین کرتا ہے یا اسنے کوئی خواب دیکھا یہ خیال کر کے وہ ہنسنے لگی اور اس سے پوچھا بیٹا تو نے آجکی رات کو کیا خواب دیکھا تھا ابوالحسن نے اپنی مان کو گھڑک کے کہا اے نامعقول عورت

تو سمجھ کے نہین بولتی تو کیا جھک مارتی ہے مین ہرگز تیرا بیٹا نہین ورنہ تو میری مان تو نے بہت بڑی
گستاخی کی کہ مجھے اپنا بیٹا بنایا تو نہین جانتی کہ مین امیرالمومنین ہون اس ضعیفہ نے کہا اللہ بیٹا اپنی
زبان کو بند کر کیا تو نے قصہ ہمارے موذن کا جو ہمارے محلے کی مسجد مین ہے اور اسکے چارون رفیقون
کا نہین سنا وہ اپنے محلے کے لوگون کو دھمکاتے تھے اور انھین اذیت پہونچاتے تھے کل کوتوال نے
آکر ان پانچون آدمیون کو گرفتار کیا چار سو دُرّے موذن کو اور سو سو اُن چارون بڈھون کو لگائے
پھر اُلٹا اونٹ پر سوار کر سارے شہر مین تشہیر کیا اور اسکے بعد اُن سب کو بڑی ذلت دیکر شہر بدر کر دیا
مین ڈرتی ہون کہین تیرا بھی یہی حال ہو ابوالحسن کی مان یہ نہین جانتی تھی کہ موذن وغیرہ کی سزا اور
جلاوطنی اسکے حکم سے ہوئی صرف واسطے اسکے ڈرانے کے اُسنے اس قصہ کو ابوالحسن سے نقل کیا اور
یہ نہین جانتی تھی کہ یاد دہی اس سرگذشت کی اور موجب ازدیاد خرافت کا ہوگا ابوالحسن اس قصہ کو سنکر کہنے لگا
اب تم خوب جانو کہ مین نہ تمھارا بیٹا ہون ورنہ ابوالحسن بلکہ امیرالمومنین ہون چاہیے کہ اب تجھے بھی اس
دعوے مین جو مین کرتا ہون کچھ شک و شبہ باقی نہ رہے گا اسلیے کہ اُس موذن اور اسکے چارون
شریرون کو سزا میرے ہی حکم سے ہوئی ہے اب مین بیشک امیرالمومنین ہون خواہ جان کوتوال کو مین
ہی حکم اُس موذن وغیرہ کی سزا کا دیا تھا اور اُس نے فی الفور میرے حکم کی تعمیل کی تیرے ہی قول سے
میرا امیرالمومنین ہونا ثابت ہوا ابوالحسن کی مان کچھ نہ سمجھی کہ ابوالحسن آگے سے زیادہ موذن کی سزا کا
حال سنکر اپنی بات پر کیون مستقل ہوا مگر اُس سے کہا بیٹا خدا تیرے حال پر رحم کرے کوئی ان باتونکو
سنکر تیرے حق مین کیا کہے گا ابوالحسن نہایت غصہ ہوا اور کہا او زن فرتوت چپ رہ ورنہ ابھی ایسی
سزا دونگا کہ یاد کریگی مین مقرر امیرالمومنین ہون اُس غریب بی بی نے جانا کہ ابوالحسن آگے سے
زیادہ بہکا اور اُس کے دماغ مین نہایت شورش پیدا ہوئی درد فرزندی سے رونے لگی ابوالحسن آتش
غضب مین بھڑکا ہوا اور ایک لاٹھی اٹھا کر اپنی مان سے کہا اے ملعونہ سچ بتا کہ مین کون ہون
اُس ضعیفہ نے پیار سے کہا کہ تو میرا بیٹا ابوالحسن ہے اور مین وہی ہون کہ جسنے تجھے جنا اور دودھ
پلایا تھا تو نے غلطی سے اپنا خطاب آپ بڑھا دیا بلکہ خطاب امیرالمومنین کا خاص واسطے خلیفہ
ہارون رشید کے ہے جو حاکم مین اور تو اور سب لوگ فرمانبردار ہین ورنہ خداوند نعمت ہم
ابھی کل اُسنے غلام کے ہاتھ ایک توڑا اشرفیون کا مجھے بھیجا تم آپ ہی تو ہو ایسے امیرالمومنین کے بیٹے

دعاے خیر کرین کہ جسنے ہم پر ایسی عنایت فرمائی ابوالحسن کو اشرفیون کا حال سننے سے زیادہ یقین اپنے امیرالمومنین ہونیکا ہوا اسلیے کہ وزیر جعفر نے اُسکے حکم سے اشرفیان اُسکی مان کو بھجوائی تھین پھر اپنی مان سے کہا کہ بڑی نکارہ اب بھی تجھے یقین میرے خلیفہ ہونیکا نہین آیا کہ کل مین نے ہی اپنے وزیر جعفر کے ہاتھ ہزار اشرفیان تجھے بھیجدی تھین اور جو حکم کہ مین کرتا تھا فی الفور اُسکی تعمیل ہوتی تھی باوجود ان سب باتون کے تو مجھے اپنا بیٹا کہتی ہی تجکو جھوٹ بولنے کی سزا دینا مجھے ضرور ہوا یہ کہکے ابوالحسن نے اپنی مان کا ہاتھ پکڑ کے لکڑی سے خوب مارا وہ غریب ضعیفہ چلا کے رونے لگی اُسکے رونے کی آواز سنکر محلے کے لوگ دوڑے آئے مگر ابوالحسن مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین امیرالمومنین ہون اور وہ ضعیفہ مار کھاتی جاتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ نہین تو میرا بیٹا ہی جب ہمسایے کے لوگ اسکے مکان مین پہونچے ابوالحسن کا تھوڑا سا غصہ کم ہوا وہ لکڑی اسکے ہاتھ سے چھین اُن دونون کے درمیان مین آئے اور کہا کہ ابوالحسن تجھے کیا ہوگیا خدا سے نہین ڈرتا اور نہین سمجھتا کہ کوئی بیٹا سعادتمند اپنی مان پر ہاتھ اُٹھاتا ہی تجکو شرم نہ آئی کہ اپنی مان کو ایسا مارا اور وہ تجکو کسقدر پیار کرتی ہی ابوالحسن نہایت غصے مین ہوا اور آنکھین نکالکر کہنے لگا ابوالحسن کون ہی جسے تم کہتے ہو کیا یہ نام تمنے میرا رکھا ہی ابوالحسن سے اس بات کو سنکر ہمسایے کے آدمی گھبرائے اور کہا کیا تو اس محلے اور گھر مین نہین رہتا اور یہ بی بی تیری مان نہین اور تجھے اسنے نہین جنا ابوالحسن نے کہا بیوقوف عورت ذلیل کو نہین پہچانتا اور نہ تمھین جانتا ہون کہ تم کون بلا ہو اور مین ابوالحسن نہین امیرالمومنین ہون اگر تم اس بات سے واقف نہین ہوگے تو تم کو اس سے آگاہ کرونگا اس بات سے سبھون نے جانا کہ یہ دیوانہ ہوگیا جیسا کہ اسنے اپنی مان کو مارا ہم سب کو بھی ماریگا انمین سے ایک شخص نے دوڑ کر داروغہ کو خبر کی داروغہ یہ سنکر ابوالحسن کے گھر دوڑا آیا جب سپاہیون نے اُسے پکڑا ابوالحسن نے چاہا کہ اُنکے ہاتھ سے اپنے تئین چھڑا کر بھاگے داروغہ جیلخانہ نے یہ حال دیکھکر دو چار کوڑے زور سے اُسے مارے جنکے لگنے سے ابوالحسن نے دم نہ مارا چپکا ہو رہا پھر تو داروغہ نے بندھوا کے پانون مین بیڑی اور ہاتھ مین ہتھکڑی اور گلے مین زنجیر ڈالکے گھر سے اُسے قید خانے مین لے چلا ابوالحسن نے اپنے تئین مجمع مین لوگون کے دیکھا کہ کوئی تو اُسکو گھونسا مارتا تھا اور کوئی تمانچہ اور کوئی اُسے گالی دیتا جیسا کہ سودائیون کے ساتھ معاملہ کرتے ہین اُسکے ساتھ کرنے لگے جب اُسنے اس طرح کی مار کھائی اور ذلت اٹھائی اپنے دلمین کہنے لگا کہ خلق نے مجھے دیوانہ بنایا

اور مین اپنے ہوش مین ہون غرض جب ابوالحسن یندۂ دیوانون کے قید ہوا اور داروغہ نے اُسکو لوہے کے پنجرے مین قید کیا اور ہر روز پچاس تازیانے اُسکی پیٹھ اور مونڈھون پر مارا کرتا تین ہفتہ تک وہ اسی حالت مین رہا اور داروغہ روز اُسکو مارکر پوچھتا کہ تو اپنے ہوش مین آیا کہ اب بھی تو اپنے کو امیرالمومنین سمجھتا ہی ابوالحسن نے کہا مین دیوانہ نہین ہون میری بدقسمتی تھی کہ اسقدر یار رکھائی اور رسوا ہوا ابوالحسن کی مان روز اسکے دیکھنے کو قیدخانے مین جاتی اور اُسکو قید شدید مین دیکھکر روتی پھر جب اُس ضعیفہ نے دیکھا کہ یہ روز بروز دُبلا ہوتا جاتا ہی نہ دن کو آرام اور رات کو چین اور ہمیشہ آہ و نالے کیا کرتا ہی پیٹھ اور بازو اُسکے مجروح ہو گئے اور اُس قید تنگ مین آرام نہین پاتا غرض اُسکی مان کو اُسپر بہت رحم آیا اور چاہا کہ استمالتاً اُس سے بات چیت کرے تا دریافت ہو کہ یہ اپنے ہوش مین ہی یا نہین چنانچہ اُس سے بات چیت کیا کرتی ابوالحسن بھی اُن سب باتون کو جو محل مین خلیفہ کے دیکھی سُنی تھین بھول گیا اور سمجھا کہ وہ سب خواب و خیال تھا اگر خواب نہوتا تو مین اپنے تئین بعد بیدار ہونے کے کیون اپنے گھر مین پاتا لگہ یہ امور کہ میرے حکم سے مؤذن درچار اُسکے ساتھی سزا دیے گئے اور وزیر جعفر نے ہزار اشرفیان میری مان کو آکر دین مجھے کچھ شک مین ڈالتے ہین کہ مین خلیفہ ہون لیکن پھر مجھے حیرت ہی کہ کس کو خواب سمجھون اور کس کو نہ سمجھون ایک روز ابوالحسن اسی خیال مین تھا کہ اُس کی مان اسے دیکھنے آئی اور نہایت لاغر دیکھ کے بہت روئی ابوالحسن نے اُسکو سلام بڑی تعظیم سے جیسا کہ ہمیشہ کیا کرتا تھا کیا اُسکی مان نے پوچھا اے فرزند اب تیرا کیا حال ہی وہ خیال جس نے تجھے اس حال کو پہونچایا اب تو تیرے سر مین نہین اُسنے کہا امان جان میرا قصور معاف فرماؤ اور جو گستاخی ہوئی اُس سے درگذر کرو اور یہی عرض ہی اپنے ہمسایون کی خدمت مین اور جو کچھ کہ مین نے کہا وہ سب خواب و خیال تھا مین خلیفہ نہین ابوالحسن تمھارا بیٹا ہون اور تم میری مان ہو اسکی مان نہایت خوش اور مطمئن ہوئی کہ میرا بیٹا خدا کے فضل سے اب اچھا ہی پھر اُسنے ابوالحسن سے کہا میرے خیال مین گذرتا ہی کہ وہ مسافر جسکو تو نے اپنا مہمان کیا تھا فجر کو اُٹھکر بے بند کرنے دروازے دیوانخانے کے چلا گیا ہوا اور شیطان نے دیوانخانہ مین آکر تجھے بہکا دیا جسکے سبب سے تو نے وہ باتین کین ابوالحسن نے کہا وہ سوداگر جو دروازہ میرے دیوانخانے کا کھلا چھوڑ گیا تھا مقرر شیطان نے دیوانخانے مین آکر مجھے بہکایا بہرکیف خدا نے خیر کی اب مین اچھا ہون جلد مجکو یہان سے نکال غرض داروغہ نے ابوالحسن کی مان کے کہنے سننے سے اُسکو

چھوڑ دیا ابوالحسن اپنے گھر آیا اور بعد کتنے روز کے اُس مین طاقت آئی پھر موافق اپنے دستور سابق کے ہر روز ایک نیا مہمان اپنے گھر بُلاتا رات کو اُسے کھانا اپنے ساتھ کھلا کے فجر کو رخصت کر دیتا ایک دن پہلی تاریخ مہینے کی تلاش مہمان مین پل کی طرف گیا اتفاقاً اُس دن بھی خلیفہ ہارون رشید بھیس مین سوداگر موصل کے پل کی طرف گذرا ابوالحسن نے دور سے خلیفہ کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ ہی سوداگر موصلی ہے جس کے سبب سے مین نے یہ سب اذیتین اُٹھائین اگر یہ دروازہ میرے دیوان خانے کا کھول کر نہ جاتا شیطان آکر مجھے نہ بہکاتا دیکھتے ہی کانپا اور دل مین اپنے کہا کہ خدا اس شخص سے مجھے بچائے اُسکی طرف سے منھ پھیر کر دریا کی موجون کو دیکھنے لگا اور اپنے تئین چھپا لیا تاکہ وہ اُسے نہ دیکھے اور خلیفہ ہارون رشید ابوالحسن کی تلاش مین تھا کہ پھر اُسکو محل مین لیجا کے اُسکا تماشا دیکھے اور جو اُسنے اذیت اُٹھائی ہے اُسکی تلافی مین ایسا سلوک اُسکے ساتھ کرے کہ وہ عمر بھر کو مستغنی ہو جائے غرض خلیفہ نے بھی اُسکو غور سے دیکھ لیا اور اُسکے نزدیک جا کر کھڑا ہوا اور صاحب سلامت کر کے چاہا کہ اُس سے معانقہ کرے ابوالحسن نے اصلا اُسکی طرف نہ دیکھا اور ناآشنا ہو کے کہا مجھے نہ تمھارا سلام نہ تمھارا معانقہ درکار ہے اپنی راہ لو خلیفہ نے کہا کیا تمنے مجھے نہین پہچانا ایک مہینا گذرا ہے کہ مجکو تم نے آج ہی کی تاریخ شام کو اپنے گھر لیجا کے بڑے تکلف سے کھانا کھلایا تھا ابوالحسن نے روکھے ہو کے کہا مین تو تمھین نہین پہچانتا جاؤ میاں اپنا کام دیکھو خلیفہ سوچا کہ شاید وہ بسبب اپنے عہد کے کہ جسے اپنے دل مین ٹھہرا رکھا ہے کہ سوا ایکبار کے دوسری بار کسی کو اپنے گھر لیجا کے دعوت نہ کریگا بے التفاتی مجھ سے کرتا ہے خلیفہ نے کہا تم خوب یاد کرو کہ ہمسے تمسے ملاقات ہے افسوس کہ تم بھول گئے معلوم ہوتا ہے کہ اس عرصہ مین تمھین کوئی صدمہ پہونچا تم یقین جانو کہ مین تمھارا نہایت ممنون ہون اگر مجھے کچھ حال تمھارے درد دُکھ کا معلوم ہو مین تمھاری مدد دل سے کرون ابوالحسن نے کہا یہ تو مین نہین جانتا کہ تم سے کچھ میری مدد ہو سکے مگر اسقدر مجھے معلوم ہے کہ تمھارے سبب سے مین دیوانہ ہوا خدا کے لیے بھائی مجھ سے نہ بولو میرے پاس سے چلے جاؤ ہو پھر مجھے نہ ستاؤ خلیفہ نے جھٹ اُسکے گلے لگ کے کہا کہ بھائی اتنا نہ خفا ہو اب مین تمھین چھوڑ کر دوسری جگہ نہین جا سکتا مین نہایت خوش قسمت ہون کہ پھر تمھین اچھی طرح دیکھا اور تمھین ضرور ہے کہ آج بھی مجھے اپنے گھر لیجا کے ویسی ہی دعوت کرو جیسی آگے کی تھی اور مجھے آرزو ہے کہ ایکبار پھر تمھارے ساتھ شراب پیون ابوالحسن نے کہا مجھے کیا ضرور ہے کہ پھر اُس آدمی سے ملون جسکے سبب سے مجھے ضرر پہونچا ہو مین نہین چاہتا کہ پھر اُسمین مبتلا ہون خلیفہ نے

دوبارہ اُسکے گلے لگ کے کہا اے میرے اچھے دوست ابوالحسن تم میرے ساتھ محبت سے پیش آؤ بتاؤ کہ
میرے سبب تمکو کیا ضرر پہونچا مین چاہتا ہون کہ تمھارے درد دکھ مین شریک اور معین ہون اور اگر
مجھسے کچھ قصور ہوا ہو تو اُسکی تلافی کرون ابوالحسن خلیفہ کے دم مین آگیا اور اُسکو اپنے نزدیک بٹھا لیا
اور سب حال کو ابتدا سے انتہا تک جو اُسپر گذرا تھا غصے ہوکر خلیفہ سے بیان کیا اور جو خلیفہ آگے سے
ان سب باتون کو جانتا تھا ابوالحسن کی بھولی باتون پر قہقہہ مار کر خوب ہنسا ابوالحسن کہنے لگا کہ مین جانتا
تھا اے سوداگر موصلی تو میرے ساتھ محبت کرتا ہے میرا درد دکھ سنکر افسوس کریگا اور اپنے قصور پر نادم ہوکے
مجھ سے اُسکا عذر خواہ ہوگا اور تو برعکس اُسکے میری مصیبت سُنکر ہنستا ہے پھر بہت ناخوش ہوا اور
غصے ہوکر کہا اگر تجھے میرے کہنے کا باور نہو تو میری پیٹھ اور شانون کو دیکھ کہ کوڑے کے نشان ابتک موجود
ہین خلیفہ نے داغ اُس غریب ابوالحسن کے بدن پر دیکھ کر بہت افسوس کیا اور اُسکی تسلی کرکے پھر اُسکو
گلے سے لگایا اور کہا بھائی ابوالحسن مجکو تمھارے مار کے داغ دیکھ کر بڑا رنج ہوا مگر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا
اب میرا قصور معاف کرکے مجھے اپنے گھر لے چلو اور میری دعوت کرو فجر کو مین دروازہ دیوانخانے کا
بند کرکے چلا جاؤنگا ابوالحسن غریب کو سوا اسکے کہ خلیفہ کو اپنے گھر لیجائے اور کچھ بن نہ آیا آخر الامر دونون
نے راہ شہر کی لی اثنائے راہ مین خلیفہ نے ابوالحسن کے مشغول کرنیکے لیے کہا مجھ سے تم سب طرح خاطر
جمع رکھو اقرار کرتا ہون کہ کبھی مین اپنے سخن کے خلاف نکرونگا مگر تمھین نہ چاہیے کہ مجھ ایسے دوست یکرنگ سے
کہ ہر حال مین تمھاری بھلائی چاہتا ہے بدگمان ہو ابوالحسن نے کہا جو تم نے کہا سچ ہے مگر پھر توقع میری
دعوت کی نہ رکھنا اور یہ سب اذیتین کہ مجھے پہونچین سبب اسیکا تم تھے خلیفہ نے مسکرا کے کہا ابوالحسن
تم بڑے بدگمان ہو باوجود اسقدر معذرت کے پھر بھی شکوہ کیے جاتے ہو اسیطرح دونون آپس مین
باتین کرتے ہوے شام کو ابوالحسن کے گھر پہونچے ابوالحسن نے اپنی مان سے کھانے کو منگوا کر دسترخوان پر
رکھا اور اپنے مہمان کے ساتھ بیٹھکر کھانے لگا جب کھانے سے فراغت ہوئی ابوالحسن کی مان نے
دوسرا دسترخوان بچھا اُسپر میوے اور شراب اور گلاس لاکر اپنے بیٹے کے آگے رکھے پھر وہ اپنے مکان مین
چلی گئی اور سوا ہی ابوالحسن اور خلیفہ نے باہم چند گلاس متواتر پیے اور ہر طرح کی باتین کرتے رہے خلیفہ نے
جب دیکھا کہ ابوالحسن نشے مین چور ہوا اُس سے پوچھا کہ تم کبھی کسی پر عاشق بھی ہوے ابوالحسن نے کہا نہین
خلیفہ نے کہا پھر کس چیز پر تمھاری طبیعت رغبت کرتی ہے ابوالحسن نے کہا میری طبیعت اکثر راغب ہے

اچھی شراب پر کہ پیون اور اپنے دوستون سے اختلاط کرون اور چاہتا ہون کہ ایسی بی بی کے ساتھ شادی کرون جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ میرے ساتھ بیٹھکر شراب پیتی اور بانسلی مین گاتی تھی اور مزے سے میرے ساتھ باتین کرتی تھی مگر مین جانتا ہون کہ اس خوبی و حسن کی بی بی سوائے محل بادشاہ اور وزیر کے کسی کو کب میسر ہوگی پھر ابوالحسن نے اور گلاس شراب کا خلیفہ کو دیا اور کہا یہ آخری جام ہی میرے ہاتھ سے پیو خلیفہ نے پیا پھر ایک گلاس مین تھوڑا سا سفوف بیہوشی کا ملا ابوالحسن کو دیا اور کہا اسکو یاد پر اُس بی بی کے جسے تو نے خواب مین دیکھا تھا پی ابوالحسن نے مسکرا کے وہ گلاس یاد مین اس بی بی کے پیا اور غافل ہوکے سو رہا خلیفہ نے اُسی غلام کو اشارہ کیا کہ اُسکو اُٹھا کے بہت ہوشیاری سے

تصویر مسرور کی ابوالحسن کو کاندھے پر رکھکر لے چلنے کی اور خلیفہ بھی ہمراہ ہی

محل مین لیجا غلام ابوالحسن کو اُٹھا کر لے چلا اور خلیفہ اُسکے دیوانخانے سے نکلکر دروازہ بند کر ساتھ غلام کے ہو لیا جب وہ محل مین پہونچا غلام سے کہا اسکو چوتھی بارہ دری مین میرے پلنگ پر لٹا دے پھر خواجہ سراؤن سے کہا اسکے کپڑے اُتار کر پوشاک میری پہنا دو اُنھون نے خلیفہ کی پوشاک اُسکو پہنا دی خلیفہ صبح کو

بیدار ہوتے ہی ابوالحسن کی خوابگاہ مین گیا اور پوشیدہ ہوکر بیٹھا تا وہان سے ابوالحسن کے حال کو
دیکھے غرض جب ابوالحسن جاگا اور آنکھ کھولی سونے کا اوگالدان اور ساز و سامان دیکھے سات طائفے
گانیوالیونکے اپنے سازون کو بجا کر با آواز ملائم گانے لگین ابوالحسن متحیر ہوا اور آنکھین کھوین زیادہ متعجب ہوا
اور خواصون و خواجہ سراؤن کو گرد اپنے کھڑا ہوا دیکھکر گذشتہ کیفیت کو یاد کیا اور اُس کمرے کو بھی پھر
پہچانا کہ یہ وہی کمرہ ہے جسے مین نے آگے خواب مین دیکھا تھا اور وہی روشنی اور وہی تیاری اور وہی
سامان ہو پھر اُس گانے بجانے کو موقوف کیا تا کہ خلیفہ اپنے مہمان کی صورت اور اُسکی باتین دیکھے اور اُسکے
سب لوگ اپنی اپنی جگہ مین دست بستہ کھڑے تھے ابوالحسن نے نہایت متعجب ہو کر کہا افسوس آج
مین پھر وہی خواب دیکھتا ہون جو مین نے آگے دیکھا تھا اور اب بھی مثل سابق کے لوہے کے پنجرے مین
قید ہونگا اور بیڑی ہتکڑی مین کئی دن تک مار کھایا کرونگا وہ شخص کہ کل شام کو میرے گھر آیا تھا نہایت
شریر ہے وہی باعث اس خواب کے دیکھنے اور میری فضیحتی کا ہوا اور باوجود اسکے کہ اُسنے مجھ سے بقسم قول کیا
تھا کہ مین جاتے وقت دروازہ دیوانخانے کا بند کر جاؤنگا لیکن وہ پھر فیلسوفی سے دروازہ کھلا چھوڑ
چلا گیا شیطان نے پھر میرے دماغ مین حلول کیا اور ایسا خواب پھر دکھلایا کہ جسکے سبب سے مین نے
اپنے تئین خلیفہ قرار دیا خدایا مجھے محفوظ رکھ یہ کہکے ابوالحسن نے پھر آنکھ بند کر لی اور دیر تک سوچتا رہا
بعد ایکدم کے پھر آنکھ کھولکر سب کو روبرو دیکھ متعجب ہوا اور کہا خداوندا مجھے فریب شیطان سے بچا پھر آنکھ
بند کر اپنے دلمین کہا تو اسیطرح پڑا رہ کچھ بول چال نہین اگرچہ دوپہر ہوجائے شیطان جھک مار کے یہان سے
آپ چلا جائیگا مگر اُن لوگون نے اُسے چپکا پڑا رہنے نہ دیا راحت جان خواص جسکو ابوالحسن نے اگلی صحبت مین
دیکھا تھا اُسکے نزدیک آکر بیٹھ گئی اور ابوالحسن سے کہا اے امیرالمومنین اب وقت آرام کا نہین ہے جاگئے
دن نکل آیا ابوالحسن نے کہا شیطان میرے پاس سے اُٹھ دوسرے شخص کے دھوکے سے تو مجھے امیرالمومنین
کہتی ہے راحت جان نے کہا آپ ہی حقیقت مین امیرالمومنین ہین اور حاکم اور بادشاہ سب مسلمانون
دنیا کے ہین جسکی مین غریب کنیز ہون اور آپ کو شاید خواب بد دیکھنے کا اتفاق ہوا جو آپ بہکتے ہین
اگر اپنی آنکھین آپ اچھی طرح کھولین تو یہ خلل جاتا رہے اور آپ کچھ تعجب نہ کیجیے کل آپ نے اسی
خوابگاہ مین آرام فرمایا تھا غرض راحت جان نے اسیطرح کی باتین بہت ابوالحسن سے کین یہانتک
کہ وہ خوابگاہ سے اُٹھ بیٹھا اور آنکھ کھولکر خوشہ مروارید اور دوسری خواصون کو جنھین آگے دیکھا تھا

پہچانا وہ اُسکے پاس آ کھڑی ہوئین راحت جان نے پھر اُس سے گفتگو شروع کی اور کہا اے امیرالمومنین اُٹھیے دن نکل آیا ابوالحسن نے اپنی آنکھیں ملکر کہا مین تو امیرالمومنین نہین غریب ابوالحسن ہون اور مجھکو اپنا حال خوب معلوم ہی تو نے مجھے امیرالمومنین کیون کہا راحت جان نے کہا ہم ابوالحسن کو مطلق نہین جانتے کہ وہ کون ہی اب ایسا نہ کہیے کہ آپ امیرالمومنین نہین ابوالحسن نے چارون طرف دیکھ کے کہا کہ یہ عجب سحرکاری ہی کہ مین اپنے تئین اُسی بارہ دری مین پاتا ہون جسمین کہ پہلے تھا اور وہی خواب دیکھتا ہون جیسے پہلے دیکھا تھا اور بہت ڈرا کہ مبادا پھر وہی مصیبتین نہ اُٹھاؤن میرا خدا حافظ ہی خلیفہ یہ سب باتین اُسکی سُنکر چاہتا تھا کہ قہقہہ مارے مگر ضبط کیا ابوالحسن نے پھر لیٹ کے اپنی آنکھیں بند کرلین راحت جان نے کہا حضور بیدار نہین ہوتے سب درباری مجرے سلام کو در دولت پر حاضر ہین پھر دونون خواصون نے بازو ابوالحسن کے پکڑکے اُٹھایا اور بارہ دری کے درمیان مین مسند پر لیجا کے بٹھا دیا اور خواصین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر روبرو اُسکے ناچنے لگین اور ساز چارون طرف سے بجنا شروع ہوے پھر تو گانے بجانے سے بڑا شور وغل ہوا ابوالحسن یہ حال دیکھکر دلمین کہنے لگا کیا مین حقیقت مین امیرالمومنین ہون اور چاہتا تھا کہ کچھ بات کہے مگر اُس شور وغل مین کچھ سنائی نہین دیتا تھا تب اُسنے اشارے سے ہاتھ کے کوکب الصبح کو کہ روبرو اُسکے ناچ رہی تھی بلاکر پوچھا کہ سچ کہو مین کون ہون کوکب الصبح نے کہا اے امیرالمومنین آپ ہمکو آزماتے ہین آپ ہی بتائیے اگر آپ امیرالمومنین نہین تو پھر کون ہین آپ اپنے تئین کیون بھول گئے اگر فرمائیے تو ہم سب امرون کو جو کل آپنے کیئے تھے یاد دلاوین پھر اُسنے کل کیفیت اُسکو بتشریح یاد دلائی اور مروارید خواص اور دوسری خواصین اور خواجہ سرا سب متفق ہو کے اُس کے کلام کی تائید کرنے لگین اور عرض کیا کہ اب آپ اُٹھین اور فجر کی نماز پڑھین ابوالحسن نے کہا اے مکارہ اگرچہ تم حسن و جمال سے بھری ہو مگر عقل و شعور سے خالی آگے مین نے ایسا خواب دیکھ کر بہت مصیبتین اُٹھائین مدت تک قیدخانے مین رہا ہر روز پچاس تازیانے مجھ پر پڑا کرتے تھے جس سے میری پیٹھ کی کھال اُدھڑ گئی اور کالے داغ پڑگئے کوکب الصبح نے کہا کہ یہ حال آپ کے دشمنون نے خواب مین دیکھا ہوگا اسلیے کہ آپ کل سے کہین نہین گئے تمام رات اسی بارہ دری مین سویا کیئے ابوالحسن نے کہا سچ کہتی ہی اور خیال کیا کہ جب سے مین اس محل مین آیا ہون پھر یہان سے باہر نہین نکلا مگر اس مین متردد ہوا کہ آیا اس حال کو جس مین قید اٹھائی اور مار کھائی خواب سمجھون یا اُسکو

جو بالفعل دیکھ رہا ہون خواب خیال کرون خداوندا مین ابوالحسن ہون یا امیر المومنین جو واقعی ہو مجھے
ظاہر ہو جائے پھر اُسنے اپنے بازو کھولکر اُن عورتون کو دکھائے اور کہا دیکھو اب تک ان داغون مین درد
ہوتا ہے یہ دلیل قوی ہے اس امر پر کہ مین امیر المومنین نہین غریب ابوالحسن ہون پھر ابوالحسن نے ایک خواص
کو بلا کر کہا کہ میرے بُنِ گوش کو کاٹ تا مین امتیاز کرون کہ جاگتا ہون یا سوتا اُس خواص نے
نرمۂ گوش اُسکا دانت سے ایسا کاٹا کہ ابوالحسن درد سے چلّایا اور غل کیا اُسکے چلانے پر یکبارگی
سب ساز بجنے لگے اور سب خواصین خواجہ سرا گانے بجانے کودنے مین مشغول ہوے ابوالحسن نے
یہ حال دیکھکر اپنے کپڑے اُتار کر پھینک دیے فقط ایک پائجامہ پہنے رہا اور اُن سب کے شریک ہوکر
ناچنے اور تالیان بجانے لگا کبھی اتنا جھکتا کہ دوہرا ہو جاتا غرض کوئی حالت مسخرے پن کی اُٹھا نہین
رکھی خلیفہ یہ حال دیکھکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا آخر کو اُسنے پکار کر کہا ابوالحسن بس کر کیا مجھے ہنساتے ہنساتے
مار ڈالیگا خلیفہ نے جب یہ بات کہی سب چُپ ہو رہے اور سازون کی آواز موقوف ہو گئی ابوالحسن
بھی خاموش ہو کر سب طرف دیکھنے لگا جہان سے وہ آواز آئی تھی اُسنے وہان خلیفہ کو دیکھکر پہچانا کہ خود بدولت

تصویر ابوالحسن کی برہنہ ہو کر خواصون و خواجہ سراون کے ہمراہ ناچنے اور گانے کی

سوداگر موصلی بنے ہوے تھے پھر وہ سمجھا کہ مین بیدار ہون خواب نہین دیکھتا اور جو کچھ کہ مجھپر گزرا واقعی تھا
اور سمجھا کہ یہ سب بادشاہ کی خوش طبعی سے ہوا پھر خلیفہ کی طرف دیکھکر کہا سبحان اللہ حضرت ہی سوداگر
موصلی کے بھیس مین تھے اور آپ ہی سبب میری ان فضیحتون اور مار کھلوانے کے ہوے خلیفہ نے
فرمایا ابوالحسن تو سچ کہتا ہی مین اسکی تلافی قرار واقعی کرونگا اور مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ عوض ان سب
باتون کے تیرے ساتھ ایسا سلوک کرونگا کہ آجتک کسی کے ساتھ نہ کیا ہوگا خلیفہ یہ کہکے اس مکان
سے نیچے اُتر آیا اور مسرور سے فرمایا کہ ایک جوڑا پوشاک کا جلد ابوالحسن کو پہناؤ جب ابوالحسن
پوشاک پہن چکا بادشاہ نے اسے اپنے گلے لگا کر کہا تو میرا بھائی ہی جو تو کہیگا وہی کرونگا ابوالحسن نے کہا اے
امیرالمومنین پہلے آپ فرمائیے کہ میرے دیوانہ بنانے مین حضور کو کیا فائدہ تھا بادشاہ نے اسکی تسلی کے لیے سب
حال ابتدا سے انتہا تک مفصل بیان کیا اور کہا اب تو بہر صورت خاطر جمع رکھ ابوالحسن نے کہا ای امیرالمومنین جو
مصائب مجھپر گذرے تمام عمر مجھے یاد رہینگے اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ میرے حال پر عنایت فرماتے
رہینگے مگر میری تمنا یہ ہی کہ مین آپکی خدمت گزاری مین رہون خلیفہ نے کہا تیری اس خواہش کو
مین نے بدل قبول کیا اور تجھے ہر وقت آنے کی مین نے اجازت دی اور ایک مکان رہنے کو دیا
اور ہزار اشرفی نقد دے کر ماہوار اسکا مقرر کیا پھر جب خلیفہ دربار عام مین گیا ابوالحسن اپنے گھر آیا اور
اپنی مان سے سارا حال ظاہر کیا کہ جو کچھ مجھپر گذرا خواب تھا بلکہ سب امر بیداری مین خلیفہ کی مرضی سے
ہوے اور اُسنے ایک دن اور ایک رات مجھے خلیفہ کرکے سارے احکام میرے جاری کیے اور اب اس نے
مجھے اپنے مصاحبون مین مقرر کرکے سرفراز فرمایا پھر یہ قصہ ابوالحسن کا تمام شہر بغداد مین مشہور ہوا اور
وہان سے اور ملکون دور دراز مین گیا اور اُس دن سے ابوالحسن خلیفہ کے حضور مین رات دن
حاضر رہنے لگا اپنی حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی سے نہایت خوش رکھتا یہانتک کہ خلیفہ ابوالحسن کو
ایک دن روبرو زبیدہ خاتون اپنی بی بی خاص کے لے گیا اور اُسکا سارا قصہ کہا زبیدہ سنکے بہت
خوش ہوئی ابوالحسن اکثر خلیفہ کے ہمراہ زبیدہ کے محل مین جایا کرتا اور اکثر نزہت الاوداح کو کہ ایک پیاری
کنیز زبیدہ کی تھی بنظر محبت دیکھتا زبیدہ نے خلیفہ سے کہا کہ ابوالحسن نزہت کو بہت دیکھا کرتا ہی اور وہ بھی
اس سے راضی ہی اگر صلاح ہو تو دونون کا نکاح کردین خلیفہ نے کہا بی بی یہ بات تمنے میرے دل کی کہی مین نے
اس سے وعدہ کیا تھا کہ اُسکو ایک خوبصورت بی بی دونگا اس سے کیا بہتر ہی دونو کی شادی کردیجاے تا کہ میرا

وعدہ وفا ہوا جسقدر کہ زبیدہ نزہت کو چاہتی تھی اُسیقدر خلیفہ ابوالحسن کو پیار کرتا تھا پھر دونون نے ابوالحسن کی شادی نزہت کے ساتھ بڑے تکلف سے کردی زبیدہ نے بہت نقد اور اسباب جہیز مین ابوالحسن کو دیا اور خلیفہ نے بھی زر و جواہر بہت نزہت کو عنایت فرمایا ابوالحسن نے نزہت کو اس مکان مین جو خلیفہ نے اُسے رہنے کو دیا تھا لیجا کر رکھا اور بطریق ولیمے کے کئی دن تک دعوت سب محل والون کی کر ناچ و رنگ اُنکو دکھلایا پھر وہ دونون آپس مین بہت پیار اور الفت سے رہنے لگے سو اسوقت کے کہ ہر ایک خدمت مین خلیفہ اور زبیدہ کے جاتے ایک دوسرے سے جدا نہوتے حقیقت مین نزہت الارواح نہایت خوش سلیقہ اور صفات پسندیدہ رکھتی تھی ابوالحسن آگے سے زیادہ اُسپر فریفتہ رہتا اور جو وہ دونون ہمیشہ سے سخی تھے ہمیشہ اچھا کھانا کھاتے اور اچھی پوشاک پہنتے اور نفیس شراب پیا کرتے دسترخوان اُنکا صبح و شام بچھا رہتا جو خواص خواجہ سرا محل کے اُنکی ملاقات آتے اُنکو وہ بے کھانا کھلوائے رخصت نکرتے اور بعضون کو موافق اُنکے رتبے کے تحفے دیتے اور بعضون انعام و اکرام دیکر خوش کرتے شب کو سوائے کھانون معمولی کے طرح طرح کے میوے مٹھائیان جلد اُنکے دسترخوان پر رہا کرتے گانے بجانے کا بھی شغل رکھتے غرض ایک مدت تک اُنھون نے اپنے اوقات میں نہ بسر کی باورچی نے ایک دن فرد حساب اخراجات باورچی خانے کی لاکر اُنکو گذرانی اسیطرح سے توشے خانے والے نے بھی بابت قیمت پوشاکہاے نفیس کے زر طلب کیا اُنھون جو کچھ اُنکے پاس تھا حوالے کیا اسپر بھی ہزار دن کا قرضہ اُنکے ذمے باقی رہ گیا اور خرچ کیطرف سخت تکلیف اُٹھانے لگے ایک ہی برس مین اسراف سے اُنکا یہ حال ہو گیا کہ اپنی ضروریات میں محتاج ہو گئے ابوالحسن بسبب اپنے عہد کرنے کے کہ کبھی خلیفہ سے کچھ نہ مانگونگا اپنا حال خلیفہ کے مین عرض نہ کر سکتا تھا اور دولت سابق ورحال کی سب اپنی مان کو دیدی تھی اور غیرت سے کچھ ان بھی نہین مانگ سکتا تھا اور نزہت الارواح بھی زبیدہ سے بسبب عہد کے کچھ نہ مانگ سکتی تھی آ ابوالحسن نے نزہت الارواح سے کہا اب ہمارے ایسے کہ کچھ حیلہ کرین کوئی امید ملنے کی خلیفہ اور خاتون سے نہین مین نے ایک حیلہ سوچا ہے اسمین ہم تم دونون کو ایک دوسرے کی مدد کرنا ضرور ہے نزہت الارواح ابوالحسن کے اس کہنے سے گونہ تقویت ہوئی اور سنا ابوالحسن سے کہا بتاؤ کہ وہ حیلہ کیا ہے ابوالحسن نے کہا کہ ہم تم دونون مرین نزہت الارواح نے کہا میان تم چاہو مرو مین نہین مرتی ابوالحسن نے کہا آخر تو سنو

ذات ہو مرنے کا نام سُنکر گھبرا گئی مجھے کیفیت مرنے کی بیان نہ کرنے دی مرنے سے میری مراد واقعی
مرنا نہیں بلکہ مکر کرنا ہو نزہت الارواح نے کہا اگر یہ امر ہو تو بیان کرو ابو الحسن نے کہا میں لیٹ کر
اپنے تئین مردہ بناؤنگا تم ایک چادر سفید میں کفنا جیسا میں واقع میں مر گیا ہون پھر تم مجھے دالان
کے بیچ میں رکھ کے ایک دستار بندھی ہوئی میرے سر پر رکھنا اور میرے پانون کو قبلے کیطرف کر دینا
اور سب تیاری میری تجہیز و تکفین کی کر کے رونا پیٹنا اور اپنے کپڑے پھاڑ بال کھول روتی ہوئی
زبیدہ خاتون کے پاس جانا وہ حال پوچھیگی تو اسوقت میرے مرنے کا حال ظاہر کیجیو وہ بی بی بہت
کچھ میری تجہیز و تکفین اور فاتحہ درود کے لیے تجھے دیویگی تاکہ میرا جنازہ بڑی دھوم سے اٹھایا جائے جب
تم وہاں سے زر اور تھان لیکے آؤگی میں اُٹھ کھڑا ہونگا اور تم بجاے میرے لیٹ کر اپنے تئین مردہ بنانا مین
تمکو کفن پہنا کر خلیفہ کے پاس جاتے ہی فریب اُسکو دونگا یقین ہو کہ وہ بھی مجھے بہت کچھ دے
ابو الحسن جب اس حیلے کو بیان کر چکا نزہت الارواح نے کہا یہ حیلہ بڑے مزے کا ہو خلیفہ اور زبیدہ البتہ ہم
دونون کو بہت کچھ دینگے پھر دالان میں ابو الحسن قالین پر چادر سفید بچھا کر لیٹ گیا اور پانون اپنے دراز کر دیے
اور چادر میں اپنے تئین لپیٹ کر مثل جنازے کے بن گیا اور کوئی دقیقہ مرجانے کا باقی نرہا اُسکی
بی بی نے پانون اُسکے قبلے کی طرف پھیر دیے اور باریک کپڑے سے منہ اُسکا چھپا دیا اور
دستار اُسکے منہ پر رکھی بعد اُسکے وہ اپنی اوڑھنی پھاڑ اور سر کے بال کھول کر کے روتی ہوئی زبیدہ کے
محل میں گئی اور حال ابو الحسن کے مرنے کا ظاہر کیا زبیدہ اور سب خواصین سُنکر بہت افسوس
کرنے لگین اور رونے لگین پھر زبیدہ نے رونا موقوف کر نزہت الارواح سے کہا میں جانتی ہون
وہ غریب کم معاش تیری فرمایشون سے موا نزہت الارواح نے کہا میں تو اُسکو دل سے
پیار کرتی تھی اور کبھی میں نے اُس سے فرمایش کھانے کپڑے کی نہین کی اپنی اجل سے مرا زبیدہ نے
اُسے ایکہزار اشرفی نقد اور ایک تھان بھاری کمخاب کا دلوا کر کہا کہ تھان کو اُسکے جنازے پر ڈالیو اور
اشرفیون کو اُسکے فاتحہ درود میں خرچ کریو نزہت وہان سے لے دے کر اپنے گھر آئی اور ابو الحسن سے ظاہر کیا
ابو الحسن جلد اُٹھ کھڑا ہوا اشرفیان اور تھان دیکھ کر بہت خوش ہوا پھر نزہت نے کہا اب میں مرتی
ہون تو خلیفہ کے پاس جا اور اشرفیان اور تھان اُس سے لا ابو الحسن نے کہا تو جلد اپنے تئین مردہ
بنا پھر دیکھ تو میں کیا کام کرتا ہون غرض ابو الحسن اپنی بی بی کو کفنا کر خلیفہ کی طرف میں دربار

کے وقت روتا ہوا چلا خلیفہ نے سب کام چھوڑ اُسکی طرف متوجہ ہو کے سبب رونے کا پوچھا ابوالحسن نے
عرض کیا خداوند نعمت نزہت الارواح میرا قبیلہ مرگیا خلیفہ نے بڑا افسوس کیا اور ابوالحسن کو روتا دیکھ کر
خلیفہ اور وزیر جعفر و مسرور وغیرہ اہل دربار بھی روئے خصوصًا نزہت الارواح کو یاد کر کے خلیفہ
بہت غمگین ہوا اور ہزار اشرفی اور ایک بھاری تھان کمخاب کا اُسکو دلوا کر رخصت کیا کہ جلد جا کر اُسکی
تجہیز و تکفین کر ابوالحسن نے وہاں سے ہنسی خوشی تھان اور اشرفیاں لا کر نزہت الارواح کو دکھلائیں وہ
خوش ہو کر اُٹھ بیٹھی خلیفہ اور زبیدہ کو اُن دونوں کے مرنے سے کمال رنج و ملال تھا یہانتک کہ خلیفہ
زبیدہ کے محل میں گیا اُسے نہایت مغموم پایا خلیفہ نے اُسکی تسلی کی کہ اگرچہ نزہت الارواح تمہاری کنیز بہت
اچھی اور نمک حلال تھی مگر حکم خدا سے کیا چارہ صبر اور شکر کرو زبیدہ متعجب ہوئی اور سمجھی کہ شاید خلیفہ کو
دھوکا ہوا بجائے ابوالحسن کے نزہت الارواح کو سمجھا یہ سوچکر خلیفہ سے کہا صاحب نزہت الارواح
تو جیتی ہے اُسکا شوہر ابوالحسن جو تمہارا مصاحب تھا مر گیا خلیفہ نے متحیر ہو کر مسرور سے کہا تو نے سنا جو زبیدہ
نے کہا مسرور نے کہا شہزادی کی سمجھ بوجھ سے مجھے بہت تعجب ہے کہ ایسا خلاف فرمایا بجائے نزہت الارواح
کے مرنا ابوالحسن کا ظاہر کرتی ہیں خلیفہ نے پھر زبیدہ سے کہا بی بی تم ابوالحسن کے لیے نہ روؤ وہ تو بھلا چنگا ہے
ابھی اپنی بی بی کے لیے روتا تھا اب تم اپنی لونڈی کے لیے روؤ ابوالحسن تھوڑی دیر ہوئی کہ روتا ہوا
میرے پاس آیا تھا مجکو بھی اُسے دیکھ کر رونا آیا اور مجھ سے اُسنے اپنی زوجہ کے مرنیکا حال بیان کیا
چنانچہ میں نے ایک ہزار اشرفی اور ایک تھان کمخاب کا اُسکو دلوا دیا مسرور اُسوقت حاضر تھا یہ سب امر جو
کہتا ہوں اسنے دیکھے اگر تمھیں کچھ شک ہو تو اس سے پوچھ لو زبیدہ نے کہا کہ تمھارا مزاج خوش
کا ہے مگر یہ وقت ہنسنے کا نہیں تم تعزیت میری لونڈی کی کرتے ہو اور واقع میں ابوالحسن مرا ہے مجکو
چاہیئے کہ اُسکے واسطے کڑھیں خلیفہ نے کہا بی بی میں خوش طبعی نہیں کرتا حقیقت میں ابوالحسن
ہے تم دھوکے میں ہو زبیدہ نے کہا ایسا نہیں بلکہ میری کنیز بیوہ زندہ ہے تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ
روتی ہوئی میرے پاس آئی تھی دیر تک واویلا اپنے شوہر ابوالحسن کے مرنے سے کرتی رہی چنانچہ
حال دیکھ کر میں بھی روئی اور میرا رونا دیکھ کر سب میری خواصیں روئیں اور سب آپ اس حال
پوچھیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے ایک ہزار اشرفی نقد اور ایک تھان کمخاب کا
دے کے رخصت کیا اور میں چاہتی تھی کہ تم کو اس بات کی اطلاع کر بھیجوں اتنے میں تم خود تشریف لائے

دیر تک خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان مین یہی تکرار ہوتی رہی خلیفہ کہتا تھا کہ ابوالحسن زندہ ہے نزہت الارواح مری زبیدہ کہتی تھی کہ نہین ابوالحسن مرا نزہت الارواح زندہ ہے آخرالامر خلیفہ نے غیظ مین آکر مسرور سے کہا جلد جاکر خبر ٹھیک لا کہ اُن دونون سے کون مرا اور کون زندہ ہی جب مسرور جا چکا تو خلیفہ نے زبیدہ سے کہا ابھی معلوم ہوا جاتا ہی کہ کون سچا ہی اور کون جھوٹا زبیدہ نے کہا کہ مین ہی سچی ہونگی اور چونکہ ہر ایک اپنے دعوے پر قائم تھا شرط اُن دونون کے درمیان مین لگی خلیفہ نے کہا اگر مین ہارون تو فلانا باغ تم کو دون اور اگر تم ہارو تو مین تمھارا محل تصویروالا لے لون زبیدہ اس شرط پر راضی ہوئی اور دونون منتظر مسرور کے بیٹھے ابوالحسن جانتا تھا کہ اس مقدمہ مین ضرور تکرار درمیان خلیفہ اور زبیدہ کے ہوگی اور نوبت امتحان کی آئیگی اسلیے آگے سے اُسکی فکر سوچ رکھی تھی اور اپنے مکان مین بیٹھا اپنی بی بی سے باتین کر رہا تھا دروازے کی دراز سے مسرور کو آتے دیکھا سمجھ گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ جلد تم اپنے تئین پھر ایکبار مردہ بناؤ نزہت الارواح جلدی سے لیٹ گرا اور کفن پہن مردہ بنگئی اور ابوالحسن نے اُسکے اوپر کمخاب کا تھان جسے خلیفہ نے دیا تھا ڈالدیا اور اپنی صورت رونی بناکر سرکی طرف سرہانے کے بیٹھ گیا مسرور اندر کمرے کے آیا اور جنازہ نزہت الارواح کا دیکھکر خوش ہوا کہ ہمارا بادشاہ سچا ہے

تصویر میت نزہت الارواح کی اور ابوالحسن اُس کے سرھانے بیٹھا رو رہا ہے

نزدیک پہونچا ابوالحسن نے اٹھ کر بڑی تعظیم سے مسرور کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور کہا تم دیکھتے ہو کہ مین کیسی مصیبت مین مبتلا ہون نزہت الارواح ایسی بی بی جہان سے اُٹھ گئی مسرور نزہت الارواح کو یاد کر کے رویا اور کپڑے کو اُٹھا کر اُسکی صورت دیکھی اور پھر اُسکے منھ کو چھپا کے کہا مشیت ایزدی سے چارہ نہین اور ہم سب تابع اُسکی مرضی کے ہین اور سب کی بازگشت یہی ہی نزہت الارواح میری بہت اچھی بہن تھی خدا تجھ پر رحم کرے پھر ابوالحسن سے کہا مستورات کا عجب عالم ہی کہ بے تحقیق بات پر اصرار کر بیٹھتی ہین اور اپنی ہی کہے جاتی ہین دوسرے کی سُنتی ہی نہین باوجود عقل و دانش کے زبیدہ خاتون کو یہ اصرار ہی کہ تم مر گئے ہو اور نزہت الارواح زندہ ہی بڑی دیر سے اسی امر مین خلیفہ کے ساتھ بحث کر رہی ہین باوجودیکہ مین نے بھی گواہی دی تو بھی زبیدہ کو یقین نہوا ابتک وہ اپنی ہی بات کی پیروی کرتی ہو خلیفہ کو جھوٹا جانتی ہین ابوالحسن نے کہا خدا خلیفہ کو ہمیشہ سلامت رکھے کہ اُنھون نے ایسی مصیبت مین میری بڑی پرورش کی مین خود حاضر ہو کر حقیقت حال ظاہر کرتا مگر مین لاش کو چھوڑ کر جا نہین سکتا مجبور ہون مسرور نے کہا اگر مجھے ضرورت جانے کی نہوتی تو مین بھی تمھارا شریک حال ہوتا تمھارے حاضر ہونے کی کچھ حاجت نہین اب جا کے حقیقت حال کو مفصل ظاہر کرتا ہون یہ کہکے مسرور رخصت ہوا ابوالحسن دروازے تک اُسکے ساتھ آیا جب وہ دور نکل گیا ابوالحسن نے اپنی بی بی کے اوپر سے تھان اور چادر اُٹھا کے کہا لو اب تم اُٹھ بیٹھو مسرور گیا مگر زبیدہ مسرور کے کہنے کو نمانے گی اور اپنے کسی معتمد کو یہان بھیجیگی نزہت الارواح نے جلد اُٹھ کر اپنے کپڑے پہن لیے پھر وہ دونون دروازے کے پاس بیٹھ کے دراسے دروازے کی دیکھ رہے تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہی مسرور محل مین پہونچکر ہنسا اور اپنے دونون ہاتھون کو بجایا یعنے خلیفہ جیتا ہوا اور زبیدہ سے بازی جیتا زبیدہ نے ناخوش ہو کے کہا ای غلام حبشی شریر یہ کہ کون مرا ہی مسرور نے کہا نزہت الارواح اور ابوالحسن اُسکے غم مین رو رہا ہی خلیفہ اچھل پڑا اور ٹھٹھا مار کے ہنسا اور زبیدہ سے کہا بی بی اب وہ محل تصویر والا مین جیتا پھر مسرور سے کہا سب حال وہان کے جانے کا اور جنازہ دیکھنے کا مفصل بیان کر مسرور نے سب حال مفصل بیان کیا خلیفہ نے زبیدہ سے کہا اب تمکو یقین ہوا تم نے شرط ہاری زبیدہ نے کہا یہ غلام نہایت شریر اور جھوٹا ہی کبھی نہ مانونگی مسرور نے کہا بی بی مجھے قسم ہی تمھاری اور عمر خلیفہ کی کہ نزہت الارواح مری اور ابوالحسن زندہ ہی زبیدہ نے بہت غصے ہو کر کہا ٹھہر ابھی مین تجھ سے سمجھون گی پھر دستک دیکر اپنی خواصون کو بلایا وہ حاضر ہوئین

زبیدہ نے اُن سے پوچھا کہ قبل آپ نے خلیفہ کے کون شخص روتا ہوا میرے حضور مین آیا تھا خواصون نے عرض کیا نزہت الارواح پھر زبیدہ نے اُس خواص سے جو خزانچی تھی پوچھا کہ کسکو مین نے اشرفیان اور تھان دلوایا اُسنے کہا نزہت الارواح کو پھر زبیدہ نے مسرور سے غصے ہو کر کہا ای نامعقول تو کیون جھوٹ بکتا ہی مسرور آخر چپ ہو رہا اور خلیفہ زبیدہ کو دیکھ کر بہت ہنسا اور کہا جسنے عورتون کو ناقص العقل کہا ہے راست کہا ہی زبیدہ نے خلیفہ سے کہا خطا معاف مسرور تم سے سازش رکھتا ہی تمھاری ہی سی کہے گا اُسکے کہنے پر تم نے مجھے نادان بنایا مجھے بھی اجازت ہو تو مین بھی کسی اپنے آدمی کو بھیجکر تحقیق کرون خلیفہ نے کہا کسی کو بھیجکر دریافت کر لو زبیدہ نے اپنی دایہ کو جو نہایت معمر اور معتمد تھی بلا کر کہا کہ دائی تم ابوالحسن کے گھر جاؤ اور خوب تحقیق کر کے آؤ کہ ابوالحسن مرا ہی یا نزہت الارواح مین تمھین انعام دونگی دائی روانہ ہوئی اور ابوالحسن دائی کو آتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ زبیدہ کیطرف سے آتی ہی اپنی بی بی سے کہہ سُنکر اپنے تئین مردہ بنایا نزہت الارواح نے اُسے کفن پہنا کے تھان کمخاب کا جو زبیدہ نے دیا تھا ڈالدیا اور دستار اُسکے منھ پر رکھدی دائی ابوالحسن کے گھر آئی نزہت الارواح کو دیکھا کہ بال بکھرے نوچے کھسوٹے ہوے آنکھون سے آنسو جاری ماتم کر رہی ہی اور چلا چلا کر کہہ رہی ہی اے ابوالحسن تم مجھے بیوہ کیے جاتے ہو مین تمھارے بعد کیا کرونگی خدا نے کیا مصیبت مجھپر ڈالی دائی نے دیکھا کہ جو کچھ مین یہان دیکھتی ہون خلاف قول مسرور کے ہی دائی نے کہا لعنت خدا کی ہو مسرور پر جسنے جھوٹ کہہ کے خلیفہ اور میری بی بی مین جھگڑا ڈالا اور نزہت الارواح سے کہا کہ بھی نامعقول مسرور غلام نے جا کر خلیفہ سے ظاہر کیا ہی کہ تیرے دشمن مرے ہین اور ابوالحسن جیتا ہی اور اس بات پر لڑ جھگڑ کے میری بی بی کو ناخوش کیا نزہت الارواح نے رو کے کہا کاش جو مسرور کہتا ہی وہی سچ ہوتا مین آج اس سوگ مین مبتلا نہوتی یہ کہکے وہ رونے لگی دائی بھی رونے لگی اور جنازے پر ابوالحسن کے سرہانے کی طرف جا کر کپڑا اُٹھایا اور اُسکی صورت دیکھ کر پھر جلد ڈھانپ دیا اور کہا ای غریب ابوالحسن تجھ پر خدا رحم کرے اور نزہت الارواح سے کہا خدا حافظ ہی بھی تیرا اگرچہ مین چاہتی ہون کہ تیری ماتمداری مین شریک ہون مگر کیا کرون ٹھہر نہین سکتی زبیدہ خاتون میری منتظر ہوگی اُس غلام نمک حرام نے دروغگوئی سے انھین نہایت ناخوش کر رکھا ہی یہ کہکے دائی روانہ ہوئی اور ادھر ابوالحسن اُٹھ بیٹھا پھر دونون دروازے کے پاس بیٹھکر دراز کی راہ سے راستے کیطرف دیکھنے لگے کہ اب کیا گل کھولتا ہی زبیدہ کی دائی نے زبیدہ کے محل مین پہونچکر سب حال زبیدہ سے کہو زبیدہ سُنکر

کہنے لگی کہ اب تو خلیفہ سے بھی جا کر سب یہ حال ظاہر کر کہ وہ ہمین بیوقوف سمجھکر ہنستا ہی دائی نے مسرور سے کہا
کہ تو بڑا جھوٹا ہی خاوندون کی حضور مین کیون جھوٹ بکتا ہی نزہت الاوداع تو جیتی ہی ابوالحسن البتہ مرگیا ہی
مین نے دیکھ لی اب تو قابل سزا کے ہی غرض دائی نے حد سے زیادہ اُسے ملامت کی مسرور نے کہا ای بوڑھی
بڑھیا تو بڑی جھوٹی ہی تو نے ایک بات بھی سچی نہین کہی مین اپنی آنکھون سے نزہت الاوداع کو موا دیکھ
آیا ہون دائی نے کہا سبحان اللہ کیا تو شوخ دیدہ ہی کہ مجھے جھٹلاتا ہی مین ابھی ابوالحسن کے گھر سے
آتی ہون اُسے موا ہوا دیکھکر مسرور نے کہا ای جھوٹی مکار تو چاہتی ہی کہ مجکو فریب دے دائی نے
کہا مکار جھوٹا تو ہی کہ خلاف بات خاوندون کے روبرو کہتا ہی زبیدہ نے خلیفہ سے کہا تم اس غلام حبشی
کی شوخی اور منہ زوری سنتے ہو کہ کیا کیا کچھ میری دائی کو اُسنے کہا اور تم کچھ نہین بولتے یہ کہکے زبیدہ نے
کھسیانی ہو کر رو دیا خلیفہ نہایت تنگ ہوا اور سوچا کہ اس مقدمے مین سوائے سکوت کے اور
کچھ چارہ نہین ہی متحیر ہوکے چپ ہو رہا اور اُدھر زبیدہ اور اُسکی دائی اور سب خواصین و مسرور سب
حیرت مین آکے خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ نے زبیدہ سے کہا بی بی ہم سب ایک دوسرے
کے آگے جھوٹے ہین پہلے مین بعد اُسکے تم اور اسیطرح مسرور اور دائی ہم مین سے کوئی اس مقدمے
مین قابل اعتماد کے نہین اب لازم ہی کہ ہم سب کے سب ابوالحسن کے گھر چلین تا اصل حقیقت معلوم ہو اب
اسکے سوا اور کوئی علاج نہین خلیفہ اور زبیدہ ساتھ ہوکر چلے سب کے آگے مسرور اور پیچھے سب کے دائی
اور سب خواصین زبیدہ کی ساتھ ہو لین اثنائے راہ مین پھر درمیان مسرور اور دائی کے گفتگو ہونے لگی زبیدہ
اپنی دائی کی طرفداری کر کے مسرور کو سخت و سست کہنے لگی مسرور نے کہا بی بی اگر تمھاری دائی سچی ہی تو میرے
ساتھ شرط کرے دائی نے کہا بہتر پھر دونون نے ایک ایک تھان کمخواب پر زر کی آپس مین شرط باندھی وہ مکان
جسمین ابوالحسن اور نزہت الاوداع رہتے تھے زبیدہ کے محل کے مقابل تھا ابوالحسن نے دیکھا کہ خلیفہ جسکے
آگے مسرور اور خلیفہ کے پیچھے زبیدہ اور اُسکے پیچھے دائی مع سب خواصون کے میرے گھر کیطرف سب کے
سب چلے آتے ہین اُسنے نزہت الاوداع سے کہا دیکھ سب کے سب مکان کے قریب آ پہونچے وہ گھبرائی
اور کہنے لگی کہ اب ہمارا پردہ فاش ہوگا اور ہم تم دونون ذلیل ہونگے ابوالحسن نے کہا تم ذرا نہ گھبراؤ پھر ابوالحسن
اور نزہت الاوداع اپنا اپنا کفن اور تھان کمخواب کا پہنکر دالان کے اندر برابر چت لیٹ کر مردہ بن گئے
جب سب لوگ اُسکے دروازے پر پہونچے مسرور نے دروازے کو کھولا خلیفہ اور زبیدہ نے مسرور اور

دالی و غیرہ خواصون کے ساتھ اندر گھر کے جاکے دیکھا کہ ابوالحسن اور نزہت الاوداح دونون کے دونون کفنائے ہوئے دالان مین برابر پڑے ہین وہ سب متحیر ہوے کسی کے خیال مین کچھ نہین آتا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی آخر زبیدہ نے خلیفہ سے کہا ہائے غضب یہ دونون مرگئے پھر اُسنے خلیفہ اور مسرور کیطرف دیکھ کر کہا کہ تمھاری حجت اور تکرار اور بار بار آدمیون کے بھیجنے سے میری پیاری چہیتی کنیز بھی مرگئی ایک تو اپنے خاوند کے مرنے کے غم مین نیم جان ہو رہی تھی تمھارے تجسس اور تلاش کے ڈر سے تمام ہوگئی خلیفہ نے زبیدہ خاتون سے کہا بی بی ایسا نہین ہے جیسا کہ تم کہتی ہو بلکہ نزہت الاوداح پہلے مری ہی ابوالحسن نے کہ اُسپر عاشق تھا اسکے مرنے کے غم مین اپنے تئین ہلاک کیا اب مین جیتا اور تم ہارین تمھارا محل تصویر والا میرا ہو چکا زبیدہ نے کہا مین شرط جیتی اور تم ہارے وہ تمھارا باغ میرا ہو چکا اسلیے کہ ابوالحسن پہلے موا ہی تکرار خلیفہ اور زبیدہ کے درمیان پھر ہونے لگی اور اسی طرح سے مابین مسرور اور دالی کے ہر ایک کہتا تھا کہ میرا دعویٰ سچا ہی اور مین شرط جیتا آخر خلیفہ سوچکر درمیان اُن دونون جنازون کے آ بیٹھا اور پکار کر کہا کہ مین بقسم اقرار کرتا ہون کہ ایک ہزار اشرفی نقد ابھی اُسے دونگا جو مجھے ٹھیک بتا دے کہ پہلے ان دونون مُردون سے کون مرا یہ کہتے ہی ابوالحسن کے تابوت سے آواز آئی کہ پہلے مین موا ہون مجھے ہزار اشرفی عنایت کیجیے پھر ابوالحسن تھان و کفن کو اپنے بدن سے پھینک خلیفہ کے قدمون پر گر پڑا اور اُسکی بی بی بھی اسیطرح اُٹھکر زبیدہ کے پانون پر گری زبیدہ ڈر گئی اور چلا اُٹھی کہ مُردے جی اُٹھے خلیفہ کو اور مجکو لپٹ گئے پھر جب اُسکا خوف جاتا رہا تب نزہت الاوداح سے کہا کہ اے کمبخت تیرے سبب سے آج کا دن تمام ہمارا لڑنے جھگڑنے مین گیا خیر مین نے تیرا قصور اور شوخی سب معاف کی اسی کو غنیمت جانا کہ تجھے زندہ اور تندرست پایا اور اسی طرح خلیفہ آواز ابوالحسن کی سُنکر ہنسنے لگا اور دونون کو چنگا پاکے نہایت خوش ہوا اور ابوالحسن سے کہا کہ تجھے یہ کیا سوجھی تھی کہ تو نے ایسا مکر کر کے مجھے اور زبیدہ کو لڑوایا اور سب محل کے آدمیون کو پریشان کیا اور مجھے ہنساتے ہنساتے مار ڈالا ابوالحسن نے کہا خداوند نعمت مین سب اپنا حال آپکی حضور مین عرض کرتا ہون مین عالم تجرد مین بہت اچھی طرح رہتا تھا جب سے کہ حضور نے میری شادی کر دی ہی مصارف ضروریہ مین زیر بار اور مقروض ہو گیا آپنے اور زبیدہ خاتون نے جو عنایت کیا تھا وہ سب صرف ہو گیا قرضخواہون نے شدت سے تقاضا کیا ہم نے ناچار ہو کر جو کچھ نقد و جنس رکھتے تھے سب کو دے دیا جب کچھ ہمارے پاس نرہا ناچار ہو کے ہم نے بہت منصوبے کیے سوا

اس حیلے کے جو ہم نے بیحیائی سے کیا کچھ اور نہ سوجھا اب امیدوار ہین کہ ہماری گستاخی معاف ہو خلیفہ اور زبیدہ ابوالحسن کی صاف گوئی سے بہت خوش ہوے اور کچھ غصہ نہ کیا ابوالحسن اور اُسکی بی بی کو ساتھ اپنے لیجا کہ ہزار اشرفی دین پھر ابوالحسن اور اسکی بی بی خلیفہ اور زبیدہ کی بخشش سے عمر بھر اپنی بخیر و خوبی ہنسی خوشی رہا کیے ملکہ شہرزاد نے جب قصہ ابوالحسن کا تمام کیا بادشاہ شہریار کی خدمت مین کہا کہ کل رات کو ایک قصہ اس سے بھی عجیب و غریب کہونگی کہ جسے آپ سُنکے نہایت خوش ہونگے غرض دوسری شب کو ملکہ شہرزاد نے اس قصہ کو اس طرح کہنا شروع کیا

قصہ الہ دین اور عجیب و غریب چراغ کا

ایک شہر مین توابع چین سے ایک درزی مصطفی نام رہتا تھا اور بجز پیشۂ خیاطی کے اور کوئی کام نہین کرتا اور اُس پیشہ مین اُسکی اور اسکے گھر والون کی بڑی مشکل سے بسر ہوتی اسکا بیٹا الہ دین نام نہایت مجہول اور کھلنڈرا تھا ماں باپ کا کہنا نہین مانتا صبح ہوتے گھر سے نکلتا تمام دن لڑکون کے ساتھ جو اُسکے ہمجولی اور مانند اسکے نکمے تھے کھیلا کرتا جب وہ بڑا ہوا باپ اسکے ہر چند کوشش کی کہ کوئی ہنر اُسکو سکھائے ہرگز اسکا جی نہ لگا آخر ناچار ہوکے اُسے اپنے ساتھ دکان پر لیجایا کرتا اور سینا سکھاتا مگر وہ جی نہ لگاتا اور ہمیشہ باپ کو ناخوش رکھتا جب باپ اسکا کسی کام کو اُٹھتا وہ دکان سے بھاگ جاتا پھر شام تک نہ آتا ہر چند مارتا مگر باز نہ آتا آخر الہ دین نے کوئی کام نہ سیکھا نالائق محض رہا مصطفی ہمیشہ اسکے حال پر غم و غصہ کھایا کرتا کہ یہ کمبخت کیونکر بعد میرے بسر کریگا اسی کوفت سے بیمار پڑا اور کئی مہینے کے بعد مرگیا الہ دین کی ماں نے دیکھا کہ دکان اُس سے سنبھل نہ سکے گی اُسنے دکان کو بند کر کے اور اسباب اسکا بیچ روئی کاتنا شروع کیا اور وہ بیوہ سوت بیچ کے اپنی اور الہ دین کی گذران کرتی اُسکی ماں جو کبھی اُسکو کچھ کام کرنیکو کہتی تو وہ اُسکو دھمکاتا اور ڈراتا اور ہمیشہ بدمزاجی اور شوخی سے اُسکو رنج دیا کرتا اور رذالون سے صحبت رکھتا یہانتک کہ چودہ برس کی عمر اُسکی ہوئی تو بھی ذرا عقل سے اُسکو بہرہ نہوا اور کچھ معاش کی فکر نہ کی ایکدن وہ لڑکون کے ساتھ بازار مین کھیل رہا تھا کہ ایک اجنبی شخص نے الہ دین کو دیکھا اور وہ شخص فن جادوگری میں کامل تھا اسلیے اُسکو ساحر افریقی کہتے تھے اور وہ رہنے والا افریقہ کا تھا دور دراز سے وہ اس شہر چین مین سیر جہانگی کرتا ہوا ہو نکلا تھا اور اسکو علم رمل و قیافے مین بھی کمال مہارت تھی اُسنے الہ دین کی صورت دیکھکر پہچانا کہ یہ لڑکا میرے اس کام کا ہے جسکی تلاش مین مین شہر بشہر پھرتا ہون غرض ساحر افریقی نے غائبانہ الہ دین

کے باپ اور اسکے پیشے کا حال لوگون سے دریافت کر کے ایکدن الہ دین کو اکیلا پا کے کہا کہ میان کیا
تم مصطفیٰ درزی کے لڑکے ہو الہ دین نے کہا درست ہی مین اُسی کا بیٹا ہون گر مدت ہوئی وہ مر گیا یہ سنتے
ہی ساحر نے الہ دین کے گلے مین ہاتھ ڈال اور اُسے اپنے سینے سے لگا دیر تک پیار کیا اور ٹھنڈی سانسین
بھر کر رونے لگا الہ دین نے پوچھا کہ صاحب تم رونے کیون ہو جادوگر نے کہا مین اسکا سبب کیا بتاؤن
مین تمھارا چچا ہون تمھارا باپ میرا بھائی تھا بہت برسون سے مین سفر مین رہا اب مین صرف انھین
کے دیکھنے کو آیا تھا اب تم سے ان کے انتقال کا حال سُنکر اسقدر رنج مجھے ہوا جسکا بیان نہین سب
آرزو میری خاک مین مل گئی اور سب محنت سفر کی برباد ہوئی اب خدا تجھے جیتا رکھے کہ تیری
صورت تیرے باپ سے بہت ملتی ہی اور سب نشانیان اُسکی تجھ مین پاتا ہون بہرکیف تجھے دیکھکر میری تسلی
ہوئی پھر اُسنے ایک مٹھی پیسے دیے اور پوچھا کہ میان تمھاری مان کہان رہتی ہی تم اُس سے جا کر پہلے میرا
سلام اُسکے بعد یہ پیام کہنا کہ کل اگر فرصت مجھے ملیگی متقرر آؤنگا یہ کہکے وہ افریقی چلا گیا اور الہ دین دوڑکر اپنی
مان کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ امان کوئی ہمارا چچا بھی ہی اُسنے کہا بیٹا تمھارا کوئی چچا نہین الہ دین نے
کہا ابھی ایک آدمی مجھے یہ بات کہتا ہوا ملا تھا کہ مین تیرے باپ کا بھائی اور تیرا چچا ہون اور مجھ سے باپ کے
مرنیکی خبر سُنکر مجھے گلے لگا کے بہت رویا اور مجھے پیار کر کے پیسے دیے اور تمھین بہت بہت سلام کہا ہی اور وعدہ کیا ہی
کہ بشرط فرصت کل تمھارے گھر آؤنگا اور نہایت مشتاق اُس جگہ کے دیکھنے کا ہی جہان میرا باپ اُٹھتا بیٹھتا تھا
الہ دین کی مان نے کہا تیرے باپ کا ایک بھائی تھا سو مدت ہوئی کہ وہ مر گیا دوسرے دن پھر اُس جادوگر
نے الہ دین سے کہ بازار مین کھیل رہا تھا ملاقات کی اور اُسکو گلے لگا کر دو اشرفیان دین اور کہا ای فرزند تو انکو
اپنی مان کو دیکر کہنا کہ آج شام کو مین تمھارے گھر آؤنگا کھانا پکا رکھنا جسکو ہم تم ملکے کھائینگے پھر وہ الہ دین سے
پتا اُسکے گھر کا پوچھکر چلا گیا الہ دین نے وہ اشرفیان اپنی مان کو لا کے دین اور اپنے جعلی چچا کے ارادے سے
اُسے آگاہ کیا اُسکی مان سامان اچھے کھانون کا بازار سے خرید لائی اور کھانا پکانے مین تمام دن مشغول
رہی قریب شام کے اُسنے الہ دین سے کہا شاید تیرا چچا گھر کے ڈھونڈھنے مین بھٹکتا پھرتا ہوگا تو اُسے
اپنے ساتھ لے آ الہ دین تیار ہوا جب دروازے کے پاس پہونچا سُنا کہ کوئی شخص دروازہ کھلواتا ہی اُسنے
دروازہ کھول کر دیکھا کہ وہی افریقی ہی کہ دو شیشے شراب کے اور کچھ میوے ہاتھ مین لیے ہوے آیا
پھر اُس افریقی نے وہ سب چیزین الہ دین کو دین اور خود اندر گھر کے آیا اور الہ دین کی مان کو

جھک کر سلام کیا اور پوچھا کہ کس جگہ دالان مین میرا بھائی مصطفےٰ ہمیشہ بیٹھا کرتا تھا اُس نے اسکی نشستگاہ بتائی اُس ساحر نے اس جگہ کو کئی بار چوما اور بہت روکے کہا مین کتنا بے نصیب ہون کہ باوجود اسقدر مسافت طی کرنے کے مجھے تمھارا دیدار میسر نہوا پھر وہ ایک مناسب جگہ بیٹھ گیا اور الہ دین کی ماں سے باتین شروع کین کہ بھابھی صاحبہ مجکو پورے چالیس برس گذرے کہ مین نے اس شہر کو چھوڑا اور پہلے مین ہندوستان کو گیا پھر پارس کو پھر عرب مرہ اور مصر کو پھر سیر ان سیران افریقہ کو گیا وہان کے لوگونکو خوش وضع دیکھ کر وہین رہنا اختیار کیا مگر اپنے شہر کو نہین بھولا اور نہ اپنے عزیزون اور دوستونکو خصوصًا اپنے بڑے بھائی کی یاد مین ہمیشہ رہتا تھا اور یہ تمنا تھی کہ پھر جا کر اُنھین دیکھون بڑی محنت

تصویر ساحر افریقی کی الہ دین کے ہمراہ گھر پر آنے کی اور الہ دین کی ماں سے باتین کرنیکی

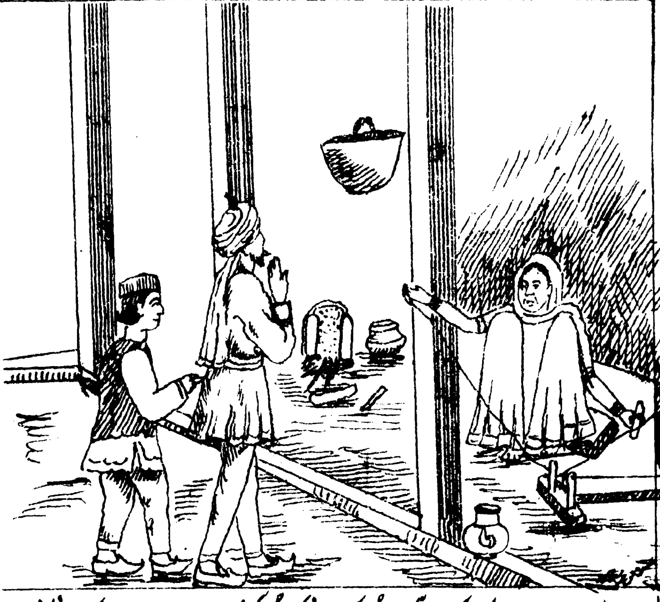

سے ایسا سفر دور و دراز طے کرکے یہان آیا اور اُنکے مرنے کی خبر سُنکر عجب صدمہ میرے دل کو پہونچا افسوس میری سب سعی رایگان ہوئی مگر کچھ صورت اطمنیان الہ دین کے دیکھنے سے نظر آئی کہ میرا بھتیجا ہے اور سب آثار میرے بھائی کے اسکی صورت مین پائے جاتے ہین مین نے دیکھتے ہی اُس کو پہچان لیا کہ یہ میرے

بھائی کا بیٹا ہی اور اُسکو دیکھ کر نہایت مجھے تسلی ہوئی جب اُس افریقی نے معلوم کیا کہ اس ذکر سے
الہ دین کی مان کا دل بھر آیا اور مصطفی کو یاد کرکے رونے لگی اسلیے اُسنے دوسرا مطلب شروع کیا اور الہ دین
کی طرف منھ کرکے اُسکا نام پوچھا اُسنے کہا میرا نام الہ دین ہی پھر اُسنے پوچھا کہ میان تم کیا کام کرتے ہو الہ دین
یہ سُنکر شرم سے جواب نہ دے سکا اور سر نیچے کر لیا مگر مان نے اُسکی کہا کہ الہ دین نہایت مجہول لڑکا ہی
اسکے باپ نے اپنی زندگی مین بہت کوشش کی کہ اُسے اپنا پیشہ سکھائے لیکن اسنے ہرگز نہ سیکھا تمام
دن لڑکون مین کھیلا کرتا ہی جیسا کہ تم نے دیکھا اب تم اسے کچھ سکھاؤ تو شاید کچھ سیکھ جائے مین دن بھر چرخا کاتا
کرتی ہون اسپر بھی بڑی دشواری سے روٹی ملتی ہی یہ کہکے وہ نیکبخت رونی افریقی نے کہا الہ دین بیٹا
کیا یہ باتین سچ ہین تمکو لازم ہی کہ کوشش کرو اگر ایک کسب کو تمھارا جی نہ چاہے تو دوسرا اختیار کرو
جسطرف تمھاری توجہ ہو مجھ سے صاف کہو تا مین تمھاری مدد کرون جب اُسنے دیکھا کہ الہ دین کچھ جواب نہین
دیتا کہا کہ میان اگر تم چاہتے ہو کہ ذی رتبہ ہو تو مین تمھین دکان بزازے کی کردون جس مین اچھے اچھے تھان
اور قسم قسم کا کپڑا ہو اور تم اُس مین بیٹھکر خرید و فروخت کرکے اپنی اوقات حرمت سے بسر کرو الہ دین بہت
خوش ہوا اور اشارے سے اُس ساحر سے کہا کہ اگر ایسی عنایت میرے حال پر کروگے تو مدت العمر مین
تمھارا ممنون ہونگا ساحر نے کہا کل مین تم کو اچھی پوشاک پہنا ایک سوداگر کے پاس واسطے ملاقات کے
لیجاؤنگا اور ایک دکان چوک مین تمھین پکڑا دونگا الہ دین کی مان نے اُسے دولتمند سمجھکر الہ دین کا ہاتھ اُسکے
ہاتھ مین پکڑا کر کہا جو بہتر اسکے حق مین سمجھو کرو یہ کہکے سب کھانے سلیقے سے چنکر اُسکے آگے رکھے اور تینون
نے ملکے کھائے جب فراغت ہوئی جادوگر رخصت ہو گیا دوسرے دن پھر آیا اور الہ دین کو اس سوداگر
کی دکان پر جسمین جوڑے سب قسم کے سیے ہوے تیار رہتے تھے لیگیا اور الہ دین سے کہا تو اپنے قد کے
موافق جوڑا پسند کر تا مین تجھے لے دون الہ دین نے خوش ہوکر ایک جوڑا پسند کیا افریقی نے وہ جوڑا
مع سامان کے مول لیکر الہ دین کو دیا الہ دین اُسکو پہن سر سے پاؤن تک اپنے تئین دیکھ نہایت خوش ہوا
اور اپنے جعلی چچا کا شکر بجالایا پھر وہ ساحر اُسے وہان سے چوک مین لیگیا جہان بڑے بڑے سوداگرون کی
دکانین تھین اور الہ دین سے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ تم بھی مانند انکے ہو تو اکثر یہان آیا کرو اور انکا رویہ
اور طریق خرید و فروخت کا دیکھو بھالو پھر اُسے ایک بڑی مشہور سرائے مین جہان پردیسی اُترا اور رہا
کرتے تھے لے گیا اور وہان سے بادشاہی مکانون کو لے جاکے دکھلایا اور سارے شہر مین پھرا کے

اُس سرا مین جہان وہ افریقی آپ رہتا تھا گیا وہان اُن سوداگرون سے کہ اُسکے شناسا تھے اپنے بھتیجے کو
ملایا اور سبھون نے ملکر کھانا کھایا جب شام کا وقت نزدیک پہونچا الہ دین نے اپنے چچا سے رخصت مانگی
افریقی آپ ساتھ ہوکے اُسے گھر تک پہونچانے آیا الہ دین کی ماں اُسے ایسی اچھی پوشاک پہنے ہوے
دیکھکر بہت خوش ہوئی اور ہزارون دعائین افریقی کو دین جادوگر نے کہا کل جمعے کا دن ہے سب دکانین
بند ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ پرسون کل انتظام الہ دین کے واسطے کیا جائیگا کل مین الہ دین کو اپنے ساتھ
باغون کی سیر کے واسطے لیجاؤنگا یہ کہکے وہ جادوگر رخصت ہوا الہ دین باغونکی سیر کرنیکی خبر سنکر نہایت
باغ باغ ہوا غرض دوسرے دن فجر کو الہ دین نے اُٹھکر اپنے کپڑے پہنے اور منتظر اپنے چچا کا بیٹھا اتنے مین
دیکھا کہ وہ ساحر چلا آتا ہے الہ دین اندر جاکے اپنی ماں سے رخصت ہوا اور دروازہ گھر کا بند کرکے اُس
ساحر کیطرف گیا ساحر نے اُسے نہایت پیار سے پکارا اور کہا کہ آج مین تجھے کیا کیا اچھے مکان اور باغ سبز
دکھاتا ہون کہ کبھی تو نے نہ دیکھے ہونگے پھر اُسے اپنے ساتھ مکانون کی سیر سے محظوظ کرتا ہوا بہت دور
لیگیا جب الہ دین نئے محل اور نئے باغ دیکھتا خوش ہوکے کہتا کہ چچا جان یہ کیا اچھے مکان اور کیا خوب
باغ ہین یہانتک کہ جاتے جاتے اُس شہر سے باہر ہوے اور تھک گئے وہ ساحر ہوشیار عیار واسطے
اپنے کام کے جو ابھی اور آگے دور جاتا تھا ایک باغ مین دم لینے کے واسطے کنارے حوض شیرین کے
بیٹھ گیا اور مکر کی راہ سے الہ دین کو کہا کہ میرے پیارے بھتیجے تم بہت ماندے ہوے اور مین بھی تھک گیا
ہون آؤ ذرا یہان بیٹھ کے دم لین یہ کہکے اُسنے اپنی کمر سے رومال جسمین طرح طرح کے میوے اور کچھ کلچے تھے
نکالے اور آدھے کلچے الہ دین کو دیے اور آدھے آپ لیے اور الہ دین سے کہا کہ میوے جسقدر چاہو تجھے چنکر
کھاؤ درمیان کھانیکے اپنے بنائے ہوئے بھتیجے کو نصیحت کرتا کہ میان تم لڑکون مین نہ کھیلا کرو اچھے لوگونکی
صحبت مین بیٹھو اور اُنکی باتون پر دھیان رکھو پھر تم جلد آدمی معقول و فہمیدہ بنجاؤ گے جب ناشتا کر چکے وہ ساحر دم
دلاسا دیتا ہوا الہ دین کو بہت دور لیگیا اور شہر بہت دور چھوٹ گیا پہاڑ دکھائی دینے لگے الہ دین تھک گیا
اور پوچھنے لگا چچا جان کتنی دور جاؤگے ساحر نے کہا بھتیجے گھبراؤ نہین دل قوی رکھو مین تجھے اور ایک باغ
دکھاؤنگا کہ جسکے آگے یہ سب باغ ناچیز ہین اور وہ یہان سے چندان دور نہین تو جب اُسکو دیکھیگا آپ
دوڑکر اُسمین جائیگا غرض ساحر الہ دین کو بہلاتے ہوئے لیے جاتا تھا اور اُسکا جی بہلانے کے لیے قصے
اور کہانی بھی کہتا جاتا تھا آخر وہ دونون ایک جنگل اور میدان مین کہ درمیان مین دو پہاڑونکے واقع تھا پہونچے

اور یہ خاص وہی جگہ ہی جہان وہ الہ دین کے لیجانیکا ارادہ رکھتا تھا اور جسکے واسطے افریقہ سے چین مین آیا تھا
غرض وہان پہونچکر اُسنے الہ دین سے کہا کہ اِس جگہ وہ باغ ہی جسمین مین تجھے عجیب و غریب چیزین دکھلاؤنگا
تو اُسے دیکھکر بہت خوش ہوگا مین آگ لینے جاتا ہون تو سوکھی لکڑیان چُن رکھ الہ دین نے بہت سی
خشک لکڑیان اکٹھا کین پھر اس جادوگر نے آکے اُنھین جلایا اور اُس آگ سے اپنا فتیلہ روشن کیا
جب وہ فتیلہ خوب روشن ہوا تو ساحر افریقی نے کچھ عطر اور خوشبوئین اس فتیلے پر ڈالین اس عمل کے
کرتے ہی ایک گھر ادھوان اسمین سے اُٹھا اور کچھ الفاظ سحر کے اس جادوگر نے جسے الہ دین کچھ نہین
سمجھتا تھا پڑھنے شروع کیے ایک لحظے کے بعد اُسکی تاثیر سے زمین ہلی اور عین جا پر وہ دونون کھڑے
تھے وہان ایک سل مربع پتھر کی برابر ڈیڑھ قدم کے نمود ہوئی جسکے درمیان مین ایک کڑا آہنی اُسکے
اُٹھانے کیواسطے لگا ہوا تھا الہ دین ڈرا اور بھاگا اس ساحر نے اُسکو دوڑکر پکڑ لیا اور غصے سے ایسا سخت
طمانچہ اُسے مارا کہ الہ دین بیٹھ گیا اور اُسکے دانتون سے خون نکلنے لگا غریب الہ دین نے رونا شروع کیا اور
کہا چچا جان مین نے کیا ایسا قصور کیا تھا کہ تمنے مجھے اسطرح مارا اُسنے کہا میان مین تمھارا چچا ہون تم مجھے
بجاے اپنے باپ کے سمجھو میری مار اور غصہ کرنے سے برا نہ مانو پھر پیار اور ملایمت سے کہا کہ میان مین تم سے اور
کچھ نہین چاہتا سواے اسکے کہ جو مین تم سے کہون اُسے کیا کرو مین تمھین بڑا آدمی بنادونگا غرض ان باتون
سے الہ دین کے دل سے خوف دور کیا اور جب دیکھا کہ الہ دین راہ پر آیا اُس سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ میرے پڑھنے کی
تاثیر سے زمین نے حرکت کی اور یہ پتھر نکل آیا اب تم یقین کرو کہ اس پتھر کے نیچے ایک مخفی خزانہ خاص تیرے
ہی لیے رکھا ہی وہ ایکدن مین تجھے سب امیران روے زمین سے مالدار زیادہ کر دیگا اور کوئی شخص جہان مین بجز
تیرے ایسا نہین کہ اُس خزانے کو ہاتھ لگا سکے اب تو اس پتھر کو اُٹھا اور اُسکے نیچے جا اور جو اُسکے اندر ہی وہ
سواے تیرے اور کسی کے کام کا نہین کہ اب جو مین کہون اُسی کے موافق تو عمل کر اُسکے اندر جانے اور اُترنے مین
ذرا دیر نہ لگے اور اس مقدمہ مین سواے میرے اور تیرے تیسرے کو دخل نہین الہ دین نے چار و ناچار کہا
اچھا ہر بات مین حاضر ہون جو کچھ تم فرماؤگے مین بجا لاؤنگا ساحر افریقی خوش ہوا اور اُسے اپنے گلے لگا کے
کہا یہی بات چاہیے شاباش میرے پاس آؤ جب اُسکے نزدیک گیا ساحر نے اسے ایک چھلا دیا کہ اُسے
اپنی انگلی مین پہنکر اس پتھر کو یہان سے سرکاؤ الہ دین نے کہا چچا جان مین اکیلا اُٹھا نہ سکونگا تم بھی
ہاتھ لگاؤ جادوگر نے کہا کہ تم اپنے باپ دادا کا نام لیکر اُسے اُٹھاکر تنکے کی طرح سرکاؤ الہ دین نے لوہے کے

چھلے کو اپنی انگلی میں پہن اُس پتھر کو وہان سے بہت آسانی کے ساتھ سرکایا اسکے نیچے سے ایک گز تھا
تین چار قدم کا گہرا نظر پڑا جسکے اندر ایک طرف کو چھوٹا سا دروازہ لگا ہوا تھا اور اس دروازے کے
پایئن زینہ تھا جسکے سبب سے آدمی نیچے اُتر جا سکتا جادوگر نے الہ دین سے کہا اے میرے اچھے لڑکے خبردار
ہو اس گڑھے مین کود ایک دروازہ پاۓ گا اور اُسکے ساتھ سیڑھی لگی ہوئی اُسکے نیچے ایک بڑا مکان گنبددار ہے
جسمین تین دالان برابر مین وہر ایک دالان مین دونون طرف چار سی کی بہت بڑی اور وسیع دیگین بھری
ہوئین سونے اور چاندی سے رکھی ہین مگر تو اُنکو ہاتھ سے نہ چھونا جب پہلے دالان مین جانا تو تم اپنی
قبا کے دامن گرداں کے خوب مضبوط اپنی کمر سے باندھنا پھر تم دوسرے دالان مین بلا توقف جانا
اور اسیطرح تیسرے دالان مین اور خبردار اس مکان کی دیوارون کو نہ چھونا اگر ذرا سا بھی تمھارا کپڑا اُسسے
چھو جائیگا تو تم فوراً مر جاؤ گے دامن اپنی قبا کا خوب سمیٹ کر مضبوط کمر سے باندھ لینا پھر تیسرے دالان مین
ایک دروازہ اور ملیگا جب اُسمین سے ہو کے جاؤ گے تو ایک باغ دیکھو گے جسمین بہت خوبصورت درخت
اقسام میوون کے پھلے ہوئے لگے ہین تم سیدھے آگے کو اُس راہ سے کہ تمکو ملیگی چلے جانا آخر کو ایک
شہنشین بہت بلند جسمین پچاس محراب کا زینہ ہو ملے گی اور اُسکے ایک سقف ہے جب تم اُس سقف
پر چڑھ جاؤ گے وہان تم ایک طاقچہ پاؤ گے جسمین ایک چراغ جلتا ہوا رکھا ہے تم اس چراغ کو وہان سے
اٹھا کے گل کر دینا روغن و بتی اُسکی پھینک کر اپنے گریبان مین رکھکر احتیاط سے میرے پاس لے آنا
تم ڈرو نہین اُسکے تیل سے تمھارا کپڑا چکنا نہوگا اُسمین روغن نہین جسوقت تم اُسے طاق سے اٹھاؤ گے
فوراً وہ خشک ہو جائیگا اور اگر تمھارا جی چاہے اُن درختونکے پھل جسقدر لے سکو لے لیجیو جب اُس
جادوگر نے سب مراتب الہ دین کو کہکے سمجھائے اور اُسکے خیال مین آ گئے اُس ساحر نے اُس لوہے کے
چھلے کو کہ الہ دین سے لے لیا تھا پھر اُسکی انگلی مین پہنا دیا اور کہا کہ اُسکے سبب سے تم ہر ایک شر سے
محفوظ رہو گے اور اِن سب باتون کو جو مین نے تم سے کہین خوب یاد رکھو خبردار بھول لیو نہین اب اے
میرے فرزند دلجمعی سے تم اس گڑھے مین کود ہم اور تم دونون بڑے آدمی ہوئے جاتے ہین اور تمام عمر
اپنی بادشاہت کرینگے الہ دین نہایت دلیری سے اس گڑھے مین کود پڑا اور وہان سیڑھی سے اُتر کر آگے
جسمین دالان برابر تھے بڑی احتیاط سے گیا اور ڈرتا رہا کہ مبادا کپڑا اُس مکان کی دیوارون سے نہ لگ جائے
جب وہ سب مراتب طے کر کے باغ کے اندر آیا اُس زینہ کی راہ سے چھت پر چڑھ گیا اور وہ چراغ

جو طاقچہ میں روشن تھا اُٹھا کر اپنے گریبان میں رکھ لیا اور اُسکو سو کھا پایا پھر اُس چھت سے اُتر کر باغ میں آیا اور راہ میں

تصویر الہ دین کے زینے پر چڑھنے اور چراغ کو طاقچے سے اُٹھانے کی

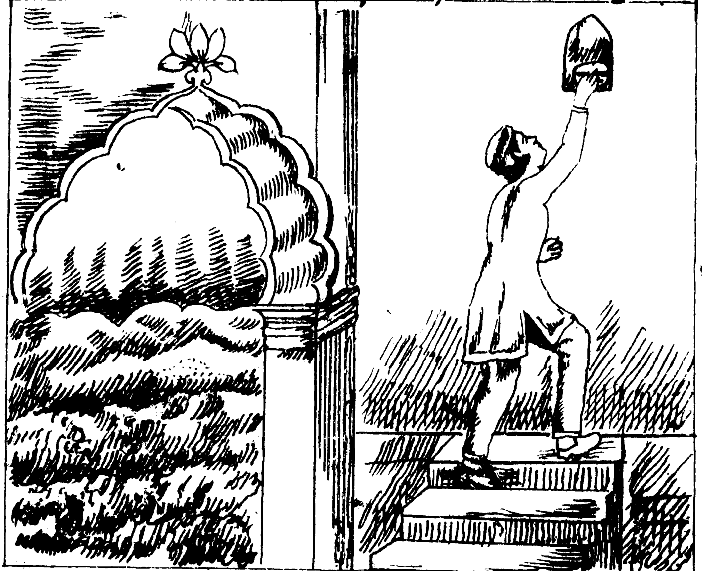

جسقدر کہ اُسکے ہاتھ لگے اچھے اچھے پھل جن لیے درختوں میں اِس باغ کے عجیب و غریب ثمر نظر پڑے اور ہر ایک درخت میں کئی رنگ اور کئی قسم کے پھل لگے ہوے تھے بعضے سفید نہایت شفاف اور درخشندہ اور بعضے سرخ اور سنہری مائل اور بعضے سبز اور بعضے نیلے اور بعضے اودے اور بعضے مائل زردی غرض ہر ایک رنگ اُنکا عجیب رنگ دکھاتا تھا چنانچہ جو سفید تھے وہ حقیقت میں مروارید تھے اور جو چمکتے تھے وہ الماس اور جو بہت سُرخ تھے وہ لعل اور سبز زمرد اور جو اور رنگ کے تھے وہ اور قسم کے سنگ قیمتی کے مشابہ بلکہ اس سے بھی افضل نظر آتے تھے الہ دین جو جواہر و انکے صفات اور نہ اُنکی قیمت سے مطلع تھا اُن پھلوں کو مانند انجیر اور انگور وغیرہ پھلوں کے جیسے اُسنے شہر میں بکتے ہوے دیکھے تھے سمجھا تھا اور اسی واسطے اسنے اُنکے لینے میں کہ بیحد تھے خواہش نہ کی اُسیقدر اُسنے لیے جتنے اسکی جیبوں اور آستینوں میں سمائے جیبوں کو اپنی کمر سے باندھ لیا اور آستینیں منھ پر سے باندھ لیں اور کچھ اپنے گریبان اور کمر میں جہان

جسقدر جگہ تھی رکھ لیے پھر اُن تینوں دالانوں کو جلد طے کر کے اُس گڑھے مین آ پہونچا اور وہان پہونچکر آواز دی کہ چچا جان مین آیا ہون مجھے اوپر کو کھینچ لو جادوگر نے کہا اچھا مگر پہلے تو مجھے چراغ دیدے الہ دین نے کہا اسوقت مین چراغ کو نہین نکال سکتا باہر آکر نکال دونگا تم خاطر جمع رکھو درحقیقت چراغ نکال دینے مین اُسوقت دشواری تھی اور الہ دین اسوقت حیران ہو رہا تھا یہی چاہتا تھا کہ جلد باہر نکلے اور جادوگر چاہتا تھا کہ پہلے چراغ اُس سے لے لون بعد اسکے اُسے اُس تہ خانے سے نکالون غرض اسی تکرار سے جادوگر کو غصہ ایسا آیا کہ تھوڑی خوشبو لیکر اُس آگ مین کہ جلتی تھی ڈالدی اور بیرحمی سے کلمات سحر کے پڑھکے اشارہ کیا کہ اُس سنگ نے پھر اُس گڑھے کے منھ پر آکے اسکو بند کر دیا اور وہ مٹی برابر زمین کے جیسا کہ آگے تھی ہوگئی اب سننا چاہیے کہ ساحر افریقی حقیقت مین مصطفے درزی کا بھائی نہ تھا اور نہ وہ چچا الہ دین کا بلکہ وہ باشندہ ملک افریقہ کا تھا اور وہین پیدا ہوا تھا اور اُس شہر مین جہان وہ رہتا تھا سحر و فسون کے بہت چرچے رہتے تھے اُسنے اپنے سن شعور سے جادو سیکھنا شروع کیا قریب چالیس برس کے جادو سیکھنے مین اپنی عمر صرف کی اور سوائے سحر کے علم نجوم اور رمل اور حاضرات کا بھی اُسے خوب معلوم تھا اور بہت کتابین جادو کے فن مین دیکھین آخر کو اُسے جادو کے زور سے معلوم ہوا تھا کہ دنیا مین کہین جا پر ایک عجیب غریب چراغ ہے جس شخص کے ہاتھ وہ چراغ آئیگی موکل اسکے تابع ہونگے اور یہ بھی علم رمل سے معلوم ہوا تھا کہ وہ چراغ چین مین ہے فلانی جگہ فلانے تہ خانے مین اسی بات پر یقین کر کے ملک افریقہ سے چین مین اس چراغ کے لینے کے لیے آیا تھا اور یہ بھی اُسکو معلوم ہوا کہ اُس چراغ کو وہ آپ نہین اُس خزانے سے نکال سکتا اسلیے اُسے تلاش دوسرے شخص کی ہوئی تا اُسے نکال کر لادے الہ دین کو سادہ لوح پا کے اپنا بھتیجا بنایا اور جانا کہ اسی کے ہاتھون میرا مطلب نکلے گا اور چاہتا تھا کہ جسوقت وہ چراغ میرے ہاتھ لگے واسطے فاش نہونے راز کے اُس غریب الہ دین کو سحر سے جیسا کہ اب زیر زمین بند کیا ہے مار ڈالتا غرض جب وہ ساحر اپنے مقصود کو نہ پہونچا بخوف گرفتاری اُسی دن مخفی روانہ ملک افریقہ کا ہوا اور اسی تشویش مین لینا چھلے کا جو الہ دین کی اُنگلی مین پہنا دیا تھا بھول گیا بظاہر حکم خدا سے اُسی چھلے نے الہ دین کو بچایا مگر وہ ساحر اس چراغ کے پانے سے مایوس ہوا اور فقط یہی ساحر اس امر مین مایوس نہین ہوا اکثر اس پیشہ کے لوگ ایسے امور مین محروم رہتے ہین الہ دین اسکی بدسلوکی سے نہایت متعجب ہوا اور جب اُسنے اپنے تئین زندہ درگور پایا ہزار دن بار چلا کے اپنے چچا سے کہا کہ اپنا چراغ مجھ سے لو مجھے یہان سے نکالو لیکن اُسکے جواب مین

کچھ اُسنے نہ سُنا اور اپنے تئین بالکل اندھیرے مین پایا گھبرا کے رونے لگا اور زینے کی راہ سے قصد کیا کہ نیچے اُتر کر اس باغ مین جسے پہلے دیکھا تھا جائے اور اسکی روشنی مین ٹھہرے مگر وہ مکانات اور باغ جادو کے تھے بالکل غائب ہوگئے اور سب طرف سوائے تاریکی کے کچھ نہ دیکھا کئی بار داہنی طرف سے بائین طرف کو گیا اور بائین طرف سے داہنی طرف آیا کسی طرف سے راہ نپائی اور نہ ذرا روشنی دیکھی پھر دوچند واویلا کر کے رونے لگا اور بالکل مایوس ہو کے ایک جگہ نشیب مین بیٹھ گیا اور اُسے یقین ہوا کہ اب مین اسی تاریکی مین مرجاؤنگا دو دن تک بے آب و دانہ اس جائے تنگ و تار مین رہا تیسرے دن اپنا مرنا یقینی جانکر دونون ہاتھ واسطے دعا کے جناب صمدیت مین اُٹھائے اور بآواز بلند کہا لاحول و لاقوۃ الا باللہ یعنی قوت اور توانائی نہین مگر خدا سے تفاقاً جب دونون ہاتھ اُسکے آپس مین ملے اور ایک کو دوسرے سے رگڑ پہونچی اس اثنا مین اس چھلے کو بھی جسے ساحر افریقی نے اسکی انگلی مین پہنا دیا تھا رگڑ پہونچی پھر رگڑ کے ایک جن بدشکل قوی ہیکل وہان موجود ہوا بلند اسقدر کہ سر اُسکا آسمان سے جا لگا اور اسنے بہ آواز بلند الہ دین سے کہا تو مجھ سے کیا چاہتا ہی مین ترا فرمانبردار ہون مانند غلام کے اور اُسکا تابع ہون جسکے ہاتھ مین یہ چھلا ہو مین اور دوسرا ہو کل بھی اسیطرح اطاعت سے اس شخص کی باہر نہین جو یہ چھلا پہنے ہوالہ دین ڈر گیا اور کچھ بات اُس سے نہ کرسکا اُس سے کہا اگر تجھ مین اتنی طاقت ہی تو مجھے اس جگہ سے باہر نکال پھر اس کہنے کے اس جن نے الہ دین کو اس جگہ سے نکال باہر کھڑا کر دیا الہ دین متحیر ہوا کہ کیونکر مین اس زندان سے بآسانی باہر نکل آیا اور اس گڑھے کا ذرا نشان نظر نہ آیا پھر چارون طرف شہر کے دیکھا کہ گرد اُسکے باغ ہین اور اس راہ کو پہچانا کہ جس راہ سے اس جادوگر کے ہمراہ آیا تھا اسی راہ کو پکڑ کر شکر خدا بجا لایا پھر روشنی دیکھی اور سطح زمین کی اُسے نظر پڑی پھر وہ بسبب ناطاقتی کے بہت دشواری سے گھر پہونچا جب اُسنے اپنی مان کو دیکھا بہت خوش ہوا مگر بھوک سے غش مین آ کر گر پڑا اسکی مان بہت مصروف اُسے ہوش مین لانیکی ہوئی جب وہ ہوش مین آیا الہ دین نے پہلے کھانا مانگا اسکی مان نے کھانا آگے اُسکے رکھ کے کہا کہ ای فرزند تھوڑا کھا کے اپنی اشتہا کو تسکین دے اور جب آسودہ ہو کے سو رہ پھر مجھ سے بات کیجیو الہ دین نے تھوڑا سا کھایا اور تھوڑا سا پانی پیا اور کہا اس آدمی نے جو میرے ساتھ بدسلوکی کی ہی اسکا بیان بہت طول ہی وہ اپنی دانست مین مجھے جان سے مار گیا یہ شخص وہی ہی جسے تم میرا چچا جانتی تھین اور مین بھی بالکل اُسکے فریب مین آگیا تھا مگر تم یقین کرو کہ وہ شخص بڑا ظالم بیرحم تھا یہ سبب پیار کے میرے ساتھ اُسکو تھا

سر سر جعلسازی تھی فقط وہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے مطلب کے واسطے مجھے قتل کرے پھر الہ دین نے یہ سب حال تفصیل
اپنی ماں سے کہا اور وہ پھل ماں کو دیے اُسکی ماں بھی انکی قدر و قیمت سے کچھ واقف نہ تھی وہ لیکر ایک طرف
زمین پر رکھدیے مگر جب تارے کی مانند روشنی اُنکی مثل چراغ کے روشن دیکھی تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ چیز بہت اچھی ہے پھر
الہ دین نے اول سے آخر تک اپنا سب حال ماں کو کہہ سنایا اُسکی ماں نے اس ساحر کو بہت بُرا بھلا کہا اور خدا کا
شکر بجا لائی کہ مجھ غریب بیوہ کے بچے کو اُسکے شر سے بچایا اور بعد دریافت کرنے اس امر کے کہ تین دن سے
الہ دین سویا نہیں ضرور ہے کہ اب یہ آرام کرے اسواسطے وہ اُٹھ کر اپنے بچھونے پر جا کر سو رہی الہ دین بھی
خوب غافل ہو کے سویا فجر کو جب جاگا تو اپنی ماں سے کہا کہ میں اسوقت بہت بھوکا ہوں کچھ کھانے
کو مجھے دو اُسکی ماں نے کہ نہایت مفلس تھی کہا بیٹا افسوس ہے کہ میرے پاس تو ایک ٹکڑا روٹی کا بھی
نہیں کہ تجھے دوں اگر ذرا صبر کرو تو میں تھوڑا سا سوت جسے میں نے کاتا رکھا ہے بازار میں لیجا کر بیچوں اور
کچھ تمھارے کھانیکے لیے مول لاؤں الہ دین نے کہا اماں جان سوت دھرا رہنے دو آج تم اُس چراغ کو جسے میں
کل لایا ہوں لیجا کر بیچو اور اسکی قیمت سے جنس مول لاؤ اُسکی ماں وہ چراغ اُٹھا لائی اور اُسے دیکھ کر کہا کہ بیٹا یہ بہت
زنگ آلودہ ہے اگر اسکو صاف کرکے بیچونگی تو کچھ قیمت زیادہ ملیگی پھر وہ تھوڑا پانی اور ریت لیکر اسکو زور سے
ملنے لگی بمجرد ملنے کے ایک بلا شکل اور قوی ہیکل دیو زور و شور سے زمین کو پھاڑ کر نکلا اور نہایت مہیب آواز
سے کہا تو کیا چاہتی ہے میں بندہ غلام کے حاضر ہوں تیرا اور اُن شخصوں کا جنکے ہاتھ میں یہ چراغ ہو میں
فرمانبردار ہوں اور دوسرے سو کل بھی تابع اس چراغ کے ہیں الہ دین کی ماں اُسکی شکل دیکھتے ہی بیہوش ہوکے
گر پڑی اور غش آگیا الہ دین کہ آگے ایسی شکل ایکبار گڑھے میں دیکھ چکا تھا اسقدر نہیں ڈرا کہ بیہوش ہو جاتا بلکہ
اُسنے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اپنی ماں کو سنبھالا اور ایک ہاتھ سے اُس چراغ کو اُٹھا کے جواب دیا کہ
میں بھوکا ہوں کچھ کھانا میرے لیے جلد لا وہ جن غائب ہوگیا اور لحظے کے بعد ایک بڑی سینی نقرئی سر پر لیے
موجود ہوا جسمیں بارہ قاب میں چاندی کی کھانوں لذیذ سے بھری ہوئی اور چھ روٹیاں سفید رکابیوں نفیس
میں رکھی ہوئی تھیں اور دو شیشے شراب نفیس اور دو گلاس نقرے کے دونوں ہاتھوں میں غرض اُسنے سینی دالان
میں رکھدی اور غائب ہوگیا الہ دین اپنی ماں کو پانی چھڑک کر ہوش میں لایا اور اُس سے کہا کہ اب ذرا
اُٹھو کھانا کھاؤ الہ دین کی ماں اُس سینی اور سامان کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئی الہ دین نے کہا تم کھانا
شروع کرو میں اس کھانے کا حال تم سے بیان کرونگا پھر وہ دونوں ماں بیٹے خوب مزے سے

اُن کھانوں کو کہ خواب میں بھی کبھی نہیں دیکھے تھے کھانے لگے درمیان کھانے کے الہ دین کی ماں نہایت متحیر ہو کے پوچھا کہ یہ برتن کس چیز کے بنے ہیں کہ میں نے ایسے برتن خوبصورت اور چمکتے نہیں دیکھے انھوں نے اُس کھانے کو تین دن تک کھایا بعد اسکے الہ دین نے سب حال بیان کیا اُس کی ماں نے سنکے کہا مجھے یقین نہیں آتا اسلیے کہ نہ تو میں نے کبھی جن کو دیکھا اور نہ کبھی اپنی جان پہچان والوں سے سنا کہ انھوں نے اُسے دیکھا ہو پھر وہ شریر جن کیونکر یہاں آیا الہ دین نے کہا وہ جن جو مجھ پر آ کے ظاہر ہوا تھا اور ہے اور یہ جن جو تم پر ظاہر ہوا وہ نہیں اگرچہ بظاہر دونوں شباہت میں برابر ہیں مگر وضع اور لباس میں دونوں کے بہت فرق ہے اور دونوں جدا جدا شے کے فرمانبردار ہیں وہ جو پہلے مجھے نظر آیا تھا وہ تابع اس چھلے کا ہے جو میں اُنگلی میں پہنے ہوں اور وہ جو تم پر ظاہر ہوا تھا وہ غلام اس چراغ کا ہے جو تمھارے ہاتھ میں تھا اُسکی ماں نے کہا کیا اسی چراغ کے سبب سے وہ ملعون مجھ پر ظاہر ہوا تھا اللہ بیٹا اس چراغ کو میری نظر سے دور کرو بلکہ تم اسے کہیں پھینکدو یا کسی کے ہاتھ بیچ ڈالو تاکہ پھر اسکے چھونے اور ہاتھ لگانے سے اس شکل مہیب کو نہ دیکھوں اور اس چھلے کو بھی اپنی انگلی سے اتار کر پھینکدو ہمکو آشنائی جنوں کے ساتھ کہ شیطان ہیں کرنا ضرور نہیں جیسا کہ ہمارے نبی نے فرمایا ہے الہ دین نے کہا آئندہ ہوشیاری کرینگے مگر اس چراغ کو کیونکر بیچیں اسکے سبب سے تو ہمکو اسقدر فائدے ہوئے اور آئندہ بھی امید بہتری کی ہے تم خوب سوچو کہ یہ لغو چیز نہیں ہے اسی کے لیے میرے جعلی شریر چچا نے مشقت اٹھائی اور اتنا سفر دور و دراز اختیار کرکے یہاں آیا یہ کوشش اسکی اسی واسطے تھی کہ اُسے یہ چراغ عجیب ہاتھ لگے اور وہ خوب اسکے خواص سے مطلع تھا تم شکر کرو کہ خدا نے اُس ملعون سے چھینکر مجھ بیکس کو عنایت فرمایا اس چراغ سے مجھے فائدے اٹھانے دو میں اسکو تمھاری نظر سے چھپا کر ایسی جگہ رکھونگا کہ ضرورت کیوقت اسے پاؤں اور اس چھلے کو بھی دور نہیں کر سکتا ہوں کہ ظاہر یہی باعث میری زندگی کا ہوا ہے ورنہ میں کب کا اُس تہخانے میں مر گیا ہوتا اب تم مجھے اجازت دو کہ اسے میں اپنی انگلی میں ہوشیاری سے پہنوں الہ دین کی ماں نے یہ باتیں معقول سنکے کہا بیٹا جو تو مناسب جانے کر مگر مجھے کچھ سروکار جنات سے نہیں دو روز تک اُن ماں بیٹے نے وہ کھانا جسے جن لایا تھا خوب کھایا تیسرے دن جب کچھ نہ رہا علی الصباح الہ دین کو بھوک لگی وہ ایک قاب نقرئی اپنی قبا میں چھپا بازار کی طرف بیچنے گیا اتفاقاً ایک یہودی سے کہ خرید و فروخت ظروف نقرئی کی کیا کرتا تھا دوچار ہوا الہ دین نے اُسے کنارے لیجا کے وہ قاب دکھائی اور کہا تم اس کو مول لو گے اُس یہودی نے کہ بہت ہوشیار

اور دغاباز تھا اس قاب کو لیکے پرکھا اسکی چاندی بہت اچھی پائی الہ دین سے پوچھا کہ اس قاب کی
قیمت تم کیا مانگتے ہو الہ دین نے کہ اچھی و بُری چاندی کے نرخ سے آگاہ نہ تھا یہودی سے کہا جو تم دو
مین لیلونگا مجھے تم پر اعتماد ہے یہودی نے ایک اشرفی الہ دین کو دی اگرچہ وہ اشرفی اس قاب کی قیمت کے سو حصے
مین سے ایک حصہ تھی مگر الہ دین نے اُسے غنیمت جانا اور خوش ہوکے لے لیا یہودی دغاباز نے بہت افسوس کیا

تصویر الہ دین اور یہودی کی باہم بات چیت کرنے اور قاب نقرئی بیچنے کی

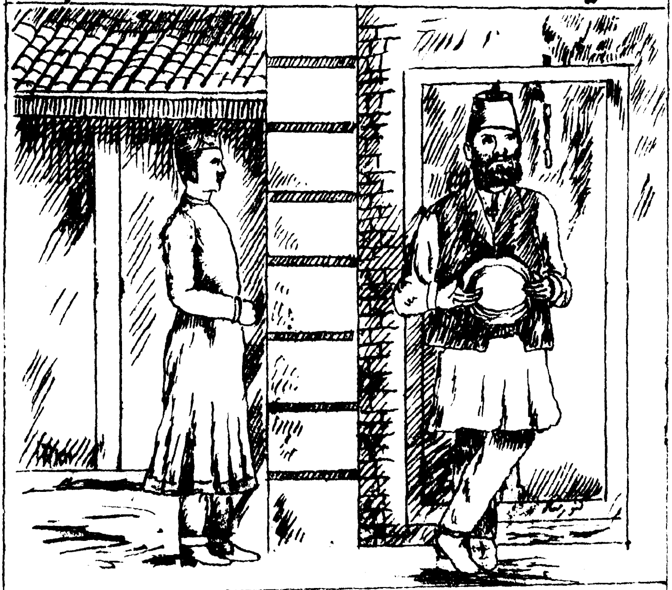

کہ کیون مین نے اشرفی سے کم ندیا یہ خیال کرکے پیچھے الہ دین کے دوڑا کہ کچھ اشرفی سے بھی اس سے پھیر لے
مگر الہ دین دور نکل گیا تھا آخر الہ دین نے ایک نان بائی سے روٹیان مول لیں اور اس اشرفی کو تڑا کر اسکی
قیمت دی پھر گھر مین آکر اشرفی کا باقی ماندہ اپنی مان کو دیا کہ بازار سے غلہ خرید لائے اور چند روز اُس سے
اُنھون نے اپنی گذران کی پھر جب کھانا ہو چکا الہ دین نے دوسری قاب اسی یہودی کے ہاتھ بیچی
۱۰۰ اور یہودی نے وہی قیمت ہر قاب کی دی غرض جب الہ دین اُن بارہ قابون کو بیچکر خرچ کرچکا تب ارادہ سینی
بیچنے کا جو اُن سب قابون سے دس حصے وزنی تھی کیا مگر بوجہ بوجھ اُسے بازار مین لیجا نہ سکا مجبوراً اُس یہودی کو

اپنے گھر مین لیجا کے وہ سینی کھلائی اُسنے دس اشرفیان الہ دین کے ہاتھ مین رکھین اُسنے خوش ہو کے
لے لین اور بتدریج وہ اشرفیان اپنے صرف مین لایا الہ دین بعد اُٹھانے مصیبت کے ساحر فرنگی
کے ہاتھ سے اکثر بازار کو جاکر دانشمند لوگون سے گفتگو کیا کرتا اور کبھی کبھی بڑے سوداگرون کی دکان کے
پاس جاکر کھڑا ہوتا تھا تاکہ اُنکی باتین اور گفتگو سب طرح کے معاملون کی سُننے بعد چند روز کے اُسکو
معاملات دنیا پر اطلاع ہوئی جب وہ دس اشرفیان صرف کر چکا اُس چراغ کو اُٹھالایا اور اُسکو با آسانی ملنے
لگا ملتے ہی وہی جن بسہولیت اُسکے روبرو حاضر ہوا اور بملایمت الہ دین سے کہا تو کیا چاہتا ہی مین حاضر ہون
تو جو کچھ کہیگا بجالاؤنگا الہ دین نے کہا مین بھوکا ہون کچھ کھانا میرے لیے لا وہ جن غائب ہو گیا پھر ایک لمحہ
کے بعد جیسا کہ پہلے لایا تھا اُسی طرح ایک خوان کھانے کا لایا اور الہ دین کے سامنے رکھ کے غائب ہو گیا جب
اُسکی مان گھر مین آئی اور خوان کھانے کا دیکھا تو جانا کہ یہ بھی مثل پہلے کے بدولت اُسی چراغ کے آیا پھر دونون
نے بیٹھ کر خوب کھایا اور باقی کو دو دن تک صرف کیا جب وہ کھانا ہو چکا اور کچھ روپیہ پیسا اُسکے پاس
نرہا الہ دین نے ایک قاب لیکر واسطے بیچنے کے اُس یہودی کے پاس جانے کا قصد کیا راہ مین ایک سنار کی
دکان کے آگے سے کہ نہایت معمر اور متدین تھا ہو کر نکلا سُنار نے اُسکو بلا کر کہا اے فرزند مین نے تجھے اکثر
کچھ چیز لیجاتے فلانے یہودی کے پاس دیکھا پھر اُدھر سے خالی ہاتھ آتے پایا اور آج بھی کچھ لیے ہوے
اُدھر کو جاتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ تم کچھ بیچنے کو اُسکے پاس جاتے ہو مگر وہ یہودی سخت بے ایمان اور دغاباز
ہی اگر تم کچھ بیچنے کو اُسکے پاس لیے جاتے ہو تو مجھے دکھاؤ اگر قابل میرے لینے کے ہی مین اُسکی قیمت واجبی تمھین
دونگا اور اگر میرے لین دین سے باہر ہوگی تو مین اور تاجر کے پاس لیجاؤنگا الہ دین نے وہ قاب قبا کے
دامن سے نکال کر اُس سُنار کو دکھلائی اُسنے پہلی نظر مین اُسکو پرکھ لیا کہ چاندی اُسکی قسم اول ہی الہ دین سے
پوچھا کہ اس قسم کی چیز تو نے کوئی اور بھی اُس یہودی کے ہاتھ بیچی ہین اور اُس نے اُسکی قیمت تجھے کیا دی
تھی الہ دین نے کہا بارہ قابین اسی قسم کی اُس یہودی کے ہاتھ بیچی ہین اور اُسنے فی قاب ایک اشرفی مجھے
دی ہی سنار نے کہا واے غضب اسقدر دغابازی پھر اُسنے اُس قاب کو وزن کر کے کہا قیمت اس
قاب کی بہتر اشرفی ہی چنانچہ اُسنے بہتر اشرفیان الہ دین کو گن دین اور کہا اگر تم کو کچھ شبہہ ہو تو تم
دوسرے زرگر کے پاس لیجاؤ اور اُسے دکھلاؤ اگر وہ اس قیمت سے زیادہ دے تو مین اقرار کرتا ہون
کہ دو چند گنہگاری مین دونگا مگر اس امر کی اطلاع اس یہودی کو نہ کیجیو الہ دین سنار کی شکر گزاری

کرکے گھر آیا اور پھر اُن باقی قابون کو اور کسی کے پاس بیچنے نہ لے گیا اُسی سُنار کے پاس بیچین اور ایک مدت تک اُسی کی قیمت سے اپنی گزران کی اگر وہ یا اُسکی مان چاہتی تو بدولت اُس چراغ کے دولت بہت جلد اُنھین ملجاتی مگر اُنھون نے اپنی اوقات کئی برس تک قابون کے بیچنے پر رکھی اور مان بدستور چرخا کاتا کی اس عرصہ مین الہ دین اکثر چوک کے بزازے صرافے مین جاکر سیر کیا کرتا خصوصًا جوہریون کی دُکان پر بیٹھ کر ہرایک قسم کے جواہرات کو دیکھتا اور اُنکی قیمت کو وقت خرید وفروخت سُنا کرتا اور اُن جواہرون کو بہ نسبت اپنے جواہرات کے جنھین بے علمی سے شیشے کے ٹکڑے جانتا تھا بہت کم چمک دمک مین پاتا رفتہ رفتہ اُسکو شعور اس بات کا آیا کہ وہ جواہر نایاب ہین جنھین مین اپنے ساتھ لا کے شیشے کے ٹکڑے سمجھتا ہون ایکدن الہ دین اس شہر مین سیر کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ آواز منادی کی سُنی کہ آج کوئی دکان اپنی نہ کھولے اور نہ اپنے گھر سے باہر نکلے شہزادی بدر البدور بیٹی بادشاہ کی واسطے غسل کرنے کے حمام جائیگی اور بعد حمام پھر اپنے محل کو آئیگی الہ دین نہایت مشتاق ہوا کہ شہزادی کو کسی طرح دیکھے اُسنے ایک مکان متصل حمام کے تلاش کرلیا تاکہ اُسکے دروازے کی درارون سے بیٹھ کر شہزادی کو دیکھے اور آگے سے جاکے اُس مکان مین بیٹھ رہا تھوڑی

تصویر شہزادی بدر البدور کی مع خواصون اور خواجہ سراؤن کے اور الہ دین خفیہ دیکھ رہا ہی

دیر کے بعد شہزادی بھی پہونچی اور حمام کے نزدیک اپنی خواصوں اور خواجہ سراؤں کے درمیان آکر برقع کو اپنے چہرے سے اُٹھا لیا اُسوقت الہ دین نے اچھی طرح اُسے دیکھا اور دیکھتے ہی تیر عشق کا اُسکی جان کے پار ہوگیا اور غش کھا کے گر پڑا پھر جب حواس مین آیا اور جانا کہ شہزادی حمام مین گئی اپنے دل مین کہنے لگا کہ اب ٹھہرنا اس جگہ محض لغو ہی یہ سوچکر وہان سے پوشیدہ گھر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے گھر پہونچا تو قلق عشق کا اپنی مان سے چھپا نہ سکا اُسکی مان اُسے اس حال مین دیکھ نہایت متشوش اور متحیر ہوئی اور اُس سے پوچھا کہ کیا تجھے کوئی صدمہ پہونچا یا کچھ بیمار ہوگیا الہ دین دیر تک خاموش شہزادی کے تصور مین بیٹھا رہا مان اُسکی کھانا پکانے مین مشغول ہوئی اسلیے پھر اُس سے نہ پوچھا جب اُسنے کھانا دسترخوان پر رکھا اور آپ کھانے کیواسطے بیٹھی الہ دین کو باصرار کھانے کے لیے دسترخوان پر بٹھلایا وہ مان کے کہنے سے ذرا سا کھانا کھا کے پھر خاموش بیٹھ رہا مان نے درمیان کھانے کے ہرچند اُسکا حال پوچھا وہ جواب مین اُسکے کچھ نہ بولا اور تمام رات تڑپتا رہا دوسرے دن صبح کو روبرو اپنی مان کے کہ وہ چرخا کات رہی تھی بیٹھکر اسطرح بولا کہ اے مادر مہربان مجھے کوئی بیماری نہین کل جو شہزادی بدر البدور بیٹی ہمارے بادشاہ کی واسطے غسل کرنیکے حمام مین گئی تھی مجھے قبل اُسکے جانیکے تمنا اُسکے دیکھنے کی پیدا ہوئی آخر مین نے آگے سے ایک جگہ متصل حمام کے تلاش کر رکھی تھی پہلے اُسکے جانیکے مین وہان اسطرح جا بیٹھا کہ کوئی مجھے نہ دیکھے جب وہ حمام کو آئی اور دہین سے برقع اُتارا مین اُسکی شکل نازنین دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا یہ سبب میری خاموشی اور اضطراب کا ہی اسکی تدبیر سواے اسامر کے نہین کہ درخواست شادی اُس پیاری شہزادی کی اپنے ساتھ بادشاہ سے کرون اُسکی مان نے ہنسکر کہا بیٹا چپ رہ ایسی بات مُنھ سے نہ نکال معلوم ہوا کہ عقل تیری زائل ہوگئی الہ دین نے کہا مین اپنے ہوش مین ہون مین آگے سے جانتا تھا کہ تم مجھے اسپر ضرور دیوانہ سمجھوگی مگر مین مقرر اس امر مین درخواست کرونگا اُسکی مان نے کہا بیٹا کیا اپنی اوقات بھول گیا تو ایک غریب محتاج درزی کا لڑکا ہی جو ادنی رعایاے بادشاہی سے تھا اب تو چاہتا ہی کہ شہزادی کی درخواست کرے کیا دستور سلاطین سے واقف نہین کہ وہ اپنی اولاد کی شادی سواے اپنے ہمسرون کے نہین کرتے الہ دین نے کہا امان جان سچ ہے مگر مین بدون درخواست کیئے نہ رہونگا اور تمھین میری طرف سے جا کر درخواست کرو اگر اس کام مین تم غفلت کروگی تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا اب تمھارے ہاتھ میری زندگی ہی مین اُس شہزادی کے فراق مین مرچکا ہون تم اُسکی بادشاہ سے درخواست کرکے مجھے دوبارہ زندگی بخشو الہ دین کی مان بہت پریشان

ہوئی اور کہا بیٹا ہمکو وہ کام نہ کرنا چاہیے جو موجب ہماری ذلت اور رسوائی کا ہو ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کہاں تو غریب ادنےٰ کہاں وہ شہزادی مجھ غریب مین اتنی جرأت کہاں کہ بادشاہ کے حضور مین جا کر ایسے بڑے
امر مین گفتگو کرون سوا اسکے جو کوئی بادشاہون کے حضور مین جائے قبل اظہار مطلب کے چاہیے کہ موافق رتبہ
بادشاہ کے نذر گذرانے مین کیا نذر اور تحفہ گذرانون الہ دین نے کہا اماجان مین اس شہزادی کی محبت مین
ایسا گرفتار نہین ہوا ہون کہ اسکو دل سے نکالون اسواسطے مین نے مکرر تمھاری خدمت مین عرض کیا برائے
خدا تم ان سب باتون کو اپنے خیال مین نہ لاؤ جسطرح ممکن ہو جا کر بادشاہ کے حضور مین درخواست کرو میرا دل
گواہی دیتا ہے کہ مین اس امر مین کامیاب ہونگا اور یہ جو تم نے کہا کہ نذر و نیاز گذراننا ضرور ہے اے جناب تمنے
ان جواہرات کو جو مین اپنے ساتھ اس خزانے سے لایا تھا اور تم ابتک شیشے کے ٹکڑے جانتی ہو کیا نہین
دیکھا آیا وہ نذر قابل گذراننے بادشاہ کے نہین ہے وہ چیزین بجز سلاطین عظام کے اور کسی کے قابل نہین مجھے
انکا حال جوہریون کی دکان پر جا کر معلوم ہوا تم ان سب کو اٹھا لاؤ مین ہر ایک کو صاف دھو کر ہر ایک قسم کو جدا
کرکے کسی ظرف مین لگا کر رکھون اسوقت تمکو انکی صفائی اور چمک معلوم ہوگی الہ دین کی ماں وہ سب جواہرات
اور ایک قاب چینی کی کہ بہت خوبصورت تھی اٹھا لائی اور انکو آراستہ کرکے رکھا پھر تو وہ مانند زر روشن
کے چمکنے لگے الہ دین نے ماں سے کہا میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی اور چیز نہین کہ قابل نذر گذراننے
بادشاہ کے ہو الہ دین کی ماں نے کہا بیٹا یہ تمھارا ہدیہ ایسا نہین کہ جس سے تمھارا مطلب حاصل ہو اور اگر بالفرض
مین نے جرأت کرکے اظہار تمھارے مطلب کا بادشاہ کے حضور مین کیا وہ میری باتون پر تمسخر کریگا اور
مجھے سودائی عورت سمجھ کے دربار سے نکلوا دیگا یا غضب مین آکے مجھے اور تجھے ہلاک کر ڈالیگا غرض
الہ دین کی ماں نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا آخر باصرار و مبالغہ اپنی ماں کو اس امر پر آمادہ کیا اسکی
ماں نے کہا بیٹا مین نے مانا کہ مین اسکے حضور مین حاضر ہوئی اور جرأت کرکے درخواست کی اور اسنے سنکر
مجھ سے پوچھا تم کہاں رہتی ہو اور کتنی دولت تمھارے پاس ہے اور تمھارا حسب و نسب کیا ہے تو اسوقت مین اسکے کیا
جواب دونگی الہ دین نے کہا پہلے دیکھو بادشاہ تم سے ملاقات کے وقت کیونکر پیش آتا ہے اور کیا جواب زبان پر لاتا ہے
اور اگر اسنے سوال ایسے امور کا کیا مین جواب بخوبی دونگا مجھے اپنے چراغ پر بڑا اعتماد ہے اور جانتا ہون کہ
جو مین چاہونگا وہ مجھے اسکے سبب سے میسر ہوگا جیسا کہ کئی برس سے تم دیکھتی ہو الہ دین کی ماں کو گونہ تسکین
ہوئی اور اسنے الہ دین سے اقرار جانے کا بادشاہ کے حضور مین کیا الہ دین نے کہا سب سے

پہلے

مقدم یہ بات ہو کہ اس راز کو کسی سے نہ کہنا اور بادشاہ سے بھی درخواست تنہائی مین کرنا پھر دونون مان بیٹے سو رہے مگر الہ دین کو تمام رات نیند نہ آئی تڑپ کر رات کاٹی دوسرے دن الہ دین کی مان سے وہ قاب جواہرات کی ایک اچھے سفید رومال مین لپیٹی اور دربار بادشاہ کی راہ لی اسوقت وزیر اعظم اور سب بادشاہ کے حضور مین حاضر تھے اتنے مین وہ بھی پہونچی اور خلق کے ساتھ اندر دیوانخانے کے جو بہت وسیع تھا گئی اور دیکھا کہ حاضرین دربار اپنا حال بے واسطے دوسرے کے حضور شاہ مین عرض کر رہے ہین بادشاہ بنفس نفیس ہر ایک مقدمے کو سماعت فرماتا اور فیصل کرتا ہو یہانتک کہ جب سب مقدمے فیصل ہو چکے بادشاہ وہان سے مکان خاص مین آیا اور سوائے وزیر اعظم کے سب کو رخصت کر کے مقدمے راز کے مخفی سننے لگا اور اُس سے بھی فراغت کر کے محل مین گیا الہ دین کی مان بے نیل مرام اپنے گھر پھر آئی الہ دین نے جانا کہ میری مان کو نوبت عرض معروض کی نہین آئی گھبرا کے پوچھا امان جان خیر ہو اُس نیکبخت نے سارا حال دربار کا مفصل الہ دین سے بیان کر کے کہا مین نے بادشاہ کو اچھی طرح دیکھا اور اُسکے سامنے دیر تک کھڑی رہی کسی نے مجھے نہ روکا نہ منع کیا اور بادشاہ بھی مجھے دیر تک دیکھتا رہا مگر اُسنے فرصت نہ پائی کہ مجھسے کچھ پوچھتا اور مین نے بھی موقع عرض حال کا نہ پایا لیکن اتنا معلوم ہوا کہ بادشاہ ہر ایک کا حال سُنکے جواب اُسکا بہت شگفتگی سے دیتا ہو اور غریب پروری مین اُسکے شک نہین ادنی اعلی سب سے ہمکلام ہوتا ہو اور سب کے سوال کا جواب باصواب دیتا ہو آج اُسکو فرصت نہ تھی کل پھر جاؤنگی الہ دین نے مانکی بہت شکرگزاری کی اور اُسے یقین ہوا کہ مانند اور دنون کے یہ بھی بادشاہ سے بخوف درخواست منت کی کریگی دوسرے دن صبحکو اُسکی مان پھر بادشاہ کے دربار مین گئی مگر اُسکا جانا محض بیفائدہ تھا اسلیے کہ دروازہ دربار کا بند پایا اور وہان لوگون کی زبانی سنا کہ دو روز تک تعطیل ہو وہ بی بی اپنے گھر پھر آئی اور الہ دین سے سب حال بیان کیا الہ دین نہایت پریشان خاطر ہوا دو روز کے بعد پھر اُسکی مان بدستور دربار بادشاہ مین جا کر اُسکے روبرو کھڑی ہوئی مگر اُس روز بھی بسبب ہجوم دادخواہون کے نہ تو بادشاہ نے اُس سے کچھ پوچھا اور نہ اُسنے فرصت عرض کرنے کی پائی اسی طرح کئی بار متواتر الہ دین کی مان بادشاہ کے حضور مین جاتی اور فرصت عرض معروض کی نہ پاتی یہانتک کہ ایک دن بادشاہ نے وزیر اعظم سے کہا کتنے روز سے مین ایک عورت کو دیکھتا ہون کہ روز عدالت گاہ مین آکے چپکی میرے سامنے کھڑی رہتی ہو اور کچھ چیز کپڑے مین لپیٹے ہوئے روز دربار کیوقت اُسے دیکھتا ہون بعد برخاست کے چلی جاتی ہو تو دریافت کر کہ اُس کا مطلب کیا ہو

وزیر نے عرض کیا کہ حضور عورتین اکثر بیہودہ و بے معنی نالش کرتی ہین وہ عورت بھی اسی قسم کی نالش کرنے حضور مین آئی ہوگی شاید کسی نے کوئی چیز بُری یا وزن سے کم اُسکے ہاتھ بیچی ہوگی اس جواب سے بادشاہ نے دوسرے دن دربار مین بیٹھکر وزیر اعظم سے کہا اگر اب وہ عورت آئے اُسکو میرے پاس لائیو تا مین اُس سے پوچھون کہ اُسکا مطلب کیا ہی اُسنے عرض کی بہت خوب اور ہاتھ سر پر اپنے رکھا یعنے اگر حکم بادشاہ کا نہ بجا لاؤن تو سر میرا کاٹا جائے الہ دین کی مان مانند اور دنون کے لباس درباری ہین اور اُس ہدیے کو ہاتھ مین لیے دربار مین بادشاہ کے حاضر ہوئی اور موافق معمول کے روبرو بادشاہ کے کھڑی ہوئی تو وزیر

تصویر والدۂ الہ دین کی کشتی جواہرات کی لے کر دربار شاہی مین آنے کی

نے اُسے بادشاہ کے نزدیک بلایا بادشاہ نے خود اُسے دیکھکر وزیر سے کہا کہ وہ عورت پھر آئی ہی اُسکو میرے پاس لے آتا مین اُسکا حال پوچھون وزیر نے عرض بیگی سے کہا کہ اُس عورت کو بلا کر بادشاہ کے حضور مین لیجا وہ الہ دین کی مان کو تخت شاہی کے پاس لیگیا اور آپ اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہوا الہ دین کی مان نے اپنے سر کو زمین سے لگا کے زیر انداز قالین پر جو بپا انداز تخت کے بچھا ہوا تھا بوسہ دیا اور زمین سے لگی ہوئی پڑی رہی

یہان تک کہ بادشاہ نے اُسے حکم اُٹھنے کا دیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے پوچھا کہ مین تجکو ایک مدت سے دیکھتا ہون تو روز عدالت گھر مین حاضر ہوتی ہی مطلب بیان نکر کس لیے تو آیا کرتی ہی وہ ضعیفہ پھر زمین بوس ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ روے زمین کے اگر جان بخشی میری ہو تو مین اپنے مطلب کو گزارش کرون مگر وہ مطلب سب کے روبرو عرض نہین کر سکتی بادشاہ نے سبھون کو اشارے سے رخصت کیا فقط وزیر اعظم حاضر رہا تب الہ دین کی مان نے پہلے جسطرح کہ الہ دین نے شہزادی بدر البدر کو دیکھا تھا ظاہر کیا اسکے بعد کہا کہ وہ اُسوقت سے اُسکا عاشق زار ہی اب اُسکی آرزو ہی کہ میری شادی شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہو اسلیے مجھے آپکے حضور مین بھیجا ہی بادشاہ اس درخواست کو سنکر ذرا ناخوش نہوا بلکہ اُس ضعیفہ سے پوچھا کہ اُس کپڑے مین کیا ہی اُسنے وہ قاب جواہرات کی رومال سے کھول بادشاہ کے حضور مین گذرانی بادشاہ وہ جواہر دیکھ کے نہایت متحیر ہوا اور خوش ہو کے لے لیے اور ایک ایک اُٹھا کر دیکھتا اور کہتا سبحان اللہ ایسے جواہر نفیس گرانبہا بھی دنیا مین خدا نے پیدا کیے ہین پھر وہ وزیر کو بُلا کر دکھائے کہ کبھی ایسے جواہرات تو نے دیکھے ہین وزیر نے کہا غلام نے کبھی سنے بھی نہین پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا آیا جس شخص نے ایسے جواہرات گذرانے ہین وہ قابل اسکے ہی کہ اُسکی شادی اپنی بیٹی بدر البدور کے ساتھ کر دون وزیر کو اس بات نے بہت پریشان کیا اسواسطے کہ اُسے یقین تھا کہ بادشاہ بدر البدور کی شادی سواے میرے بیٹے کے اور کسی کے ساتھ نہ کریگا اب بادشاہ ایسے جواہرات کو پا کر برخلاف اسکے فرماتا ہی ایک حیلہ سوچکر کان مین بادشاہ کے کہا خداوندا یہ تحفہ بہ نسبت شہزادی کے بہت ناچیز اور حقیر ہی امیدوار ہون کہ تین مہینے کی مجھے مہلت ملے کہ میرا لڑکا اس سے افضل و اعلی تحفہ آپکے حضور مین گذرانیگا بادشاہ نے وزیر کی خاطر سے وہ مہلت قبول کر کے الہ دین کی مان سے کہا اب تم اپنے گھر جا کے الہ دین سے کہو کہ ہمنے اُسکی درخواست قبول کی مگر سردست سباب جہیز کا جو ہم اپنی لڑکی کو دیا چاہتے ہین تیار نہین کم سے کم تین مہینے مین تیار ہوگا تین مہینے کے بعد تم پھر یہان آنا الہ دین کی مان بہت خوش ہو کے اپنے گھر آئی الہ دین نے دور سے اپنی مان کو دیکھ کر بفراست دریافت کیا کہ مان میری فائز المرام پھری جب نزدیک پہونچی الہ دین نے پکار کے کہا امان جان کیا خبر ہی اُسکی مان نے سب حال بیان کیا اور کہا آخر مین وزیر اعظم نے بادشاہ کے کان مین کچھ بات کہی مین اُسوقت بہت ڈری کہ مبادا بادشاہ کو تیری طرف سے کچھ اُسنے بہکایا نہ ہو مگر جب بادشاہ نے شگفتہ پیشانی سے مجھ سے کہا کہ اب تم جا کے اپنے بیٹے سے کہو

کہ درخواست اسکی مین نے قبول کی تین مہینے کے بعد تم پھر میرے پاس آنا تب میری خاطر جمع ہوئی
الہ دین یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور اپنی مان کا شکر بجالایا گو میعاد تین مہینے کی اسکو بہت دور دراز معلوم
ہوئی کہ گویا تین برس درازسو قت ہے وہ دن رات ساعتین گننے لگا بعد گذرنے دو مہینے کے ایکدن
شام کو الہ دین کی مان تیل مول لینے بازار گئی وہان دیکھا کہ چارون طرف دھوم دھام شادی کی ہو رہی ہے
دکاندار دکانین بند کرکے روشنی کرنے مین بنی اپنی دکان کے آگے مصروف ہین اور اسباب و سامان برات کا
ایک طرف سے دوسری طرف جاتا ہے اور گلی کوچے مین افسر لوگ پوشاکین زرین پہنے ہوے اچھے گھوڑون پر
جنکے ساز ویراق طلائی اور نقرئی ہین سوار اور بہت خدمتگار اور پیادے انکے ہمراہ بڑے طمطراق سے آتے
جاتے ہین الہ دین کی مان نے تیلی سے پوچھا کہ آج یہ کیسی دھوم ہے اسنے کہا دختر نیک بخت آج
رات کو شادی کتخدائی وزیر اعظم کے بیٹے کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ جو بیٹی ہمارے بادشاہ
کی ہے ہوگی اب ایک گھڑی کے بعد شہزادی حمام مین واسطے غسل کرنیکے آئیگی اسلیے سب افسر اسکے جلو
کے لیے تیار ہوکے محل بادشاہی کیطرف جاتے ہین الہ دین کی مان یہ خبر سنتے ہی اپنے گھر دوڑی گئی اور جاکر
الہ دین سے کہا افسوس بیٹا میری محنت اور وہ جواہرات سب ضائع ہوے بادشاہ نے بڑا فریب کیا
الہ دین نے نہایت متردد ہوکے مان سے پوچھا کہ بادشاہ نے کسطرح عہد شکنی کی اسنے جوکچھ کہ بازار مین
دیکھا اور سنا تھا مفصل بیان کیا اور کہا آج کی رات نکاح وزیر کے بیٹے کا بدر البدور کے ساتھ قرار پایا
چنانچہ اسوقت وہ شہزادی واسطے غسل کے حمام مین آیا چاہتی ہے الہ دین کو اس خبر کے سننے سے ایسا صدمہ
ہوا کہ غش کھاکے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد جب افاقے مین آیا اپنے دل مین کہا کہ بڑی شرم اور غیرت کی بات ہے
کہ بدر البدور کو میرے سوا اور کوئی بیاہ لے جائے اب مین تغافل کرنا خوب نہین کچھ ایسی تدبیر کیجیے کہ وزیر کا بیٹا
بیاہ نہ لیجانے پائے سوچتے سوچتے اپنے چراغ کو یاد کیا اور کہا کہ اسکے سبب سے وزیرزادہ بدر البدور شہزادی کو
لیجا نہین سکتا اس امر کو اپنے دل مین تصور کرکے مان سے کہا کچھ اندیشہ نکرو وزیر کا بیٹا ہرگز بدر البدور سے
متمتع نہو سکےگا تم کھانے کی تیاری کرو مین اپنے مکان مین ایک لمحہ کیواسطے جاتا ہون اسکی مان سمجھ گئی
کہ یہ چراغ نکالیگا اور اسی سے ایسی تدبیر کریگا کہ جس سے وزیر کے بیٹے کی شادی شہزادی بدر البدور سے
نہو پھر وہ کھانا پکانے مین مشغول ہوئی اور ادھر الہ دین نے اپنے حجرے مین جاتے ہی اس چراغ کو نکالکر
موافق معمول کے رگڑا رگڑتے ہی جن حاضر ہوا اور الہ دین سے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مین حاضر ہون جو حکم کرو مین وہ

وہ کل اس چراغ کے دونون اُسکو بجا لائین الہ دین نے کہا مین نے اس شہر کے بادشاہ کی اُسکی بیٹی بدرالبدر نام سے اپنی شادی کے لیے درخواست کی تھی اور اُسنے اقرار اُسکے دینے کا کیا تھا کہ بعد تین مہینے کے مین اُسکی شادی تیرے ساتھ کردونگا اب وہ بادشاہ برخلاف اپنے قول کے قبل گذرنے اُس مدت کے اپنی لڑکی کی شادی وزیر اعظم کے لڑکے سے کیے دیتا ہی چنانچہ آج رات کو اُن دونون کا نکاح معین ہوا ہی ابھی مینے اس بات کی خبر سُنی ہی اب جسوقت دولھا دولھن آجکی رات زفاف کیلیے ایک جا باہم سوئین تو اُن دونون کو بچھونے سمیت معلق میرے پاس اُٹھا لا جن نے کہا یہ ادنیٰ بات ہی یہ کہکر غائب ہوگیا الہ دین حجرے سے نکل اپنی مان کے ساتھ بیٹھ موافق معمول کے ہنسی خوشی کھانا کھانے لگا اور بعد کھانا کھانے کے دیر تک اپنی مان سے بات چیت اپنی شادی کی بدرالبدر کے ساتھ کرتا رہا اور وہان سے رخصت ہو کے آرام کرنے حجرے مین گیا مگر جن کے انتظار مین جاگتا رہا جب سب رسمین شادی کی محل مین بادشاہ کے ہوچکین اور رسومات کے کرنے مین رات بہت گذری سردار خواجہ سرا اُسکا وزیرزادے کو حجرۂ عروسی مین لیگیا اور وہ پہلے پلنگ پر جا کے لیٹا اُسکے بعد ملکہ نے اپنی خواصون سمیت عروس کو اُسی حجرے مین لا کے سب امور جو بہ نسبت دختر دوشیزہ

تصویر جن کی پلنگ وزیرزادہ کو مع شہزادی خفتہ کے اٹھا لانے کی

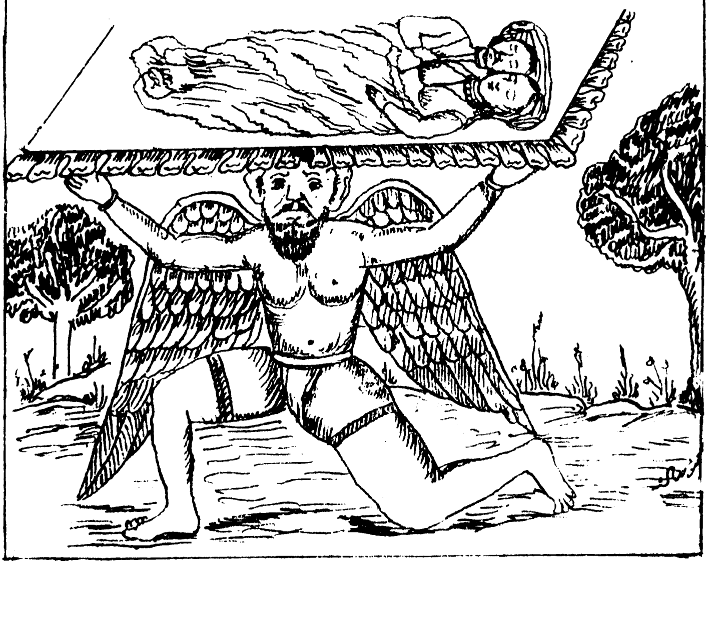

کے ایسے وقت عمل مین لاتے ہین اپنے ہاتھ سے کیے اور اس دلھن کی پوشاک اُتار اور کپڑے خواب کے
پہنا بغل مین وزیرزادے کے سُلا اور شب بخیر کہکے خواصون سمیت اپنے محل مین آئی خواصون نے
جو شہزادی کی خدمت کے لیے متعین تھین باہر سے دروازہ حجرۂ عروسی کا بند کر لیا بمجرد بند ہونے
دروازے کے وہی جن اُس حجرے مین موجود ہوا قبل اسکے کہ دولھا کچھ بات دولھن سے کرے یا مُنھ اُسکا دیکھے
اُن دونون کو بچھونے سمیت معلق اُٹھا الہ دین کے کمرے مین لا رکھدیا الہ دین نے کہ منتظر اسی امر کا بیٹھا تھا
جن سے کہا اس وزیرزادے کو لیجا کر پاخانہ مین قید کر فجر کو پھر اُسے یہان لانا جن نے وزیرزادے کو ایک پاخانے
مین کہ نہایت متعفن اور غلیظ تھا قید کیا جسکی بدبو سے دماغ وزیرزادے کا پھٹا جاتا تھا اور نہایت تکلیف
مین تھا اور ادھر الہ دین جب شہزادی کے ساتھ اکیلا ہوا صرف اسیقدر اُس سے کہا ای میری نازنین پیاری
شہزادی تم ذرا خوف نہ کرو تمھین کسی طرح تکلیف نہوگی مین نے بضرورت اس امر کو کیا تا تمکو اس وزیرزادے
سے کہ بد نصیب ہی بچاؤن بادشاہ نے پہلے مجھ سے اقرار کیا تھا کہ تیری شادی میرے ساتھ کرے اب خلاف اپنے
قول کے تجھے وزیرزادے کیساتھ بیاہ دیا شہزادی کہ مطلق آگاہ نتھی اُسکے جیکی ہو رہی بلکہ سہم گئی اور اس حادثے سے
نہایت گھبرائی الہ دین نے بھی اُس سے کچھ اور نہ کہا اور شہزادی کے ساتھ پیٹھ پھیر کے سو رہا اور ایک تلوار اپنے اور
اُسکے بیچ مین رکھدی کہ اگر مین اس سے ارادہ کسی امر بد کا کرون تو اسی تلوار سے مارا جاؤن الہ دین بہت آرام سے
اُس شب کو سو رہا گیا مگر وہ رات شہزادی کو نہایت رنج و تردد سے کٹی اور سب سے بدتر رات وزیرزادے کی
گذری کہ رات بھر سڑے پاخانے مین بند رہا علی الصباح خود وہ جن حاضر ہوا اور الہ دین سے کہا خداوندا
مین حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن الہ دین نے کہا اُس وزیرزادے کو لے آ اور اسکو پلنگ سمیت لٹا کے شہزادی
سمیت اُسی حجرۂ عروسی مین پہونچا جن بموجب حکم کے وزیرزادے کو پاخانے سے نکال در شہزادی کے پہلو
مین اُسے لٹا پلنگ سمیت جہان سے کہ لایا تھا چھوڑ آیا سب مصیبتون سے زیادہ مصیبت دولھا دولھن
کو اُس جن مہیب شکل کا دیکھنا تھا کہ اگر کلیجہ خوف سے پھٹ کر وہ دولھا دولھن مر جاتے تو دور نہ تھا جب وہ جن
پلنگ عروسی کو اُس حجرے مین چھوڑ گیا اُسی وقت بادشاہ کو اشتیاق دیکھنے شہزادی کا ہوا اور دریافت کر
نے شب عروسی اُسکی کیونکر گذری چنانچہ کمرے مین آئے وزیرزادہ نوشہ کہ پاخانے کی گرمی اور بدبو سے نیمجان
ہو رہا تھا بادشاہ کی آواز سنتے ہی پلنگ سے کود باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین جا کر پوشاک پہن لی
پھر بادشاہ اندر گیا اور بوسہ دیکر شہزادی سے پوچھا رات تمھاری کیونکر گذری پھر جب سلطان نے آگے

بڑھکے شہزادی کی صورت بغور دیکھی پیشانی پر بوسہ دیا اور اندوہگین اور سست پاکے حیران ہوا اور کچھ
نہ سمجھا کہ وہ ملول کیون ہے چاہا کہ یہ حال اُس سے دریافت کرے پدر البدور بسبب ضعف کے بات نکر سکی
بادشاہ یہ سمجھے کہ شاید بسبب شرم کے حال اپنے ملال کا مجھ سے نہین کہتی یا کوئی امر خلاف طبع اُسکے شب کو
واقع ہوا جسکے سبب سے خاموش ہے غرض بادشاہ وہان سے پھرکر ملکہ کے پاس گیا اور اُس سے حال شہزادی کا
بیان کیا ملکہ نے کہا تم گھبراؤ نہین نئی دلھنون کا تین دن تک ایسا ہی حال رہتا ہے مین شہزادی کا
حال دریافت کر کے تم سے کہونگی آخر ملکہ شہزادی کے حجرے مین گئی اور اُسکو اپنے گلے سے لگایا مگر اُسے خاموش
اور غمگین پاکے نہایت متحیر ہوئی آخر ملکہ نے اُس سے کہا بیٹی شب کی واردات مفصل بیان کر تاکہ مین اسکا تدارک
کرون جب ملکہ نے اُس سے بہت کہا سنا تب شہزادی نے ایک آہ سرد بھرکے کل حال مفصل حرف بحرف
جو کچھ گذرا تھا بیان کیا ملکہ یہ سُنکر نہایت متحیر ہوئی اور بدر البدور کی باتون پر اُسکو یقین نہ آیا کہا خوب
ہوا کہ تم نے اس حال کو اپنے باپ سے ظاہر نکیا خبردار اور کسی سے بھی اس حال کو نہ کہنا ورنہ لوگ تم کو دیوانہ
جانینگے شہزادی نے کہا مین اپنے ہوش مین ہون کسی طرح میرے حواس مین فتور نہین اگر تمھین یقین نہو تو
اس حال کو میرے شوہر سے جاکر پوچھو ملکہ نے کہا بھلا مین اُس سے بھی پوچھونگی اگر اُسنے یہی بات ظاہر کی
تو مین راست جانونگی جبتک تم اُٹھو اور اپنے دل سے اُس وہم کو نکالو اور در حقیقت یہ امر نہایت عجیب و
غریب ہے بیٹی اپنے دل کو خوش کرو اور یہ خواب متوحش جو تمنے دیکھا ہے اپنے دل سے بھلا دو پھر ملکہ شہزادی کا
منھ دھلوا کر بادشاہ کے پاس گئی اور اُس سے ظاہر کیا کہ رات کو شہزادی نے کچھ خواب بُرا دیکھا جس سے
وہ ڈر گئی اور وزیرزادے کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو بھی اُسی خیال مین مبتلا ہے جس مین تیری بی بی گرفتار ہے
وزیرزادے نے مناسب جانا کہ رات کی بات کسی سے ظاہر کرے ملکہ سے کہا مین نے کچھ خواب نہین
دیکھا اور اپنے تئین ایسا ہنسی خوشی ظاہر کیا کہ ملکہ نے جانا کہ صرف اس خواب و خیال مین شہزادی ہی مبتلا ہے وزیرزادے کو
کچھ خبر نہین اور جو امر محل مین گذرتا الہ دین کو سوکل چراغ کی زبانی معلوم ہو جاتا چنانچہ یہ بھی دریافت ہوا کہ
آجکی رات پھر دولھا دلھن باہم ایک جگہ سوئینگے شام کو اُسنے اُس چراغ کو لیکر ملا اور وہ جن حاضر ہوا الہ دین
نے اُس سے حکم کیا کہ آج کی رات وزیرزادہ اور شہزادی بدر البدور پھر ایک جگہ باہم ملکے سوئینگے تو آج پھر
اُن دونون کو پلنگ سمیت میرے حجرے مین اُٹھا لا جن یہ سُنکر اُس دولھا دلھن کو بمجرد پلنگ پر لیٹنے
کے الہ دین کے مکان مین پلنگ سمیت اُٹھا لے گیا اور وزیرزادہ اُس کے حکم سے پھر اُسی پاخانے

مین قید ہوا اور شہزادی نے بدستور الہ دین کو اپنے ساتھ سوتا پایا اور تلوار درمیان مین اپنے اور اُسکے رکھی ہوئی دیکھی اور فجر کو وہ جن پھر اُس وزیرزادے کو پائخانے سے نکال لایا ہم پہلو شہزادی کے لٹا پلنگ کو جہان سے لایا تھا وہان جا رکھ آیا بادشاہ کہ پہلی رات کا حال سُنکر بڑی تشویش مین تھا فجر ہوتے ہی شہزادی کے کمرے مین گیا وزیرزادہ بادشاہ کے آنیکی خبر سُنتے ہی پلنگ سے اُتر جلد باہر نکل آیا اور دوسرے مکان مین جا پوشاک پہننے کو گیا سلطان اندر کمرے کے آکے چاہتا تھا کہ روز بخیر کہے مگر شہزادی بدرالبدور کو شل پہلے دن کے مغموم اور از خود رفتہ پایا صبر نہ کر سکا اور پوچھا اے فرزند تیرا کیا حال ہی مین تجھے اچھا نہین پاتا شہزادی نے کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے جانا کہ بہ نسبت کل کے آج رات کو کوئی حادثہ سخت سے اور واقع ہوا غصے ہوا اور تلوار کھینچکر کہا جو تجھ پر گذرا ہی مجھ سے ظاہر کر ورنہ مین تجھے مار ڈالونگا شہزادی ڈر گئی اور رو کر بادشاہ سے اُس نے دونون راتونکا حال مفصل بیان کیا اور کہا اگر اسمین کچھ آپکو شک و شبہہ ہو تو میرے شوہر سے پوچھ لیجئے بادشاہ نے شہزادی سے کہا جو تو نے کہا مجھے اُسپر یقین ہوا مگر مین نے شادی تیری اس رنج دینے کے لیے نہین کی تھی اب تو خاطر جمع رکھ آیندہ رات کو ایسی واردات نہوگی یہ کہکے بادشاہ اپنے کمرے مین آیا اور وزیر کو بلا بھیجا اور اُس سے کہا کہ تم نے اپنے بیٹے کو دیکھا اور اُس سے کچھ حال سُنا وزیر نے کہا نہین بادشاہ نے وزیر سے وہ سب حال کہ شہزادی بدرالبدور سے سُنا تھا بیان کیا اور فرمایا کہ جو میری بیٹی نے کہا ہی مین اُسکو سچ سمجھتا ہون مجھے منظور ہی کہ تیرے بیٹے سے بھی اسکی تصدیق کرون کہ وہ کیا کہتا ہی تو جا کر اس سے سب حال دریافت کر وزیر نے بیٹے سے وہ حال پوچھا اور کہا خبردار ذرا نہ چھپا یو جو واردات گذری ہو اُسکو ہو بہو بیان کر وزیرزادے نے کہا جو کچھ شہزادی نے بادشاہ سے کہا اُسمین کچھ شک نہین سب سچ ہی اور دونون راتونکی واردات از سر نو مفصل بیان کر کے کہا اگر یہی حال دو چار دن مجھ پر گذریگا تو مین مر جاؤنگا اور میرے حال پر یہ حال شہزادی کا کیا چاہیئے میرے حق مین یہی بہتر ہی کہ بادشاہ کے حضور مین عرض کر کے اُسکو اس بات پر راضی کرو کہ میرے نکاح سے شہزادی کو جدا کیجے کمال احسان ہوگا ورنہ مجھ سے زیادہ شہزادی تنگ مین پڑیگی وزیر یہ حال مصیبت کا سُنکے سمجھا کہ دو روز مین تو میرا بیٹا بالکل تحلیل ہو گیا اگر دو چار سو زادو شہزادی کے پاس سوئیگا تو اُسکی جان پر حرف آئیگا اس سے مناسب ہی کہ اسکے اور شہزادی کے درمیان مین تفریق ہو جائے آیندہ سمجھ لیا جائیگا وزیر بادشاہ کے حضور مین گیا اور کہا مجھے غلام زادے کے اظہار سے معلوم ہوا کہ جو کچھ حضور نے زبانی شہزادی کے سُنا سب سچ ہی غلام کے نزدیک مناسب یہ ہی کہ دولھا

دولھن کے درمیان مین تفریق کردیجائے تاکہ دونون کی جان محفوظ رہے اور حکم دیا جاے کہ سب رسمین شادی کی تمام قلمرو سے موقوف ہون بادشاہ اس بات پر راضی ہوا اور واسطے موقوف ہونے امور شادی کے حکم کیا فی الفور سب امور خوشی کے موقوف ہو گئے یہ خبر وحشت انگیز سنتے ہی سب لوگ متردد ہوئے ایک دوسرے سے چرچا کرنے لگا کہ کیا سبب شادی موقوف ہونیکا ہی پھر سب نے سنا کہ وزیر کا بیٹا محل بادشاہی سے نکالدیا گیا مگر سواے الہ دین کے اسکا سبب کسی کو معلوم نہوا اور جب الہ دین کو تحقق ہوا کہ وزیرزادہ محل سے نکالدیا گیا پھر اُسنے چراغ کو نہ رگڑا اور نہ اُس جن کو بلایا اور اس عرصہ مین بادشاہ اور وزیر اعظم امر درخواست الہ دین کا واسطے شہزادی بدر البدور کے بھول گئے تھے جب تین مہینے گذر گئے الہ دین نے اپنی مان کو بادشاہ کے حضور مین بھیجا وہ دربار مین جا کر روبرو بادشاہ کے کھڑی ہوئی بادشاہ نے اُسے دیکھ کر پہچانا اور اُسنے درخواست سابقہ یاد دلائی اتنے مین وزیر حاضر ہوا بادشاہ نے اُسے کہا اُس عورت نے جسنے آگے وہ جواہرات گران قیمت مجھے گذرانے تھے پھر آئی ہی تو پوچھ کہ وہ کیا کہتی ہی وزیر نے الہ دین کی مان کو بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا اُسنے زمین پر جھک کے پلے تخت شاہی کو چوما بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تو کیا مانگتی ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نے آگے آپکی حضور مین اپنے بیٹے کی طرف سے جسکا نام الہ دین ہی درخواست خواستگاری شہزادی بدر البدور کی کی تھی اور آپ قبول فرما کے تین مہینے کی میعاد زبان پر لائے تھے اب وہ مدت گذر گئی اسلیے مین یاد دہی کو حاضر ہوئی بادشاہ نہایت متفکر ہوا کہ اب اس عورت کو کیونکر جواب صاف دون اسواسطے کہ آگے مین اقرار کر چکا ہون اب جو انکار کر دون تو خلاف مروت کے ہی اور اگر راضی ہون تو کیونکر اپنی بیٹی ایک شخص گمنام کو جسے دیکھا بھی نہین حوالے کر دون وزیر اعظم سے اس امر مین صلاح کی وزیر نے عرض کیا کہ آپنے جو سوچا بہت بجا ہی اور الہ دین کو اس امر سے باز رکھنا کچھ مشکل نہین حضور الہ دین کو اُسکی مان کی زبانی کہلا بھیجین میری لڑکی کا مہر بڑا ہی اگر تجھ سے سرانجام اُسکا ہو سکے تو مین اُسکی شادی تیرے ساتھ کر دونگا ورنہ تو پھر کبھی نام اُسکا نہ لیجیو جو امر بڑا ہو اور اُسکا انجام الہ دین سے نہ ہو سکے اُسی کو آپ اُس سے طلب فرمائین بادشاہ نے الہ دین کی مان سے کہا اے نیک بخت مین تیار ہون کہ اپنی بیٹی کی شادی تیرے بیٹے کے ساتھ کر دون مگر بشرطیکہ چالیس خوانچے سونے کے سب وہ انھین قسم کے جواہر سے جو تمنے آگے میری حضور مین گذرانے تھے بھرے ہوئے اور چالیس حبشیون ہم سن کے سر پہ رکھے اور آگے ہر ایک حبشی کے ایک ایک غلام سفید رنگ حسین ہم عمر لباس زرین اور جواہرات

پہنے ہوے میری حضور مین بھیجے اب تو اپنے بیٹے سے جاکر یہ شرط بیان کر مین تیرے جواب کا منتظر ہون
الہ دین کی مان نے اپنے گھر کی راہ لی اور تمام راہ الہ دین کی حماقت پر ہنستی تھی کہ اب اسکو اسقدر فرمائشات
شاہی کیونکر میسر ہونگی افسوس اُسنے ناحق میری اوقات ضایع کی یہ خیال کرتی ہوئی اپنے گھر پہونچی اور
الہ دین سے کہا کیون بیٹا مین تجھے آگے نہین سمجھاتی تھی کہ خیال اپنی شادی کا شہزادی بدر البدور کے
ساتھ نکر اگرچہ بادشاہ نے میرے حال پر بہت عنایت فرمائی جس سے مجھے یقین تھا کہ تیرا مقصد بر آئی
مگر وزیر نے خدا جانے آہستہ بادشاہ کو کیا سمجھایا کہ اُسنے ایسی شرط مجھ سے کہی جسکو تو قیامت تک بھی بہم
نہ پہونچا سکیگا الہ دین کی مان نے مفصل اس شرط کو الہ دین سے ظاہر کیا الہ دین نے کہا امان یہ شرط تو کچھ دشوار
نہین اب تم دیکھو کہ کیونکر مین جلد اس شرط کو بہم پہونچاتا ہون بہ تم کچھ کھانا پکاؤ اور میرے واسطے لاؤ تو اُسکی مان
کھانا مول لینے بازار مین گئی پیچھے اُسکے الہ دین نے اُس چراغ کو رگڑا فوراً وہ جن حاضر ہوا الہ دین نے اُس سے
فرمایشات شاہی کے لانیکو حکم دیا وہ جن تھوڑی ہی دیر مین وہ سب فرمائشات شاہی لیکر الہ دین کی خدمت مین
حاضر ہوا پھر اُس جن نے الہ دین سے کہا اگر کچھ اور حکم ہو تو بجا لاؤن الہ دین نے کہا اب کچھ نہین جن یہ سنکر
غائب ہو گیا الہ دین کی مان بازار سے پھر آئی اور وہ سب فرمائشات شاہی اپنے گھر مین دیکھ حیران ہوئی الہ دین
نے کہا امان تم یہ سب مطلوبہ شاہی بادشاہ کے حضور مین پہونچاؤ الہ دین کی مان نے وہ سب سامان لیکر
دربار شاہی کا راستہ لیا الہ دین دروازہ بند کرکے اپنے کمرہ مین بیٹھ رہا جب وہ تحفہ بادشاہ کے محل کی طرف
روانہ ہوا بازاری اور شہری ہزارون اس سامان کے دیکھنے کو چارون طرف سے جمع ہو گئے پھر جب تحفہ
تو پیش ایوان خانے بادشاہی کے پہونچا اہلکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے حکم کیا کہ اُن سب کو
میرے حضور مین لاؤ الہ دین کی مان اُس سامان کو لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئی اور بعد
زمین بوسی عرض کیا کہ الہ دین نے آپکی حضور مین بعد آداب کے گذارش کی ہے کہ ہر چند یہ تحفہ محقر قابل پسند
شہزادی بدر البدور کے نہین مگر امیدوار ہون کہ آپ از راہ عنایت اسے قبول فرمائین کہ موجب میری
سرفرازی کا ہے بادشاہ سب سامان مطلوبہ خاطر خواہ ملاحظہ فرماکے نہایت حیران ہوا اور وزیر سے کہا
کہ جو شخص قدرت بھیجنے ایسے تحفے گران بہا کی رکھتا ہو وہ تیرے نزدیک لایق اسکے ہے کہ کتخدائی شہزادی
کی اُسکے ساتھ کردی جائے یا نہین وزیر نے از راہ حسد کے چاہا کہ بادشاہ کو سمجھا کے دل اُسکا الہ دین کی طرف
سے پھیرے اور اس امر مین بہت کوشش کی مگر بادشاہ نے وزیر کے کہنے پر خیال نہ فرمایا اور اُس

تحفے کو بہت پسند کیا اور الہ دین کی مان سے کہا تم جاکر اپنے بیٹے کو یہان لے آؤ مین اسکے دیکھنے کا مشتاق
ہون اور جس امر کا مین نے وعدہ کیا ہی اسکو وفا کرونگا الہ دین کی مان یہ خوشخبری سنکر گھر کو دوڑی
گئی اور ادھر بادشاہ دربار برخاست کرکے محل مین گیا اور وہ سب سامان شہزادی کو دکھلایا بدر البدور
وہ سب سامان لاجواب دیکھ کر بہت حیران ہوئی اور جب الہ دین کی مان اپنے گھر پہونچی الہ دین سے کہا کہ
بیٹا مبارک تیرے تحفے کو بادشاہ اور سب اہل دربار نے دیکھ کر بہت پسند کیا اور سب نے بالاتفاق کہا کہ تو سزاوار
ہوا اس امر کا کہ شہزادی بدر البدور کو تجھے دین چنانچہ بادشاہ نے تجھے بلایا ہی تا ہاتھ شہزادی کا تیرے ہاتھ
مین دے اب تو چلنے مین دیر نہ کر الہ دین اس مژدہ کو سنکر نہایت خوش ہوا اور اندر حجرے کے گیا اور اس
چراغ کو نکالکر رگڑا فوراً وہ جن حاضر ہوا الہ دین نے کہا اے جن مین حمام کیا چاہتا ہون تو ایک جوڑا پوشاک
قابل پہنے بادشاہون کے میرے قد وقامت کے موافق جلد حاضر کر جن اسکا ہاتھ پکڑ ایک حمام مین سنگ مرمر
کے کہ بہت خوبصورت اور اقسام رنگ سے آراستہ تھا لیگیا الہ دین کپڑے اتار اندر حمام کے گیا اور خوب
مل دل کے نہایا اور طرح طرح کی خوشبوئین اپنے بدن مین ملین اور بعد حمام جامہ خانے مین آیا وہان اسنے اپنے
جسم کو بہ نسبت آگے کے سفید اور ملایم پایا اور چہرہ اسکا دمکنے لگا اور سارے اعضا مین اسکے چستی و چالاکی
آگئی اور اس جگہ ایک جوڑا بہت بھاری کشتی مین رکھا ہوا دیکھا پھر الہ دین نے باعانت اس جن کے اسے پہنا
اور ہر ایک کپڑے کو دیکھ نہایت متعجب ہوتا تھا جب پوشاک پہن چکا جن نے اسے اسکے گھر مین پہونچاکے پوچھا
اب کچھ اور درکار ہو تو فرماؤ مین حاضر کرون الہ دین نے کہا ایک گھوڑا بہت خوبصورت اور قیمتی کہ مثل
اسکے کوئی گھوڑا بادشاہ کے اصطبل مین نہ نکلے اور ساز و سامان اسکا ایک کرور روپیہ کا ہو جلد لا اور
سوا اسکے بارہ غلام با لباس زرین مانند اگلے غلامون کے خاص میری خدمت کے لیے کہ دہنے بائین
اور پیچھے میرے رہین اور بیس غلام جو آگے میرے چلین اور چھ خواصین لباس فاخرہ پہنے ہوے میری مان کی
خدمت کو اور دو کنیز اور دو جوڑے نفیس شہزادی بدر البدور اور ملکہ کے لیے اور دس توڑے اشرفیون کے
نقد جلد لا کے حاضر کر جن غائب ہوا اور بعد ایک ساعت کے یہ سب چیزین مطلوبہ الہ دین لے آیا الہ دین نے
جن کو رخصت کیا جن غائب ہو گیا اور الہ دین نے قبل سوار ہونیکے ایک غلام کو بھیجکر اپنی روانگی کی خبر
بادشاہ کو کہلا بھیجی جب وہ غلام بادشاہ کے حضور مین گیا اور وہان سے پیغام لایا کہ بادشاہ تمہارے آنیکے منتظر
ہین جلد چلیے الہ دین جلد گھوڑے پر سوار ہوا اور غلام اسکے داہنے بائین آگے پیچھے ہوے الہ دین اگرچہ اپنی عمر بھر کبھی

گھوڑے پر سوار نہین ہوا تھا مگر تاہم شہسوارونکی طرح سوار ہوکے گھوڑے کو دوڑاتا بازار مین پہونچا ہزارون لوگ اُسکے دیکھنے کو چارون طرف جمع ہو گئے اور وہ چھہ غلام مٹھی بھر بھر کے اشرفیان دونون طرف الہ دین کے پھینکنے لگے

تصویر الہ دین کی گھوڑے مرصع کار پر لباس شاہانہ پہنکر سوار ہونے اور ہمراہیون سمیت دربار شاہی کی طرف روانہ ہونے کی اور غلامونکا اشرفیان لٹانا

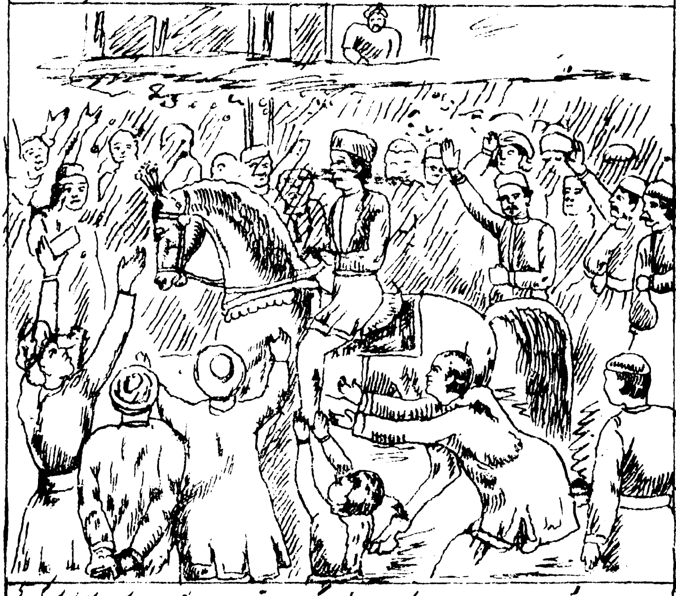

جو محتاج تھے اُنھون نے اس سخاوت کو الہ دین کی دیکھ بہت تعجب کیا اور آپسمین کہنے لگے کہ آجتک کوئی شخص اس جود وسخا کا یہان سے نہین گذرا اور شہر کے لوگ جنھون نے الہ دین کو آگے شکستہ حال اور آوارہ دیکھا تھا وہ اس کروفر مین ہرگز نہ پہچان سکے اور حیران تھے کہ یہ نیا شخص کون ہی تحفہ بھی جسنے بادشاہ حضور مین ایسے ہی تجمل و تکلف سے بھیجا اور آپ بھی ایسی پوشاک پہنے ہی کہ کبھی ہمنے بادشاہونکو پہنے نہین دیکھا اور گھوڑا بھی ویسا ہی قیمتی اور ساز وسامان سب اُسکا جواہرات قیمتی سے جڑا ہوا غرض اہل شہر یہ خبر سنکے کہ بادشاہ نے شہزادی بدرالبدور کی شادی ساتھ اس جوان کے مقرر کی ہی نہایت خوش ہوے اور بالاتفاق کہنے لگے کہ یہ جوان البتہ سزاوار اس کتخدائی کا ہی پھر جب وہ اس شان وشوکت سے محل مین

بادشاہ کے پہونچا اور اُدھر سے وزیر اعظم اور بڑے بڑے سردار ملکون کے بادشاہ کیطرف سے اُسکی پیشوائی کو آئے
الہ دین نے وہان پہونچکر دروازے پر چاہا کہ گھوڑے سے اُترے سبھون نے اُسکو منع کیا اور آگے بھی تم سے
سوار رہے گئے جب قریب تخت بادشاہ کے پہونچا وہان لوگ اُسے گھوڑے سے اُتار بادشاہ کے روبرو درمیان
دو صفون کے امرا اور مصاحب بادشاہی دو طرفہ صف باندھے کھڑے تھے تخت بادشاہی کے قریب لیگئے
بادشاہ الہ دین کی پوشاک اور زیور اور شکل و شباہت دیکھکر بہت خوش ہوا الہ دین نے چاہا کہ اپنے تئین
بادشاہ کے قدمون پر ڈالے مگر بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ تخت پر جبر بٹھا لیا اور بائین اپنے اور وزیر کے بٹھلایا
الہ دین نے بادشاہ کے حضور مین عرض کرنا شروع کیا کہ آپنے مجھے کمال سرفراز فرمایا خانہ زاد کی پیدائش
اسی شہر کی ہے اور کثرت عشق شہزادی بدرالبدور سے بے وصل میری زندگی محال تھی بادشاہ نے الہ دین
کو پھر اپنے گلے سے لگا کے جواب دیا اے فرزند کیا تونے مجھے بے انصاف سمجھا کہ میری بات پر اعتماد نہین کرتے
تمھاری جان مجکو بہت پیاری ہے اور جیسا مین تمھین سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ کہکے بادشاہ نے اشارہ کیا بمجرد
اُسکے اشارے کے چارون طرف سے نقارے ڈھول نفیری اور دمامے شادیانے کے بجنے لگے پھر بادشاہ الہ دین کو
محل مین لیگیا جہان اسباب دعوت کا سب مہیا تھا بادشاہ اور الہ دین نے باہم خاصہ تناول فرمایا پھر وزیر اعظم
اور سردارون نے بھی موافق اپنے اپنے رتبے کے بیٹھکر کھانا کھایا بادشاہ ساعت بساعت الہ دین کو دیکھتا اور خوش ہوتا
اور ہر قسم کی باتین اُس سے کرتا غرض بادشاہ نے گفتگو مین الہ دین کو بہت ہوشیار اور لائق پایا جب کھانے
سے فراغت ہوئی بادشاہ نے شہر کے قاضی کو بلوایا اور نکاح نامہ شہزادی بدرالبدور اور الہ دین کا لکھنے
کو فرمایا پھر روبرو وزیر اور افسرون کے الہ دین سے گفتگو کی الہ دین نے جواب ہر ایک بات کا بادشاہ کو
اس لطف و خوبی سے دیا کہ ہر ایک نے اُسے پسند کیا اور اُسکی عقل و دانش اور طلاقت و فصاحت پر
نہایت تحسین و آفرین کی جب قبالہ نکاح کا مرتب ہوا اور قاضی نکاح پڑھا کے سوار ہو گیا بادشاہ نے
الہ دین سے کہا اگر چاہو آج کے دن ہی محل مین رہو تا سب رسوم شادی کے عمل مین آئین الہ دین نے عرض
کیا کہ اس امر کو میری خوشی پر رکھیے مین ایک محل واسطے شہزادی کے بنوایا چاہتا ہون کہ موافق اُسکے رتبے
کے ہوا امیدوار ہون کہ کوئی جگہ متصل محل بادشاہی کے تجویز فرمایئے تا کہ مین روز آپکی حضور مین حاضر ہوا
کرون بادشاہ نے کہا میرے محل کے سامنے بڑا میدان وسیع ہے اُسمین جہان کہین تم چاہو اپنا محل بنواؤ
کمال میری خوشی ہے یہ کہکے بادشاہ نے الہ دین کو رخصت کیا الہ دین گھوڑے پر سوار ہوا اپنے گھر کو

اُسی شان و شوکت سے اشرفیاں لٹاتا اور خیرات کرتا ہوا گیا چار ونطرف سے شور و غل مبارکباد کا ہوا جب وہ اپنے گھر پہونچکے گھوڑے سے اُترا اور اندر گھر کے جا کے خاص اپنے حجرے مین آیا اُس چراغ کو ملا جن حاضر ہوا اور جو کلمات کہ کہا کرتا تھا وہ کہے الہ دین نے کہا ایک محل میرے واسطے فلانے میدان مین مقابل محل بادشاہی کے جسقدر جلد اور اچھا بنا سکے بنا تاکہ شہزادی بدر البدور اُسمین آکے رہے اور جس سنگ سے تو چاہے اُس سے اُسے بنا اور دیوار اُسکے ایک بارہ دری گنبددار کہ چار دیواری اُسکی خالص سونے روپے سے ہو اور ہر طرف چھ چھ دروازے تیار کرا در و دیوار اُن دروازون کی ہیرے اور لعل و زمرد وغیرہ جواہرات سے جڑی ہون سواے ایک دروازے کے کہ اُسکو سادہ رکھیو اُس مین جواہر نہ جڑیو غرض وہ محل و در بارہ دری اس خوبی اور لطافت کی بنائی جاوے کہ مثل اُسکے روے زمین پر کہین اور نہ نکلے اور مین چاہتا ہون کہ آگے اُس محل کے دیوانخانہ اور اُسکے آگے ایک بڑا باغ اور باورچیخانہ اور توشک خانہ جسمین بیشمار روپے اور اشرفیاں ہون سب مکانون میں اسباب اور سامان ہر ایک موسم کا شاہانہ تیار ہو اور ایک اصطبل جسمین اچھے اچھے قیمتی گھوڑے مع زین و سائیس وغیرہ و خادم اور داروغہ کے رہین باورچیخانہ مین بہت باورچی خاصہ پز کہ ہر ایک قسم کا کھانا پکا سکین اور بہت سی خواصین لباس و پوشاک نفیس پہنے ہوے واسطے خدمت شہزادی کے اور سواے اسکے وہ جسکو مین نے اسوقت بیان کرنے مین کچھ سہو کیا ہو سب جلدی تیار کرا اور بہم پہونچا کے مجھے خبر دے آفتاب قریب غروب کے تھا جسوقت الہ دین نے جن کو حکم تیاری محل وغیرہ کا دیا تھا رات کو اشتیاق مین شہزادی بدر البدور کے نہایت بےچین اور بیقرار رہا آخر شب اُسکی ذرا آنکھ لگ گئی صبح ہوتے ہی بیدار ہوا ساتھ ہی اُسکے جاگنے کے جن نے حاضر ہو کے کہا خداوند آپکا محل تیار ہے چلکے اُسے ملاحظہ فرمایئے پھر وہ جن الہ دین کو اُٹھا کر اُس نئے محل کے اندر ایک ساعت مین لیگیا الہ دین نے سب مکان وہان خاطرخواہ بادشاہانہ تیار پائے اور ہر ایک مکان کو اُسنے دیکھا اور ہر ایک جا مین لاکھون کروڑون روپیہ کا اسباب اور زر نقد بیشمار پایا اور سواے اسکے اُسمین ہر قسم کے داروغہ اور کارگزار مرد و عورت کی قسم سے اور لونڈی غلام لباس فاخرہ پہنے ہوے پائے کہ ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف تھا اور اسیطرح خزانے معمور مع خزانچی کے دیکھے جس مین بڑے بڑے صندوق بھرے ہوے کیسہ ہاے زر سرخ و سفید سے تھے اور ہر ایک چیز کو حسب دلخواہ اپنے مہیا و موجود دیکھ کر بہت خوش ہوا پھر وہ جن الہ دین کو اصطبل مین لیگیا وہان ہزارون گھوڑے چیدہ و منتخب روزگار کے اور داروغہ اور سائیس تھے پھر اُسکو توشک خانے مین

جہان ہر ایک چیز ضرورت کی موجود تھی لے گیا غرض جمیع مکانات تہ خانون سے بالاخانون تک الہ دین نے
ملاحظہ کیے علی الخصوص بارہ دری جسمین چوبیس۲۴ دروازے تھے اور اسباب و سامان اُسمین سب طلائی و
نقرئی منقش و مرصع زیادہ اپنی خواہش سے دیکھ کر جن سے کہا جو جو مکان و اسباب مجھے درکار تھے
اُس سے زیادہ مین نے تیار و موجود پائے مگر ایک امر رہگیا جسکا ذکر مین نے تجھ سے نہین کیا تھا وہ
یہ ہے کہ ایک بڑا قالین مخمل نفیس کا لاکر دروازے محل بادشاہی سے اس محل کے دروازے تک بچھادے
اور عرض اُسکا موافق طول اُسکے کے ہو تاکہ شہزادی بدرالبدور وقت رخصت کے بادشاہ سے اُسی قالین پر
ہو کے آئے جن نے کہا اُسے بھی لاتا ہون الہ دین نے تھوڑی دیر کے بعد اُس قالین کو مابین طول و عرض اُس میدان
کے جو مابین محل شاہی اور محل الہ دین کے تھا ٹھیک بچھا ہوا پایا پھر اُس جن نے الہ دین کو اُس نئے محل سے اُسکے
گھر لیجا کر پہونچا دیا اور اُس نئے محل کے دروازے جو مقابل دروازون محل بادشاہی کے تھے کھول دیے
دربانون بادشاہی نے فجر کو جب دروازے محل کے کھولے تو بجائے میدان کے ایک بڑا محل نو تیار دیکھا
اُنکو نہایت تعجب و حیرانی ہوئی اور زیادہ تر تحیر اُنکو یہ ہوا کہ اتنا بڑا قالین مخملی نفیس دراز ایک محل کے دروازے سے دوسرے

تصویر الہ دین کے محل کی جو تمام دُنیا کے محلات پر فوقیت رکھتا تھا

محل کے دروازے تک پہنچا ہوا ہے زبانی ان دربانون کے ایک لمحہ مین خبر اس محل عجیب کی تمام دربار شاہی
در اندر محل کے پھیل گئی جب وزیر اعظم در دولت پر آیا وہ بھی الہ دین کا محل دیکھ متحیر ہوا دوڑ کر یہ خبر بادشاہ
سے کہی اور یہ بھی کہا کہ خداوند یہ سب کارخانہ جادو اور طلسم کا معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے وزیر سے کہا
ایسا ہرگز نہین ہوگا یہ محل الہ دین کا ہے کہ کل کے دن اُسنے مجھ سے اجازت بنانے ایک محل کی شہزادی
کیواسطے مانگی تھی اور مین نے بنانے کو اسی میدان مین سب کے روبرو کہہ دیا تھا اُسنے بہت دولت اور زر بشیار
صرف کرکے جلد بنوایا ہے اور وہ ہر روز دولت کے زور سے ایک امر ایسا عمل مین لاتا ہے کہ موجب ہماری حیرت
کا ہوجاتا ہے مگر تو حسد کی راہ سے اُسکے کامون کو جادو بتاتا ہے الہ دین نے اپنے گھر پہونچکر جنکو رخصت کیا
اور مان کو کپڑے پہنتے دیکھکر پوچھا کہ اب بادشاہ نے دربار سے فراغت پائی ہوگی تم ان خواصونکو جنھین
مین لایا ہون محل مین بادشاہ کے لیجاؤ اور دونون جوڑے اور زیور عروس کا گذرانو بعد اسکے اُس سے درخواست
کرو کہ بادشاہ بھی ہمراہ شہزادی کے میرے نئے گھر مین قدم رنجہ فرمائے الہ دین کی مان نئی پوشاک پر زر مثل بادشاہزادیون
کے پہنی اور اُسکی خواصون نے بھی اچھے اچھے جوڑے پہنکر اوپر سے سادی قبا اوڑھ لی اور برقع منہ پر ڈال محل
بادشاہی کیطرف روانہ ہوئین اور الہ دین بھی پیادہ ہی چراغ لیکر اپنے محل کی طرف ساتھ اُسی شوکت اور [illegible]
کے جسطرح پہلے روز سوار ہوا تھا روانہ ہوا جب الہ دین کی مان محل بادشاہی کے دروازے پر پہونچی
چوبدارون نے خبر آنے کی بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے حکم تیاری اور سازون کے بجنے کا دیا
چنانچہ نقارے اور ساز خوشی اور مبارکبادی کے چارونطرف بجنے لگے آواز سے ان باجون کی سارے
شہر مین خوشی پھیل گئی سوداگرون نے اپنی دکانین آراستہ کرکے بندن ہار باندھے اور نفیس قالین بچھائے
اور شب کو بڑی روشنی دکانون کے آگے کی کاریگر اور سب لوگ شہر کے اپنا اپنا کام چھوڑ عروس کی
سواری دیکھنے میدان مین جو مابین محل بادشاہی اور محل الہ دین کے تھا جمع ہوے اور سب نیا محل
الہ دین کا دیکھ کر متعجب ہوے سردار خواجہ سراؤنکا استقبال کرکے الہ دین کی مان کو شہزادی کے کمرے مین لیگیا
شہزادی نے بھی اُسکی پیشوائی کی اور اُس سے گلے ملی پھر الہ دین کی مان نے کشتیان جوڑے اور زیورات وغیرہ کی
گذرانین اور خواصون نے وہ جوڑے اور زیور بدر البدور کو پہنائے جب وہ شہزادی پوشاک عروسی پہن
چکی بادشاہ اُسکے کمرے مین آکے الہ دین کی مان کو بے برقع اور لباس فاخرہ اور زیور گرانبہا مین دیکھکر نہایت
متعجب ہوا اور اپنے دلمین کہا مین جانتا تھا کہ یہ بڑھیا ہوگی لیکن یہ تو ابھی جوان ہے اور حسین بدر البدور کے قریب اور

دانشمندی مین بھی اُسکی کچھ فرق نہین آخرالامر شام کو دولھن بادشاہ سے رخصت ہوئی اور ہر ایک کے گلے
لگ کر روئی اور الہ دین کے محل کی طرف چلی الہ دین کی مان بائین طرف اور ایک سو خواصین اچھے اچھے
جوڑے پہنے ہوے پیچھے اُسکے ہولین جب وہ شہزادی محل سے باہر آئی ایک طرف ایک سو سردار
دوسری طرف ایک سو خواجہ سرا حبشی بڑے طمطراق اور کروفر سے شہزادی کے آگے ہوے بعد اُنکے چار سو
غلام بادشاہی با قبا ہے زرین و کمر زردوزی و کلاہ طلائی سر پر رکھے اُنکے بعد شہزادی اور اُسکی خواصین اُن کے
بعد بادشاہی چار ترپ سپاہیون کے ہمراہ ہوے جنکے ہاتھ مین ایک ایک شمع روشن تھی اُس روشنی سے
دونون محلون مین دن معلوم ہوتا تھا اور ساتھ اس تیاری اور حشمت کے شہزادی اُس قالین مخملی پر پیادہ پا
جاتی تھی اور ڈومنیان الہ دین کے محل کی چھتون پر سامنے شہزادی کے ترانہ مبارکبادی گا رہی تھین جنکی
تانون اور سازون کی آواز دور دور جاتی تھی جب شہزادی اس تجمل سے اُس مکان عالیشان مین آئی
الہ دین نہایت خوش ہوکر اُسکی خیر و عافیت پوچھنے کو دوڑا الہ دین کی مان نے شہزادی کے تئین الہ دین کو
پہچنوا یا جب دو لھا دولھن نے اچھی طرح ایک دوسرے کو دیکھا شہزادی الہ دین کی خوبصورتی اور حسن دیکھکر بہت
خوش ہوئی اور الہ دین نے بڑی تعظیم سے منت اُسکی کرکے کہا زہے شرف اور بخت میرے کہ تم ایسی نازنین شہزادی
نے مجھ ایسے نالائق کم نصیب کو سرفراز فرمایا اور حقیقت مین سب حسن اور خوبی تم پر ختم ہی شہزادی نے
الہ دین سے کہا اے شہزادے مین فرمانبردار اپنے باپ کی تھی جو امر میرے واسطے اُسکی تجویز مین آیا مین نے قبول
کیا مگر اب جو مین نے تم کو بچشم خود دیکھا بدل راضی ہوئی الہ دین اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اُسکی تسلی ہوئی
پھر شہزادی کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور بارہ دری مین جہان بیشمار بتیان مومی اور کافوری روشن اور خواصین
حاضر تھین لے گیا وہان دسترخوان رنگ برنگ کھانون کا بچھا ہوا تھا اور اُسپر قابین سونے چاندی کی
نفیس کھانون سے بھری ہوئی جنمین دیکھین اور دوسرے برتن سب سنہرے بہت خوبصورت بنے ہوے
اپنے اپنے موقع سے رکھے ہوے تھے اور وہ بارہ دری بہ نسبت اور مکانون کے نہایت خوش اسلوب بنی
تھی اور گرد و پیش اسباب سے سجی ہوئی شہزادی نے اُسے دیکھ کے الہ دین سے کہا شہزادے ہم اپنے باپ کے
محل کو جانتے تھے کہ مثل اُسکے روئے زمین پر نہوگا مگر ان مکانات خصوصاً اس بارہ دری کے سامنے وہ محل
محض بے حقیقت ہی پھر الہ دین نے شہزادی کو صدر مین دسترخوان پر جو آگے سے خاص شہزادی کے لیے
آراستہ تھا بٹھلایا اور سامنے اُسکے دوسری طرف آپ بیٹھا اور ایک طرف اُسکی مان بیٹھی بیٹھتے ہی شہزادی کے ڈومنیان

سازون سے اپنی آوازین ملا کے گانے لگین جب کھانا کھا چکے شہزادی نے کہا مین نے تمام عمر مین نہ تو ایسے ساز اپنے باپ کے محل مین سُنے نہ ایسا گانا اور شہزادی یہ نہین جانتی تھی کہ یہ گانے والیان پریان ہین جنھین وہ کل اُس چراغ عجیب کا پسند کر کے لایا ہی غرض بعد فراغت کے سترخوان اُٹھ گیا اور ایک طائفہ ناچنے والے مردون اور عورتون کا وہان حاضر ہوا اور کئی طرح پر ناچے اور عجیب و غریب نقلین کین اسکے بعد ایک عورت اور ایک مرد ملکے خوب ناچے جبکے آدھی رات گذر گئی تب الہ دین اور شہزادی دونون باہم خوب ناچے اسلیے کہ چین مین رسم قدیم تھی کہ دولہا دولھن دونون محفل مین ناچتے تھے غرض الہ دین شہزادی کو کمرے مین خوابگاہ کے لیگیا وہان خواصون نے شہزادی کو شب خوابی کے کپڑے پہنائے اور اُسے چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور اُسی طرح دوسری خواصون نے الہ دین کے کپڑے اُتار شب خوابی کے کپڑے پہنائے اور پھر سب خواصین باہر نکل آئین الہ دین کی تمام رات شہزادی کے ساتھ بڑی عیش و عشرت سے بسر ہوئی دوسرے دن جب صبح کو الہ دین بیدار ہوا خواصون نے پوشاک اسکی لا کے حاضر کی الہ دین نے پوشاک پہن گھوڑے برق رفتار پر سوار ہو راہ محل بادشاہ کی لی ایک بڑا انبوہ غلامون کا اُسکے ساتھ ہوا بادشاہ مثل روز اول کے اس سے ملا اور تخت پر پاس اپنے بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا تا الہ دین کو کھلوائے الہ دین نے بادشاہ سے عرض کیا آج مجھے معاف کیجیے بلکہ آج حضرت میرے بندہ خانے مین قدم رنجہ فرمائین مین اس وقت آپ کے لینے کو حاضر ہوا ہون تا آپ محل مین شہزادی کے وزیر اور دوسرے سردارون سمیت خاصہ تناول کرین بادشاہ اُسکی دعوت کو قبول فرما کے پیادہ پا شہزادی کے محل کیطرف روانہ ہوا دہنے اُسکے الہ دین اور بائین وزیر اعظم اور پیچھے اُسکے بہت مصاحب اور مقرب اور آگے سب کے سردار اُسکے غرض جب الہ دین کے محل کے اندر داخل ہوا دیکھنے سے ہر ایک مکان کے اُسکا تعجب اور تحیر زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ بارہ دری مین پہونچا اُسکی خوبصورتی و مشبک کاری دیکھ کے حیران ہوا کہ بالکل الماس و زمرد وغیرہ جواہرات اندر اور باہر کیطرف برابر جڑے ہوے تھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے وزیر سے کہا ممکن نہین کہ ایسا کوئی مکان ہمارے محل خاص یا ہمارے قلمرو مین ہوا ور ابتک مین نے ایسا مکان لطیف نہین دیکھا تھا وزیر نے عرض کیا برسون تک اس محل کا کہین نام و نشان بھی نہ تھا فقط ایک رات کے عرصہ مین یہ مکان با این عظمت و شان بنگیا پھر بادشاہ نے چاہا کہ نزدیک سے اُسے دیکھے چنانچہ حضرت تئیس دروازے مشبک بجواہرات پائے لیکن چوبیسوان سادہ دیکھ کے تعجب کیا اور وزیر سے کہا کہ باوجود ایسی نفیس یادگاری اور دستکاری کے ایک دروازہ سادہ

کیونکر باقی رہگیا وزیر نے عرض کی کہ شاید الہ دین کو فرصت نہین ملی سامان اُسکا اسکے پاس ہوگا آیندہ اُسسے تیار کریگا الہ دین اُسوقت کہین گیا تھا جب حاضر ہوا بادشاہ نے پوچھا کہ تم تمھاری بارہ دری عجوبہ روزگار ہی مگر تم نے ایک دروازہ سادہ کیون رکھایا تو کاریگر بھول گیا یا اُسکی درستی کا سامان نہین ملا الہ دین نے کہا میرے حکم سے یہ دروازہ سادہ رکھاگیا اسلیے کہ حضور سے تیمنا وتبرکاً اُسکی درستی ہو جاوے تاکہ یہ عنایت آپکی ہمیشہ کو یادگار رہے بادشاہ نے کہا اگر تمھاری یہی خواہش ہی تو بخوبی اسکی تیاری ہو جائیگی جسقدر جواہر اور زر اسکی تیاری مین صرف ہونگے مین دونگا یہ کہکے اُسنے حکم کیا کہ جتنے جوہری اور ہوشیار زرگر اس شہر مین ہین سب حاضر ہون پھر جب بادشاہ اُس بارہ دری سے اُترکر نیچے کو آیا الہ دین اُس مکان مین لیگیا جہان بدرالبدر کو شب زفاف مین کھانا کھلایا تھا اُس مکان مین شہزادی بھی بعد ایک گھڑی کے آئی بادشاہ نے اُسسے اِس شادی سے بہت خوش پایا اور اِس مکان مین دو دسترخوان بہت نفیس بچھے ہوے تھے جب سب آچکے تو جواہر کا تھا بادشاہ پہلے ایک دسترخوان پر مع شہزادی اور الہ دین کے بیٹھا اور وزیر دوسرے دسترخوان پر جو بہت دراز تھا سب نوکرِ بادشاہی کے ساتھ بیٹھ گیا اور سبھون نے کھانا کھانا شروع کیا بادشاہ نے بعد فراغت طعام سب کھانون کی بہت تعریف کر کے فرمایا کہ مین نے کبھی ایسے کھانے لذیذ نہین کھائے پھر چار دن طرف بارہ دری کے ناچ شروع ہوا بادشاہ دیر تک نہایت خوش رہا جب سب امور سے اُسکو فراغت ہوئی او یاہر آیا وزیر نے عرض کیا جوہری اور زرگر شہر کے سب حاضر ہین بادشاہ نے اُنکو اپنے ساتھ بارہ دری مین لیجاکر وہ دروازے دکھلائے اور اس دروازے کو جو ناتیار تھا دکھا کر کہا مین چاہتا ہون کہ یہ دروازہ بھی مثل سب کے مشبک جواہرات سے بنے تم اچھی طرح اس چوبیسوین دروازے کو بھی مثل اور دروازون کے تیار کرو انھون نے بغور اُس کام کو دیکھ کر کہا آپ کے اقبال سے بنا سکتے ہین مگر ایسے جواہرات ہمارے پاس نہین بادشاہ نے کہا جواہر مین دونگا جب مین اپنے محل مین جاؤن تم میرے پاس آنا مین تمکو بہت جواہرات دکھاؤنگا اُنمین سے تم اچھے اچھے چن لینا غرض جب بادشاہ اپنے محل مین آیا اُن جوہریون کو بلوا کے سب جواہر اپنے گھر کے اور وہ جواہرات جو الہ دین نے آگے بادشاہ کے حضور مین گذرانے تھے دیدیے انھون نے ایک مہینے کے عرصہ مین ان سب کو اس دروازے مین صرف کیا مگر وہ دروازہ آدھے سے زیادہ اُن سے اسقدر جواہرات مین تیار نہو سکا جب الہ دین نے دیکھا کہ سب جواہرات بادشاہ اور وزیر کے صرف ہو گئے اُسپر بھی وہ دروازہ تیار نہوا تب ان کاریگرون سے کہا کہ تم جب

بادشاہ اور وزیر کے جو تمنے لگائے ہیں اُکھاڑ کر لیجاؤ اور بادشاہ اور وزیر کو دو وہ سب جواہرات اُکھاڑ کر
لیگئے اور الہ دین کو تنہا اُس بارہ دری میں چھوڑ دیا اُسنے اُس چراغ کو نکالکر رگڑا جن نے حاضر ہوکے وہی کلمات
اطاعت کے کہے الہ دین نے کہا اے جن مین نے تجھ سے آگے کہا تھا کہ چوبیسوین دروانے کو تو سادہ رکھیو تو نے
بموجب میرے حکم کے اُسے ناتمام رکھا تھا اب مین تجھے حکم کرتا ہون کہ تو اُسکو بھی مانند سب دروازون کے
مشبک اور مرصع کر دے وہ جن غائب ہوگیا اور الہ دین بھی اُس جگہ سے اور کہین چلا گیا پھر جو کئی منٹ
کے بعد وہان آیا تو دیکھا وہ دروازہ بھی مثل اورون کے کامل بنگیا پھر اُن سب کاریگرون نے بادشاہ کی
حضور مین حاضر ہوکے سب حال عرض کیا اور وہ جواہرات وزیر کے دیے ہوے اور بادشاہی اُسکے روبرو
رکھ دیے گئے بادشاہ اس خبر کو سنتے ہی سوار ہوا اور جلد الہ دین کے محل مین پہونچکر بے اطلاع الہ دین کے اُس بارہ دری
پر چڑھ گیا پھر جب الہ دین کو خبر ہوئی کہ بادشاہ یکایک آ پہونچا گھبرا کے چاہا کہ پیشوائی کو جائے مگر بادشاہ آپ دفعۃً
اُس جگہ جہان الہ دین تھا پہونچ گیا اور کہا اے فرزند مین فقط یہ دریافت کرنے آیا ہون کہ تمنے کسواسطے اُس
دروانے کو بننے نہ دیا اور میرے کاریگرون کو مع جواہرات واپس کر دیا اور ایسی اچھی بارہ دری کو ناقص رکھا
اسکا سبب کیا ہی الہ دین نے کہا فی الحقیقت حضور نے اُس بارہ دری کو آگے ناقص دیکھا تھا مگر اب اُسکو ملاحظہ فرمایئے
بادشاہ نے جاکر اُس دروانے کو جو پہلے سادہ تھا دیکھا کہ مانند دوسرے دروازون کے کامل ہی نہ پہچان سکا بادشاہ نے
نہایت خوشی سے الہ دین کو گلے لگایا اور اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور بہت متحیر ہوکے کہا اے فرزند تم عجیب شخص ہو
تم سے متواتر ایسے کام ہوے کہ طاقت بشری سے خارج ہین مثل تمھارے جہان مین کوئی دوسرا نہوگا الہ دین نے
بادشاہ کی تعریف کرنے سے سر نیچے کر کے کہا یہ سب آپکی عنایت سے ہے اور آپکا حسن ظن ہی جو ایسا فرماتے
ہین ورنہ مجھ ہیچکارہ نالائق مین کیا مقدور بنا لینے کا تھا پھر بادشاہ اپنے محل کو چلا گیا اور الہ دین کو وہین سے
رخصت کیا اور اپنے محل مین پہونچتے ہی وزیر اعظم سے وہ سب عجائبات بیان کیے اور وزیر کو بھی یقین
ہوا اگر دل مین کارخانہ سحر کا سمجھ کے بادشاہ سے عرض کیا کہ الہ دین کے یہ سب کارخانے سحر سے معلوم ہوتے
ہین چنانچہ آگے بھی غلام نے عرض کیا تھا بادشاہ نے کہا تو حسد کی راہ سے کہتا ہی اور ابتک تو شادی میری
لڑکی کی اپنے بیٹے کے ساتھ بھولا نہین وزیر سمجھا کہ بادشاہ دھوکے مین ہی کسی کی اس مقدمہ مین نہین سنتا
اسوجہ سے اُسنے پھر کبھی گفتگو نہ کی اور چپ ہو رہا اور الہ دین کے امور کو بادشاہ کے خیال پر چھوڑا اکثر
بادشاہ فجر کو اُس مکان مین جہان سے محل الہ دین کا صاف نظر آتا جاکر اُسے دیکھتا اور بہت

خوش ہوتا اور الہ دین نے مقرر کیا تھا کہ ہفتے مین ایکبار سوار ہو کے شہر مین جاتا اور ہر طرف کی سیر کرتا کبھی جامع مسجد مین واسطے نماز پڑھنے کے جاتا اور کبھی وزیر کی ملاقات کے لیے چنانچہ اُسنے اس آمد و رفت کے لیے دن معین کیے تھے اور کبھی اپنے محل مین دربار کیا کرتا اور گاہ گاہ امیرون اور سردارون کے گھر مین جایا کرتا اور وہ بھی اُسکے محل مین آکے دعوتین کھاتے اور الہ دین نے دو غلامون کو مقرر کیا تھا کہ جسوقت مین سوار ہو کے کہین جایا کرون تم بازارون اور رستون مین دونون طرف مٹھی بھر بھر کے اشرفیان پھینکا کرو اسلیے ایک خلق کثیر اُسکی سواری کے گرد ہوا کرتی بہت لوگ اُسکی سواری کے تجمل اور شوکت کو دیکھنے آتے اور بہت غریب و محتاج اُسکی خیرات سے شہر مین کامیاب ہوا کرتے اور ہر ہفتے کے بعد واسطے شکار کے بھی جایا کرتا کبھی قریب شہر کے شکار کھیل کے جلد چلا آتا اور کبھی دور شہر کے نکلجاتا اور اہل قریہ کو جنمین سے وہ آتا جاتا اپنے جود و نوال سے مالامال کرتا بسبب اس جود و سخاوت کے سب لوگ شہر اور اطراف کے اُسکے لیے دعاے خیر کیا کرتے اور ایسا عزیز اُسکو جانتے کہ اُسکے سر کی قسم کھاتے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کو اپنے سے خوش رکھتا اور بہادر بھی تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح اپنا جوہر شجاعت کا بھی بادشاہ کو کبھی دکھلائے جسوقت کوئی غنیم اُسکی سرحد مین کچھ فساد اُٹھائے اتفاقاً اُسنے سُنا کہ بادشاہ فوج واسطے تسخیر کسی ملک کے جمع کرتا ہے اُسوقت درخواست بادشاہ سے کی کہ اِس مہم کو میری راے پر رکھیے اور اسمین مجھے مختار کیجیے بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا الہ دین اپنے تئین سردار فوج کا قرار دے اور دفعتہً شہر سے کوچ کر اُس طرف کو روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین اپنی حسن تدبیر اور قلیل فوج سے دشمن کو شکست دیدی بادشاہ اس خبر کو سُنکر نہایت خوش ہوا اور اس فتح سے اُسکا نام دور دور ملکون مین مشہور ہو گیا اور الہ دین اس مہم سے فتحیاب ہو کر اپنے شہر مین آیا بہت برس تک اسی طرح نیکنامی اور سخاوت کے ساتھ اس شہر مین رہا وہ افریقی جادوگر جو بعد لوٹ جانے ملک چین سے افریقہ مین تھا رہ کے تصور کرتا تھا کہ الہ دین اُسی تہ خانے مین مر گیا ہوگا اُن دنون یہ بات دلمین سوچا کہ اگرچہ اس جوان کا جیتا رہنا محال ہے مگر علم رمل سے کہ اپنے تئین حاصل ہے اُسکا حال دریافت کیا چاہیے چنانچہ اُسنے رمل کی رو سے ستارہ الہ دین کا دیکھا اور اُسکے خانون مین ڈھونڈھا کہ الہ دین فلانی جا پر زیر زمین موجود ہے یا نہین بعد غور معلوم ہوا کہ الہ دین زندہ بڑی شوکت اور دولت کے ساتھ ہے اور شوہر شہزادی ملک چین کا ہوا یہ معلوم ہوتے ہی مُنھ اُسکا مارے حسد کے سرخ ہو گیا اور خون ٹپکنے لگا اور غصے مین آکر کہا افسوس وہ ذلیل درزی کا چھوکرا جسے مین جانتا تھا

کہ مر گیا ہوگا بدولت اس چراغ کے یون چین کرے اور مزے لوٹے اور میری تمام عمر کی مشقت کا ثمرہ اُسے حاصل ہو اب جائے ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اس سے چراغ کو لے لون یا اُسے جان سے مار ڈالون دوسرے دن صبح کو گھوڑے بربری پر سوار ہو کے راہ چین کی لی اور براہ راست چین مین داخل ہوا اور کسی سرائے مین اُتر کر ایک گھر اپنے رہنے کو بکرایہ لیا فقط ایک رات کی رات اُسمین ٹھہر کر دوسرے دن الہ دین کے حال کو دریافت کرنا شروع کیا آخر تلاش کرتے کرتے ایک مجمع مین پہونچا کہ سب آدمی جہان بیٹھے ہوے چاے پیتے تھے اُنھون نے اُسے بھی ایک پیالہ چاے کا بھر کے دیا اُسنے اُسے لیکر چارونطرف کی باتین کان دھر کر سننا شروع کین وہان سب بالاتفاق مذکور الہ دین کے محل کا آپسمین کرتے تھے افریقی نے ایک شخص سے پوچھا تم کس محل کا ذکر کر رہے ہو اُسنے جواب دیا کہ تم شاید تازہ وارد ہو تمنے محل شہزادہ الہ دین کا نہین دیکھا اور نہ اُسکا حال سنا جب سے شادی الہ دین کی شہزادی بدر البدور کے ساتھ ہوئی ہے سب کوئی اُسے شہزادہ کہتے ہین اور اسکا محل عجائب غرائب عالم کا ہے مانند اسکے عظمت اور شوکت مین کوئی محل تمام جہان مین نہین ہوگا تمنے بھی غالباً ایسا نہ کہین دیکھا نہ سنا ہوگا اگر تم اُسے دیکھو گے بہت حیرت مین آجاؤ گے افریقی نے کہا مین مسافر ہون کل کے دن یہان ملک افریقہ سے آیا ہون مین اس حال سے محض ناواقف ہون مین بھی ضرور جا کر اُس محل کو دیکھ اپنے دل کو خوش کرونگا آپ مہربانی سے اُسکا پتہ بتا دیجیے چنانچہ اُسنے اُسکو اُس محل کا نشان بتا دیا جب ساحر افریقی نے جا کر اس محل کو سب طرف سے بغور دیکھا یقین ہوا کہ یہ محل بتقویت اور بتاثیر اُس چراغ کے الہ دین نے بنایا ہے اور یہ جاہ و جلال و کر و فر الہ دین درزی کے لڑکے کو اسی کی بدولت حاصل ہوا یہ خیال کر کے سرائے مین جہان اُترا تھا گیا پھر اُس افریقی نے واسطے دریافت کرنے حال اُس چراغ کے کہ آیا الہ دین اُسے اپنے ساتھ رکھتا ہے یا اور کسی جگہ رمل کی کتاب کھول کر دیکھا معلوم ہوا کہ وہ چراغ محل مین ہے اُسکو بہت خوشی ہوئی کہ اب وہ چراغ مین لیکر الہ دین کو زیر و زبر کرونگا اور منجملہ شامت الہ دین کے یہ امر تھا کہ وہ واسطے شکار کے آٹھ روز کے لیے باہر شہر کے گیا تھا صرف تین دن اُسکے جانیکو گذرے تھے وہ افریقی بعد دریافت کرنے حال اُس چراغ کے بہت خوش ہوا اور واسطے ملاقات کرنے مالک سرائے کے گیا اور اُس سے سب حال عجائبات اُس محل کا بیان کر کے کہا مین چاہتا ہون کہ جیسے اُس مکان کے دیکھنے سے اپنے دل کو خوش کیا اُسکے مکین کو بھی دیکھون صاحب سرا نے کہا یہ تو کچھ دشوار نہین وہ شخص جبتک گھر مین رہتا ہے روز ادھر اُدھر سوار ہونے سے خالی نہین رہتا مگر اب وہ آٹھ روز کے لیے شکار کو گیا ہے

ابھی تین دن گذرے ہین یقین ہی کہ بعد پانچ روز کے پھر آویگا افریقی نے یہ سُنکر اپنے دلمین کہا یہی وقت کام کرنے کا ہی اسکو ہاتھ سے چھوڑنا نہ چاہیئے پھر اپنے حجرے سے اُٹھکر کسیرے کی دکان پر جو چراغ نئے بنایا کرتا تھا گیا اور کہا کہ بارہ عدد چراغ تانبے کے مجھے جلد بنا دے اُسنے کہا آج نہین کل البتہ بنا دونگا افریقی نے کہا کچھ مضائقہ نہین کل ہی مجھے دینا مگر خوب جلا اپنر کرنا جو قیمت اُنکی مانگیگا دونگا یہ کہکے وہ اپنے گھر آیا دوسرے دن اُس افریقی نے جاکر بارہ چراغ اُس کاندار سے لے قیمت اُنکی اُسکے حوالے کی اور اُن چراغون کو ایک ٹوکری مین رکھ الہ دین کے محل کی طرف چلا جب نزدیک پہونچا باواز بلند پکارا کہ نئے چراغ عوض پرانے چراغون کے بیچتا ہون لڑکے جو گلیون مین کھیلتے تھے یہ صدا سُنکر دوڑے آئے اور اُسے دیوانہ سمجھکر گرد اُسکے جمع ہوکے ہنسنے اور شور وغل مچانے لگے اور جو کوئی اُدھر سے آتا جاتا اُسکی آواز پر ہنستا اور کہتا کہ سخت دیوانہ ہی کہ نئے چراغ کو پرانے سے بدلتا ہی وہ افریقی نہ تو لڑکون کے شور وغل سے تنگ ہوتا اور نہ لوگون کے کہنے سے اُسکے دل مین رنج آتا ہر دم یہی پکارتا تھا کہ نئے چراغ کو پرانے سے بدلتا ہون اور وہ چارون طرف محل الہ دین کے یہی صدا کرتا پھرتا یہان تک کہ اُسکی صدا شہزادی بدر البدور نے سُنی شہزادی نے

تصویر افریقی کی گرد محل الہ دین کے چراغ بیچنے اور لڑکون کے شور وغل مچانے کی اور شہزادی کا کھڑکی سے دیکھنا

ایک کنیز کو کہا کہ تو جا کے دریافت کر کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی کنیز وہان سے پھر کے ہنستی ہوئی آئی شہزادی نے پوچھا کیون اتنا ہنستی ہی اُسنے کہا خداوندا ایک احمق آدمی ٹوکرا بھر نئے چراغ پُرانون سے بدلتا ہی اور گرد اُسکے بہت چھوکرے اُسکی بیوقوفی پر ہنستے اور اُسکو مسخرا بنا کے چھیڑتے ہین دوسری کنیز نے کہا ایک چراغ بہت پُرانا ہمارے محل مین فلانی جگہ کانس پر رکھا ہی اگر شہزادی اجازت دے تو ہم اُسکو نئے سے بدل لاوین یہ پُرانا چراغ وہی چراغ تھا جس کے سبب سے یہ سب عیش و عشرت الہ دین کو حاصل ہوا تھا اور اُسنے اُسکو کانس پر رکھ دیا تھا اور ہمیشہ جب قصد شکار کے جانے کا کرتا اُس چراغ کو احتیاطاً بلند جگہ پر رکھ دیا کرتا اس لیے کہ کسی خواجہ سرا یا خواص اور نہ خود اُس شہزادی بدر البدور نے اُس چراغ کیطرف خیال کیا تھا اور الہ دین نے اپنی دانست مین اُسکے رکھنے مین بڑی احتیاط کی تھی لیکن اسے لازم تھا کہ ایسی چیز بیمثل کو اپنی جان کے ساتھ رکھتا اور کبھی اُسکو اپنے پاس سے جُدا نہ کرتا لیکن آدمی کے خمیر مین بھول چوک ہی اُسے اس روز بداور ایسے حریف کی خبر نہ تھی بہرکیف شہزادی نہ اُس پرانے چراغ سے خبر رکھتی تھی اور نہ کبھی الہ دین نے واسطے حفاظت اُس چراغ کے اُسکو کہا تھا اُس کنیز کے کہنے سے شہزادی نے ہنسکر ایک خواجہ سے کہا وہ چراغ پُرانا جو کانس پر رکھا ہے لیجا کے نئے چراغ سے بدل لا خواجہ سرا نے جلد لیجا کے افریقی سے کہا کہ عوض اس پُرانے چراغ کے مجھے نیا چراغ بدل دے اُس ساحر نے بخواہش تمام اس پُرانے چراغ کو خواجہ سرا سے لیکر اپنی جیب مین رکھا اور ٹوکری کو بڑھا کر خواجہ سرا سے کہا بدلے اسکے جونسا چراغ تو چاہے اتنے چراغون سے چھانٹ کر لے خواجہ سرا ٹوکری مین سے ایک چراغ نیا اُٹھا شہزادی کے پاس لے آیا پھر چھوکرون نے بدستور شور و غل اور تمسخر اُس افریقی کے ساتھ شروع کیا اُسنے مطلق خیال نہ کیا جبکہ الہ دین کے محل سے دور نکل گیا اور پھر کچھ صدا اور آواز نہ کی اُسکے چپ رہنے سے لڑکے بھی متفرق ہو گئے جب اُسنے اس میدان کو طے کیا تنگ اور غیر معروف گلیون مین ہو کے راہ لی پھر اُسنے اُن باقی چراغون کو ٹوکری سمیت پھینکدیا اور تیز قدمی شروع کی غرض جب اُسنے شہر سے نکل ایک گانون مین پہنچ کے توقف کیا اور کچھ خیال و افسوس گھوڑے کے چھوڑنے کا اس سراے مین جہان شب باش ہوا تھا اپنے دلمین نہ لایا یہانتک کہ رات آدھی سے زیادہ گذری تب اُسنے چراغ اپنی جیب سے نکالکر رگڑا رگڑتے ہی وہ جن حاضر ہوا اور کہا مین حاضر ہون اور اُس شخص کا تابع ہون جسکے پاس یہ چراغ ہی افریقی ساحر نے کہا مین چاہتا ہون یہ محل جو تونے اور دوسرے ٹوکلون اس چراغ نے اس شہر مین بنایا بجنسہ سب اسباب آدمیون سمیت اور مجھے اُٹھا کے

ملک افریقہ مین کہ بہت دور ہے لیجا کر رکھدے اُس جن نے فوراً دوسرے موکلون کی مدد سے محل الہ دین
کو سب آدمیون اور اسباب سمیت مع اُس ساحر افریقی کے اُٹھا کر چین سے افریقہ مین بموجب تجویز اُس ساحر کے

تصویر موکلون کی محل الہ دین کو مع اُس ساحر افریقی کے اُٹھا لے جانے کی

رکھ دیا اب بادشاہ چین کا حال سُنیے دوسرے دن جو بادشاہ فجر کو خواب سے بیدار ہوا اور بموافق معمول کے
خلوتخانے مین واسطے دیکھنے محل الہ دین کے گیا اور آنکھ کھول اُسطرف نظر کی اُسنے سوائے کف دست میدان
کے کچھ نہ دیکھا سمجھا کہ شاید کچھ دھوکا ہوا ہی پھر اُسنے خوب سا دیکھا پھر بھی میدان ہی نظر آیا تب وہ دیر تک
متحیر کھڑا ہوکے اُسی میدان کو دیکھا کیا اور دل مین سوچا کہ بڑے اچنبھے کی بات ہی کہ ایسا بڑا چمکتا ہوا
محل دفعتہً غائب ہو گیا اگر زمین مین دھنس جاتا تا ہم کچھ اُسکے آثار پائے جاتے اور اگر گر پڑتا تو بھی اُسکے
پتھر لکڑی دکھائی دیتے جب بادشاہ کو خوب متحقق ہوا کہ وہ محل یہان نہین ہی تو آخر مایوس ہوکے مکان مین گیا اور
وزیر اعظم کو بُلایا وزیر حاضر ہوا بادشاہ نے کہا مجھے بتا کہ محل الہ دین کا کیا ہوا وزیر نے کہا مین تو حضور کے خوف سے
دوڑا آیا کچھ اُسطرف کو خیال نہین کیا آخر وزیر نے بموجب حکم بادشاہ کے وہان جا کر دیکھا اُسے بھی سوائے میدان کے

اور کچھ نظر نہ پڑا وہ بادشاہ کی حضور مین پھر آکے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام نے آگے ہی حضور مین گذارش کیا تھا کہ
یہ محل جادو کے زور سے بنایا گیا ہی مگر حضور نے اُسوقت غلام کی بات پر کچھ خیال نفرمایا بادشاہ نے نہایت غصے
ہوکے پوچھا وہ مکار و غدار کہان ہی مین بے سر کاٹے اُسکا نہ رہونگا وزیر نے عرض کیا وہ کئی دن سے شکار
کو گیا ہی مین اُسکی تلاش کرتا ہون بادشاہ نے کہا تیس سوارون کو حکم کر کہ الہ دین کو زنجیر مین باندھ کر میرے
حضور مین حاضر کرین وزیر نے تعمیل حکم کر کے سوارون کے افسر کو تاکید کی کہ خوب اُسکی تلاش کرو ایسا نہو
کسی طرف کو نکل جائے وہ لوگ الہ دین کی خبر شکار کھیلنے کی پا کے اُدھر روانہ ہوے اور اُسکو پانچ چھ کوس پر
شہر سے کہ شکار کھیل کر پھرا آتا تھا پایا افسر نے الہ دین سے صاحب سلامت کر کے کہا بادشاہ نے
تمھین جلد یاد کیا اور ہمین حکم دیا ہی کہ تمھارے ساتھ ہین الہ دین کو ثابت ہوا کہ یہ سوار بادشاہ کی اردلی
کے ہین اور مجھے قید کرنے کو آئے ہین بہرحال وہ اُسیطرح شکار کھیلتا ہوا قریب آدھے کوس کے شہر سے
پہونچا سوارون نے اُسکو چارون طرف سے گھیر لیا اور افسر نے آگے بڑھ کے کہا ہمین بادشاہ نے فرمایا ہی
کہ تمھین خونیونکے مانند زنجیر مین باندھکر بادشاہ کی حضور مین حاضر کرین ہمین ہمارا کچھ قصور نہین حکم بادشاہ
ہی الہ دین نے اس حکم عجیب کو سنکر بہت تعجب کیا کہ بادشاہ نے مجھے بیقصور قید کرنیکو فرمایا ہی پھر اُن سب
سوارون سے کہا کہ مین نے کوئی قصور نہ تو بادشاہ کا کیا ہی اور نہ خلق کا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ تو ہم کچھ نہین جانتے
ہمکو حکم بادشاہ کا ہی کہ تمکو باندھکر لیجائین پھر اُنھون نے ایک بڑی زنجیر اُسکے گلے مین ڈالکر اُسے ایسا
جکڑا کہ ہاتھ ہلانیکی اُسکو طاقت نہ رہی پھر افسر اُنکا آگے ہو لیا اور اُسکے بعد الہ دین کو پیادہ پا زنجیر مین بندھا ہوا
لیچلے جب شہر کے اندر پہونچے جس شخص نے الہ دین کو اس حال مین دیکھا اُسے یقین اُسکے مارے جانے کا ہوگیا
وہ سب کا پیارا تھا اور ہر ایک اُسکا ممنون احسان تھا شہر کے لوگ مسلح ہو اور اکثر اینٹ پتھر اُٹھا کے سوارونکے
پیچھے ہو لیے وہ سب ڈرے کہ مبادا یہ لوگ شہر کے الہ دین کو ہمسے چھین نہ لیجائین لیکن وہ باہر شہر کے الہ دین
چھپائے ہوے بڑی ہوشیاری سے بادشاہ کے محل مین لیگئے دربانون نے بمجرد داخل ہونے سوارون کے
دروازہ بادشاہی کو بند کر لیا جب الہ دین کو بادشاہ کی حضور مین حاضر کیا بادشاہ نے جلاد کو کہ پہلے سے حاضر
تھا فرمایا کہ اُسکو ابھی گردن مار جلاد نے الہ دین کے گلے اور کمر سے زنجیر کھول کر قتل کے لیے بٹھایا اور اُسکی آنکھون مین
پٹی باندھی اور تیغ تلوار اپنی ہوا پر چلا کے منتظر اشارہ بادشاہ کا تھا اتنے مین وزیر پہونچا اور بلوہ کرنیوالون کو دیکھا کہ باہر
کیطرف میدان مین ہتھیار لیے ہوے جمع ہین اور اکثر دیوار پر چڑھے ہوے قریب ہے کہ کود پڑین جب بادشاہ نے چاہا کہ واسطے

قتل کرنے الہ دین کے اشارہ کرے وزیر نے عرض کی کہ آپ یہ کیا کرتے ہین اُس شخص کے قتل کرنے سے
بڑی مصیبت نصیب دشمنان ہو گی چارون طرف محل کے لاکھون آدمی شہر کے ہتھیار لیے ہوے جمع ہین
ذرا حضور دیوار پر ملاحظہ فرمائین آخر بادشاہ ہزارون آدمی دیوار پر چڑھے دیکھکر نہایت ہراسان ہوا اور
جلاد سے کہا الہ دین کو چھوڑ دے اور ایک افسر کو حکم کیا کہ باواز بلند منادی کرے کہ بادشاہ نے الہ دین کا
قصور معاف کیا اور اُسے چھوڑ دیا جلاد نے الہ دین کو فوراً چھوڑ دیا اور افسر نے منادی کی وہ لوگ جو دیوار پر
چڑھے تھے الہ دین کو چھٹا ہوا دیکھکر اور اس منادی کو سُنکر خوش اور مطمئن ہو کے اُدھر کو دوڑے اور دوسرا انبوہ
کرنیوالون کو خبر رہائی الہ دین کی دی اور اسیطرح سارے شہر مین یہ خبر مشہور ہوگئی یہانتک کہ سب انبوہ
کرنیوالے اُس خبر کو دریافت کرکے اپنے اپنے گھر پر گئے الہ دین نے جب اپنے تئین چھٹا پایا دور سے بادشاہ کی
حضور مین زمین بوس ہو کے عرض کیا کہ جیسی حضور نے میری جان بخشی فرمائی ہے امیدوار ہون کہ مجھکو میرے قصور
سے بھی آگاہ فرمایئے بادشاہ نے کہا اے کمبخت تو ابتک مطلع نہین ہوا نزدیک آ الہ دین جب نزدیک آیا تب اُسے
بادشاہ اپنے خلوتخانے مین جہان سے محل الہ دین کا دکھائی دیتا تھا لیگیا اور کہا اس دروازے کو کھولکر دیکھ کہ تیرا
محل کیا ہوا اور چارون طرف خوب سا دیکھکر مجھے بتا کہ وہ محل کہان چلا گیا الہ دین نے اُس میدان کو خوب غور کر کے دیکھا سوا
میدان کے اُسے کچھ نظر نہ پڑا اور کچھ اُسکے خیال مین نہ آیا کہ اس محل کو کون یہان سے اُٹھا لیگیا اس امر عجیب و غریب
دیکھ چپ اور بے حس و حرکت کھڑا رہگیا بادشاہ نے کہا دیکھا تو نے اب مجھے بتا کہ تیرا محل کہان ہے اور میری لڑکی
کدھر گئی الہ دین نے کہا فی الحقیقہ میرا محل جس جگہ تھا اب نہین ہے غائب ہوگیا مگر میرا کچھ قصور نہین اور میرے
سبب سے یہ واردات نہین ہوئی بادشاہ نے کہا مجھے تیرے محل کے کھوئے جانے سے کچھ غم نہین مجھے غم اپنی لڑکی کا ہے
اپنی خیریت اگر منظور ہو جلد اسے پیدا کر یہ نہ سمجھ کہ تو نے نجات پائی الہ دین نے عرض کیا مین امیدوار ہون
کہ حضور چالیس دن کی مجھے رخصت دین اگر اس مدت مین شہزادی کو تلاش کر کے لایا تو بہتر ورنہ مین
اپنا سر آپ کاٹ کے تخت کے نیچے ڈالدونگا بادشاہ نے کہا مین نے تجھے مہلت چالیس دن کی دی
اب تو جا کے جہان سے جان ڈھونڈھکر لا الہ دین بادشاہ سے رخصت ہو کے ایسے برے حال سے سر نیچے
کیے ہوے روتا ہوا نکلا کہ جس افسر اور سردار کے آگے سے ہو کر گذرتا وہ الہ دین پر بہت ترس کھا کے منھ اپنا چھپا لیتا
اور جب وہ بادشاہ کے محل سے روتا ہوا باہر نکلا متحیر تھا کہ کیا کرون اور کہان جاؤن اور کس جگہ شہزادی کو
ڈھونڈھون آخر سودائی ہو کے ہر ایک کے دروازے پر جا کے صاحب خانہ سے پوچھتا کہ تمنے کہین میرا محل دیکھا ہے یا اگر

خبر مجھ سے کہہ سکتے ہو اس سوال سے ہر ایک الہ دین کو دیوانہ سمجھتا بعضے اُسکی باتون پر ہنستے اور بعضے اُسکے
اس حال پریشان کو دیکھ کر روتے غرض تین دن تک وہ اس شہر مین رہا ہر ایک گلی کوچے مین پھرا کرتا
جو کوئی اُسکو بطریق خیرات کے کچھ دیتا اُسے وہ کھالیتا اور کوئی تدبیر اُسکو نہ سوجھتی آخر الہ دین اس حال خراب سے
اس شہر مین جہان ایسے تجمل سے رہتا تھا زیادہ نہ ٹھہر سکا اور ایک طرف سر بصحرا ہوکر نکلگیا تمام دن
چلا کیا آخر روز کنارے ایک دریا کے پہونچا وہان خیال آیا کہ اب شہزادی کاہے کو ملے گی اس سے بہتر ہے کہ
اس دریا مین ڈوبکر مرجاؤن تا اس مصیبت سے رہائی پاؤن یہ امر دلمین ٹھانکر دریا کیطرف روانہ ہوا لیکن چونکہ مرد
مسلمان اور باایمان تھا سوچا کہ رحمت الٰہی سے بالکل مایوس ہوکے اپنی جان دینا مسلمانون کو نہ چاہیئے
بہتر یہ ہے کہ اسواسطے بر آنے اپنی حاجت کے یہ دعا کرون پس بقصد مناجات متوجہ دریا کا ہوا مگر کنارہ پانی سے بہت دور
اور پست و بلند تھا اسواسطے اُسکا پانون وہانسے پھسلا اور قریب تھا کہ دریا مین گرکے ڈوب جائے مگر اُسنے پتھر
پہاڑ کا پکڑ کر اپنے تئین تھام لیا اور ادھر مین رہا یہ امر اُسکے واسطے بہت مبارک ہوا اسلیے کہ اُس چھلے نے
جسے ساحر افریقی نے الہ دین کو وقت چراغ منگوانے کے تہ خانے سے پہنایا تھا پہاڑ پکڑنے مین پتھر کے ساتھ
رگڑ کھائی غرض فوراً وہ جن جسنے تہ خانہ مین ظاہر ہوکر الہ دین کو نکالا تھا ظاہر ہوکے کہنے لگا کیا چاہتا ہے مین
حاضر ہون اور دوسرے جن جو تابع اس چھلے کے ہین الہ دین خوش ہوا اور اُس جن سے کہا پہلے مجھے تو ڈوبنے
سے بچا اور بتا کہ میرا محل جو مین نے بنایا تھا کہان ہے اور اُسکو کون لیگیا اور پھر تو اس محل کو پہلی جا پر وہان سے
لا سکتا ہے اُس جن نے کہا اُس محل کا لانا میرا کام نہین ہے وہ کام ہے چراغ کے موکلون کا پھر اُس جن نے الہ دین
کو اُس جگہ سے اُٹھاکر کنارے لا بٹھا دیا اور دست بستہ اُسکے آگے کھڑا ہوا الہ دین نے کہا اگر یہ کام تجھسے
نہین ہو سکتا تو مجھے اُس محل مین جہان کہین ہو پہونچا کر بدر البدور شہزادی کے مکان مین چھوڑ آسکتا ہے
اُس جن نے کہا ہان یہ مجھ سے ہو سکیگا یہ کہکے اُسنے الہ دین کو دریا کے کنارے سے اُٹھایا اور فوراً افریقہ
مین لے گیا اور اُسکے محل کے پاس قریب کسی شہر کے جو ایک بڑے میدان مین واقع تھا پہونچا دیا الہ دین
نے باوجود تاریکی رات کے اپنے محل کو خوب پہچانا اور وہان سے اُٹھکر نیچے ایک درخت کے جا بیٹھا اور
سجدے شکر کے جناب صمدیت مین کرکے کہنے لگا قربان اُس خدا کے جسنے بعد مایوسی کے پھر مجھے اس محل اور
شہزادی بدر البدور تک پہونچایا اور جو پانچ دن تک آوارہ اور پریشان و بیخواب و خور پھرا کیا تھا
بدن بھی تمام وہین سو رہا دوسرے دن صبح کو وقت طلوع ہونے آفتاب کے الہ دین چڑیون کی آواز سے

بیدار ہوا اور اُس درخت کے نیچے سے اُٹھ گھنے درختوں کے نیچے جا بیٹھا اور وہان سے اپنے پیارے محل کو اچھی طرح سے دیکھا اور یہ خیال کرکے کہ اب مین پھر مالک اس محل و نازنین شہزادی کا ہونگا بہت خوش ہوا پھر وہان سے اُٹھ کے شہزادی کے مکان مین گیا اور بامید درواز ےکے اندر ٹہلا کیا کہ شہزادی بعد جاگنے کے مجھے البتہ دیکھیگی اور اُس ٹہلنے مین اُسنے غور کیا کہ سبب غائب ہونے محل اور شہزادی کا دار الملک چین سے کیا ہے آخر بعد غور بہت کے اُسے معلوم ہوا کہ سبب گم ہونے محل کا بجز کھوئے جانے چراغ کے نہین ہے پھر اُسنے اپنے تئین بہت ملامت کی کہ میری غفلت سے وہ چراغ گم ہوا مجھے چاہیے تھا کہ اُسکو ایک لمحہ اپنے سے جدا نہ کرتا اور جو پچھلے کے موکل سے سُنا تھا کہ وہ محل ملک افریقہ مین ہے اس سے اُسے معلوم ہوا کہ یہ عداوت مجھ سے اُس ساحر افریقی نے کی ہے وہ شہزادی بہت دن چڑھے جاگی اسلیے کہ تمام رات اپنے تئین اُس ساحر افریقی سے بچانیکے لیے جاگا کرتی تھی اور نہایت تردد مین رہتی اور اُس ساحر کے ساتھ اس بدسلوکی سے پیش آتی تھی کہ اُسکو جرات شب کو محل مین رہنے کی نہ تھی غرض وقت پوشاک پہننے شہزادی کے ایک لونڈی نے دروازے مین سے الہ دین کو دیکھا اُسنے دوڑ کر اپنی بی بی کو خبر دی اُسکو یقین نہوا اُسنے آپ جاکر اُسے دیکھا اور دروازے کو کھولا الہ دین نے آواز دروازے کی سُنکر سر اپنا اوپر اٹھایا اور شہزادی کو پہچان کر نہایت مسرور ہوکر سلام کیا شہزادی نے اسی وقت اپنی خواصونکو کہا جلد الہ دین کو چور دروازے سے میرے پاس لاؤ الہ دین چور دروازے سے کہ متصل بارہ دری کے تھا شہزادی کے پاس آیا بیان اُس خوشی کا جو ان دونون کو ایک دوسرے کے دیکھنے سے ہوئی ہو نہین سکتا دیر تک وہ دونون گلے لگکے رویا کیے اور بعد اُسکے ہر ایک نے اپنا حال بیقراری کا جو فراق مین ایک دوسرے کے اوپر گذرا تھا بیان کیا پھر ایک جگہ پر بیٹھ گئے الہ دین نے شہزادی سے پوچھا تمھین خدا کی قسم تمنے اُس پرانے چراغ کو جسے مین اِس بارہ دری کی کانس پر رکھا کرتا تھا کیا کیا شہزادی نے کہا افسوس یہ سب خرابی جو مجھ پر اور تجھ پر گذری اُسکا سبب مین ہوئی وہ چراغ یہین سے الہ دین نے کہا اے شہزادی یہ قصور سراسر مجھ سے ہوا کہ مین اُس سے غافل رہا خیر اب جو کچھ گذرا گذرا اب فکر اُس چراغ کے پانے کی کیا چاہیے بتاؤ کہ وہ چراغ اب کسکے ہاتھ لگا شہزادی نے الہ دین سے سارا قصہ بدلنے کا اُس پرانے چراغ کا نئے چراغ سے مفصل بیان کیا اور کہا کہ دوسرے دن کی صبح مین نے اپنے تئین اُس محل سمیت اس شہر مین دیکھا اور زبانی اُس ظالم کے مین نے اس شہر کا نام افریقہ سنا ہے اور اُسنے ایسا جادو کیا کہ یہ محل چین سے یہان آیا الہ دین نے شہزادی سے کہا ہمین معلوم ہوا کہ ہم افریقہ کے ملک مین ہین

مگر سچ کہو کہ تم اس مکار ظالم کے ہاتھ سے ابتک بچی ہو یا نہین شہزادی نے کہا ابتک خدا نے مجھے
اُس سے بچایا ہی پھر الہ دین نے کہا کہ وہ شخص بڑا ظالم ہی وقت فرصت کے اُسکے حال کو تم سے بیان
کرونگا مگر مجھے بتاؤ کہ وہ اس چراغ کو کہان رکھتا ہی شہزادی نے کہا وہ چراغ نہایت ہوشیاری سے
کپڑے مین لپیٹ کر اپنے سینے مین رکھتا ہی ایک روز میرے سامنے نکالا تھا اور اُسکو کبھی اپنے سے جدا نہین کرتا
الہ دین نے کہا بی بی وہ شخص ہم دونون کا جانی دشمن ہی اور تم سے وہ کس طرح پیش آتا ہی اور تم اس سے
کیا سلوک کرتی ہو شہزادی نے جواب دیا جب سے مین یہان آئی ہون ایکبار رات کو میرے پاس آتا ہی اور اُسنے
بہت چاہا کہ تیری محبت سے میرے دل کو پھیرے اور میرا شوہر بنے اور تجھے بہت بُری طرح یاد کرتا ہی اور ہزارون
بُری باتین تیرے حق مین غصہ ہوکر کہتا ہی جسکا مین بیان نہین کر سکتی مگر جو مجھکو فراق مین اپنے شہزادہ باپ اور
شوہر کے مبتلا پاتا ہی زیادہ اس سے کچھ نہ کہکے چلا جاتا ہی اور سمجھتا ہی کہ آخر کو مین رفتہ رفتہ سب کو بھولکر
ہمہ تن اُسی کی طرف مائل ہونگی اور مین نے اپنے دل مین ٹھان رکھی تھی کہ اگر یہ بزور میرے پاس کبھی آکر ارادہ کسی
بات کا کریگا مین اپنے تئین جان سے ہلاک کر ڈالونگی اور دن رات اُسی کے خوف مین رہتی ہون مگر اب
تمھین دیکھکر تسکین ہوئی الہ دین نے کہا مجھے بھی یقین تھا کہ تم اُسکے فریب مین نہ آؤگی اب مین اُسکی تدبیر مین جاتا
ہون دو پہر تک پھر آؤنگا اگر تم مجھے اور لباس اور وضع مین دیکھنا تو حیران نہونا اور مین جو دروازے کی راہ
سے آؤنگا ایک شخص کو اسپر متعین کر رکھو کہ جسوقت مین آؤن فوراً اُسے کھولدے شہزادی نے ایک کنیز کو
اس کام پر مقرر کیا کہ جسوقت الہ دین آئے فوراً دروازہ کھولدینا الہ دین چور دروازے سے نکل کر باہر گیا
اور چارون طرف دیکھنے لگا اتفاقاً ایک دہقان کو دیکھا کہ وہ بھی ارادہ بازار کے جانیکا رکھتا ہی الہ دین
دوڑ کر اُس سے ملا اور کچھ نقد اُسے دیکے اسپر راضی کیا کہ اپنے کپڑون کو الہ دین کے کپڑون سے بدلے
چنانچہ الہ دین نے اپنے کپڑے اُتار کے اُس کسان کو دیے اور اُسکے آپ پہن لیے پھر وہ دونون ایک دوسرے
سے علیحدہ ہوکر اپنی راہ لگے الہ دین اُس شہر کے بڑے بازار مین جہان سب قسم کی دکانین اور ہر ایک چیز
بکتی تھی گیا اور ایک پنساری کی دکان پر جاکر پنساری سے پوچھا کہ فلانا سفوف تیرے پاس ہی دکاندار نے
کہا ہی مگر تجھسے قیمت نہ دیجائیگی الہ دین نے تھیلی سے اشرفیان نکال کر دکھلائین دکاندار نے دیکھتے ہی سفوف
الہ دین کو ایک اشرفی قیمت لیکر دیدیا پھر الہ دین نے کچھ کھانا مول لیکر کھایا اور چلدیا اور چور دروازہ
کھلا ہوا پاکے اندر گیا اور وہان سے سیدھا شہزادی کے مکان مین آیا اور شہزادی سے کہا مین نے تدبیر اس

ہو ذی کے دفع کرینکی قرار واقعی کر رکھی ہی مگر اب تم بھی کچھ مکر اور جرات کرو جس سے پھر اپنے باپ سے جا کر ملو اور میری بھی جان و مال بچاؤ پھر الہ دین نے شہزادی بدرالبدور سے کہا تم آج بہت عمدہ عمدہ پوشاک اور زیور پہن اور خوشبو لگا خندہ پیشانی ہو کر بیٹھو جسوقت وہ ساحر افریقی محل میں تمھارے پاس آکے تم خوش ہو کے اس سے اسطرح باتین کرنا کہ اب تیری محبت مین مین نے سب کو بھلا دیا سوا تیرے اور کسی کیطرف دھیان نہین آجکی رات چاہتی ہون کہ ہم تم بیٹھ کے ایک جگہ کھانا کھائین اور جو اچھی سی شراب ہو ہم تم پئین یقین ہی اس بات کو سنکر وہ آپ شراب لینے شہر مین جائیگا اور جب وہ شراب لینے جائے تم اس سفوف کو جو تمھین مین دیتا ہون ایک گلاس مین ڈالکر ذرا فرق سے اور گلاسونکے رکھنا اور شراب پینے وقت ایک کنیز بموجب تمھارے اشارے کے اسی گلاس مین شراب بھر کے تمکو دے اور تم وہ گلاس شراب کا پہلے اپنے ہاتھ مین لیکے اسکے گلاس سے بدل کے دینا وہ اسکو تمھارے ہاتھ سے لیکر نہایت خوشی سے سب پی لیگا اسکے پیتے ہی وہ اوندھا ہو کے گر پڑیگا اور تم بھی اسکے گلاس کو اسکے ہاتھ سے لیکر دکھانیکے لیے منھ سے لگا لینا شہزادی نے الہ دین کی یہ سب باتین سنکر کہا جیسا کہ تمنے مجھ سے کہا ہی ویسا ہی کرونگی خاطر جمع رکھو پھر الہ دین وہان سے ایک حجرے مین اس محل کے چھپ کر بیٹھ رہا جب رات ہوئی وہ چور دروازے سے باہر نکلگیا شہزادی بدرالبدور جب سے اپنے باپ اور پیارے شوہر الہ دین سے جدا ہوئی تھی نہ تو اسنے کپڑے بدلے تھے اور نہ کبھی بناؤ سنگار کیا تھا انھین میلے کپڑونکو جنھین جن مین پہنے تھی پہنے رہی اس دن مصلحتاً اسنے بہت خوب سنگار کیا اور بارہ دری کے اندر منتظر اس افریقی کے آنے کی بیٹھی افریقی اپنے وقت معمولی پر آیا شہزادی نے اسوقت تک کبھی اسکی صورت نحس کو آنکھ اٹھا کے نہ دیکھا تھا مگر خواص سے سنا کہ یہ وہی شخص ہی جو نئے چراغ سے پرانے چراغ کو بدلکر لیگیا تھا اسوقت اسنے مزدرۃً اسے دیکھا اور جسوقت کہ بارہ دری مین پہونچا شہزادی نے اسکی پیشوائی کو کمال ناز و ادا سے اٹھ کر اسکا ہاتھ پکڑ اپنے پاس بٹھایا افریقی اسکے حسن خدا داد پر اور لباس و زیور کو دیکھ کر ہزار جان سے اسپر فریفتہ ہوا اسکو ہرگز جرات نہین پڑتی تھی کہ برابر شہزادی کے بیٹھے مگر شہزادی نے باصرار اسکو اپنے نزدیک بلا کے بٹھلایا بعد اسکے شہزادی نے چاہا کہ اپنے سے اسے بے تکلف کرے اسلیے اس سے کہا تم سنے آج جو مجھے خوش پایا ہی اسکا سبب نہین جانتے ہو وہ یہ ہی کہ مین اپنے خان و مان کی جدائی خصوصاً اپنے شوہر الہ دین اور باپ کے فراق سے دن رات دریائے غم مین ڈوبی رہتی تھی مگر اب مجکو صبر آیا اور سمجھی کہ الہ دین کو میرے باپ نے ضرور ہلاک کر ڈالا ہوگا اب اسکے

لیے غم کرنا عبث ہی اسواسطے مین وہ سب خیال اپنے دل سے نکال ہمہ تن تیری طرف مصروف ہوئی
آج میرا دل چاہتا ہی کہ ہم تم ملکے کھانا کھائین مگر جبتک خاصہ نکالا اور چنا جاے تھوڑی سی شراب
بہتر سے بہتر میرے واسطے منگواو افریقی نے اپنی خوش قسمتی پر بہت نازان ہوکے کہا بہت اچھی شراب
اس شہر مین نہین ملتی ہی مگر میرے گھر مین سات برس کی پرانی شراب موجود ہی اگر شہزادی مجھے اجازت دے
تو مین جاکر اُسے لاؤن شہزادی نے کہا تمھارا جانا مجھے بہت ناگوار ہی اور کسی کو بھیجکر منگوا بھیجو افریقی نے کہا
بے میرے جائے نہین آسکتی ہی شہزادی نے کہا اچھا جاو مگر جلد آنا ساحر افریقی دوڑا گیا شہزادی نے بعد اُسکے
جانیکے اُس سفوف کو ایک گلاس مین ڈالکر ایک کنارے رکھدیا اتنے مین افریقی شراب لیکے آپہونچا اور وہ
دونون کھانے پر بیٹھے شہزادی جو کھانا کہ اچھا تھا اپنے ہاتھ سے اُٹھا اُسکے آگے رکھتی جاتی تھی پھر شہزادی نے
اُس سے کہا اگر تمکو گانا سننا مرغوب ہو تو مین گاؤن مگر مین اکیلی ہون اس سے گفتگو باہم کرنا خوش ہی افریقی
اس کہنے سے شہزادی کے اور بھی زیادہ بھول گیا پھر شہزادی نے ایک گلاس شراب کا یاد مین اس افریقی کے پیا
اور تعریف شراب کی کرکے کہا تمنے جسقدر تعریف اس شراب کی کی تھی ویسی ہی لطیف ہی پھر شہزادی نے
ایک گلاس شراب کا افریقی کو بھرکے دیا اُسنے وہ گلاس پی لیکے کہا مین نے کبھی اس کیفیت سے شراب نہین
پی پھر جب دونون کھانا سیر ہوکے کھاچکے اور تین تین گلاس ہر ایک نے پیے شہزادی نے ایک کنیز کو اشارہ
کیا کہ اُس گلاس کو جسمین سفوف ہی شراب سے بھر کے مجھے دے اور دوسرا گلاس افریقی کو اُس کنیز نے دونون
گلاس بھرکے وہ گلاس خاص شہزادی کے تئین اور دوسرا افریقی کو دیا شہزادی نے افریقی سے کہا ہمارے
ملک مین دستور ہی کہ وقت مے نوشی کے وہ دو شخص جنمین باہم کمال ربط ہو اپنا اپنا گلاس ایک دوسرے
کے ساتھ بدل کرکے واسطے صحت یکدیگر کے پیتے ہین یہ کہہ ہاتھ سے اپنا گلاس افریقی کو دیا اور دوسرے ہاتھ
سے اُسکا گلاس آپ لے لیا افریقی کو یہ ادا شہزادی کی پسند آئی اور اس امر کو نہایت لطف شہزادی پر محمول
کرکے کہا جو نزاکت و خوبی ہر ایک امر مین بی بی تمھارے ملک مین ہی وہ ہمارے افریقہ مین نہین آج اس ادا
کو مین نے تم سے سیکھا اور ممنون ہوا اب کبھی مین اسکو نہ بھولونگا شہزادی نے کہا اب تم اسکو پی لو بعد اُسکے
جو چاہنا کہنا یہ کہکے شہزادی نے اپنے گلاس کو منھ سے لگایا ہنوز اسکے لبون تک گلاس نہ پہونچا تھا کہ
ایک بارگی وہ افریقی اپنا گلاس زہر ہلاہل کا غٹ غٹ کرکے پی گیا اور ایک قطرہ نہ چھوڑا پیتے ہی وہ چت گرا
شہزادی نے جب دیکھا کہ حس و حرکت اُسمین باقی نہ رہی فوراً ایک خواص کی معرفت الہ دین کو بلوایا وہ آیا اُسکے

ساحر افریقی کو دیکھا کہ مرا ہوا پڑا ہے شہزادی نے الہ دین کو مبارکباد دی اور نہایت خوش ہوئی
الہ دین نے شہزادی سے کہا تم ذرا کمرے کے اندر جاؤ تا مین تدبیر چین مین لیجانے تمھارے اور اس محل کی
کرون شہزادی اپنی خواصون اور خواجہ سراؤن سمیت دوسرے مکان مین گئی الہ دین تنہا ہوکر اس مکان کے
دروازے کو بند کر نزدیک لاش افریقی کے گیا اور اُسکی قبا کو کھول وہ چراغ نکال لیا اور اُسکو رگڑا ابجرد رگڑنے
کے جن حاضر ہوا اور موافق معمول کے اُسنے اظہار اپنی اطاعت کا کیا الہ دین نے کہا اس محل کو یہان سے ابھی
لیجا کر چین مین جس جگہ کہ آگے قائم تھا قائم کر جن نے ایکدم مین اس محل کو افریقہ سے اُٹھا کے چین مین
جس جگہ سے کہ اُٹھا لیگیا تھا رکھا پھر الہ دین نے شہزادی سے بغلگیر ہوکے کہا پوری ہماری خوشی کل ہوگی
پھر شہزادی نے حکم کیا کہ جلد سب کھانے لاؤ پھر وہ دونون بعد فراغت طعام کے شراب اُس ساحر افریقی
کی لائی ہوئی بڑی کیفیت سے پی کر اپنی خوابگاہ مین باہم ملکر سو رہے بادشاہ چین کا اُس دن سے کہ محل الہ دین
کا مع شہزادی گم ہوا تھا نہایت بےچین رہتا اور ہمیشہ شہزادی کو یاد کرکے روتا دوسرا دن چین مین محل
کے آنے کو تھا کہ صبح کو حسب معمول بادشاہ اُس خلوتخانہ مین گیا اُسے الہ دین کا محل نظر پڑا جلد روانہ طرف
محل الہ دین کے ہوا اور الہ دین نے بھی فجر کو پوشاک پہن ارادہ جانیکا بارہ دری مین کیا ناگاہ بادشاہ کو
دیکھا کہ تنہا چلا آتا ہی الہ دین نے دوڑکر بادشاہ کا بازو پکڑ کے گھوڑے سے اُتارا بادشاہ نے کہا مین تجھ سے ابھی کچھ
بات نہ کرونگا جبتک کہ اپنی لڑکی کو نہ دیکھونگا اور اُس سے بغلگیر ہو لونگا الہ دین بادشاہ کو اُس مکان مین جہان
شہزادی تھی لے گیا شہزادی جلد پوشاک پہنکر بادشاہ کے حضور مین آئی بادشاہ اُسے دیکھ بہت خوش ہوا
اور اپنے گلے لگایا اور کہا تم اپنا حال بیان کرو کہ کیونکر تم یہان سے محل سمیت غائب ہوگئی تھین شہزادی نے
تمام حال بادشاہ سے ظاہر کیا اور کہا اس مصیبت کا سبب یہ جن ہوئی الہ دین محض بے قصور ہے
پھر سب حال اُسنے بدلنے چراغ پرانے کا اُس نئے چراغ سے ساحر افریقی کے ہاتھ بہ تفصیل بیان کیا
پھر الہ دین نے دروازہ بارہ دری کا کھولکر بادشاہ کو اُس ساحر افریقی کی لاش دکھلائی اور کہا مین نے
بموجب اپنے وعدے کے شہزادی کو صحیح و سالم پھر آپکے حضور مین حاضر کیا بادشاہ یہ حالات شہزادی اور
الہ دین کے سنکر نہایت متحیر ہوا اور اُس ساحر افریقی کو جا کے دیکھا کہ منہ اُسکا سیاہ ہوگیا ہی اور کف زہر کا اُسکے
منھ سے نکلا ہوا ہی بادشاہ نے الہ دین سے کہا اُس غصہ پر جو مین نے تم پر بے اختیاری مین کیا تھا کچھ خیال نہ رکھنا
اور تم میرے لڑکے ہو اکثر ماں باپ بیٹی بیٹا پر خفا ہوتے ہین پھر اُسے نہایت محبت سے اپنے گلے لگایا الہ دین نے کہا مجھے کچھ

شکایت نہین اور یہ ساحر افریقی بڑا ظالم تھا اسکے سبب سے یہ سب فتور ہوا ہر گاہ آپ متوجہ ہونگے مین تجھ
اور بھی حال اُسکی شرارت کا کہونگا اور جو اُسنے آگے میرے ساتھ برائی کی تھی کچھ اس سے کم نہین خدا نے
اپنی عنایت سے مجھے بچایا بادشاہ نے فرمایا اُس حال کو مین پھر سُنونگا اب تم اس بدذات کی لاش
اس جگہ سے پھکوا دو علاء الدین نے لاش اسکی دور میدان مین پھکوا دی تا کہ چرند و پرند اُسکا گوشت نوچکر
کھا مین پھر بادشاہ نے خوش ہو کے حکم کیا کہ نوبت و شادیانے بجین چنانچہ چارون طرف آواز گانے بجانے
کی بلند ہوئی اور دس روز تک برابر دعوتین اور ناچ رنگ تمام شہر مین بادشاہ کیطرف سے ہوئین دوبارہ علاء الدین کو
خدا نے اُس ساحر افریقی کے ہاتھ سے بچا دیا اور تیسری دفعہ کو پھر وہ مبتلا مصیبت کا ہوا اُسکا حال یہ ہے
اُس افریقی کا ایک چھوٹا بھائی تھا کہ علم جادو مین اسکو بھی تکمیل تھی اور وہ دونون بھائی کبھی ایک
شہر مین نہین رہتے تھے اگر ایک مشرق مین ہوتا تو دوسرا مغرب مین مگر ہر سال وہ دونون ایکبار
اپنے علم رمل سے حال ایک دوسرے کا دریافت کرتے ایک سال تک علاء الدین کے ہاتھ سے مارے جانے سے
اُس ساحر افریقی کا حال اُسکے چھوٹے بھائی کو جو افریقہ مین نہ تھا کچھ معلوم نہوا جب اُسنے چاہا کہ حال اپنے بڑے
بھائی کا رمل سے دریافت کرے پس اُسنے ایکدن کتاب رمل کھولکر اپنے بھائی کا حال دیکھا معلوم ہوا کہ وہ دفعۃً
زہر سے مرگیا جب اور زیادہ اُسنے تحقیق چاہی تو اُسے ثابت ہوا کہ ایک شخص نے دار السلطنت چین مین زہر
پلا کے مار ڈالا اور وہ شخص ابتدا مین بہت غریب تھا مگر اب وہ چین کے بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ بیاہا گیا ہی
یہ حال دیکھ کر وہ جادوگر بہت رویا پیٹا اور سوچا کہ پس بہتر یہ ہی کہ اب تو چل کے اُسکے قاتل سے بدلا لے یہ
دلمین ٹھان اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو چین کو روانہ ہوا بعد ایک مدت دراز کے چین مین آپہونچا اور ایک گھر
کرایہ لے کے اُترا رات کی رات وہان رہ کے صبح کو شہر کی سیر شروع کی آخر سیر کرتے کرتے ایک مجمع مین وارد ہوا
اور وہان ٹھہر کے بغور اہل شہر کی باتین سننے لگا اور وہ ایسی جگہ تھی جہان ایک گروہ کثیر اوباشون کا جمع ہو کے
دن رات اپنی اوقات بازی مین صرف کیا کرتا اور جب وہ لوگ باہم ملکے کھانا کھانے بیٹھتے تھے تمام شہر کے
قصے اور طرح طرح کی باتین آپس مین کہتے سنتے اُسنے اُسوقت بالاتفاق سب لوگون سے سنا کہ وہ ایک
نیک عورت بی بی فاطمہ نام کی تعریف اور بیان اُسکی کرامتون کا کر رہے ہین یہ سنکے سوچا کہ شاید
اس بی بی کے سبب سے میرا مطلب بر آئے پھر اُس جادوگر نے اُس مجمع کے ایک شخص سے پوچھا کہ وہ نیک
بی بی کیسی اور اُسکی بزرگیان اور کرامتین کیا ہین اُسنے جواب دیا کیا تم نے کبھی اُسکو اُس شہر مین نہین دیکھا سادہ

تھی بی بی عجوبہ روزگار ہی تمام عمر اپنی اُسنے یون بسر کی کہ دنون کو روزہ رکھتی ہی اور راتون کو نماز پڑھتی ہی اور سا
وہ اپنے عبادتخانہ سے بجز پیر اور جمعے کے باہر نہین نکلتی اور اُس سے بہت کراتین سرزد ہوئین اور
ہوتی ہین منجملہ اُسکے ایک یہ ہی کہ جس کسی کو کیسا ہی درد سر ہو صرف اُسکے ہاتھ کے چھونے سے جاتا رہتا ہی
جادوگر نے دوسرے دن اسکا گھر پوچھتے پوچھتے ڈھونڈھ نکالا اور اُسکو خوب سا پہچان کر وہان سے قہوہ خانے
مین آیا آدھی رات تک قہوہ نوشی مین مشغول رہا بعد اُسکے اُسنے فاطمہ کے عبادتخانہ مین پہونچ باہر والے
دروازے کو کسی حکمت سے کھول کے اندر گیا اور فاطمہ کو چاندنی مین دیکھ کہ پلنگ پر ایک پُرانا بوریا بچھائے
اپنے حجرے کے آگے غافل سو رہی ہی اس جادوگر نے ایک ہاتھ مین ننگی پیش قبض پکڑی اور دوسرے ہاتھ
سے اُس عورت کو جگایا غریب فاطمہ نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص پیش قبض اُسکے سینے پر رکھ کر چاہتا ہی
کہ مارے اس فریفتہ نے کہا اگر تو چلائی یا ذرا آواز کی فوراً تجکو مار ہی ڈالونگا اگر اپنی بہتری چاہتی ہی تو اُٹھ
فاطمہ اُٹھکے کانپنے لگی ساحر نے کہا ڈر نہین صرف مین تیرا لباس چاہتا ہون اُسکو مجھے دے اور میرے کپڑے
تو لے اُسنے فی الفور اپنا لباس نکال دیدیا ساحر نے اُسے پہنکے کہا جو جو نشان تیرے چہرہ پر ہین اُن سب
نشانون کو میری شکل مین بنا دے مین چاہتا ہون کہ مانند تیرے بنجاؤن فاطمہ اُسے اندر حجرے کے
لے گئی اور چراغ جلایا اور ایک قسم کا روغن جادوگر کے چہرے پر لگا کے اپنی سی صورت اُسکی بنا دی
اور کہا کہ اب میرے اور تیرے رنگ روپ مین کچھ فرق نہین بعد اسکے اُسنے اپنے سر کا مونڈا سا اپنے
اس ساحر کے سر پر باندھا اور اُسکو برقع اڑھا کے سب باتین تعلیم کین کہ اس طرح شہر مین دیہونکے سامنے
اپنے بدن کو چھپائیو پھر ایک مالا اپنے پہننے کا اور ایک تسبیح اسکے گلے مین ڈالدی اور ایک عصا اُسکے ہاتھ
مین دیا پھر ایک آئینہ دیکر کہا کہ اب تو اپنے تئین اور میرے تئین دیکھ کہ کچھ بھی فرق ہی غرض ساحر نے جب
اپنے تئین مانند فاطمہ کے خاطر خواہ بنا ہوا پایا اس غریب کو گلا گھونٹ کے مار ڈالا اور اُسکی لاش ایک
حوض مین ڈالدی پھر اُس جادوگر نے مانند فاطمہ کے بنکے دوسری فجر کو فاطمہ کے گھر سے نکل راہ محل لی دین کی لی
راہ مین لوگ اُسے فاطمہ جان اُسکے گرد ہوئے محل تک پہونچتے پہونچتے بہت شہر کے رہنے والے جمع ہوگئے
کوئی اُس سے طلب دعاے خیر کی کرتا اور کوئی اُسکا دست بوس ہوتا اور کوئی اُس کے قبا کے دامن کو چومتا
اور بعضے اُسکے آگے آکر کھڑے ہوتے تا کہ اُن کے سر پر ہاتھ رکھ کے اُنکے درد کو دور کرے اور وہ تسبیح
ہاتھ مین لیے ہوئے زیر لب کچھ بڑبڑا رہا تھا تا کہ لوگ جانین کچھ وظیفہ پڑھ رہی ہی یہان تک کہ سے ۰۱

دھوکے سے اُس جادوگر کو فاطمہ سمجھا اور اکثر وہ ساحر واسطے خاطر داری اُن لوگون کے راہ مین کھڑا ہو جاتا تھا جب وہ قریب محل کے پہونچا پھر وہان تو اسقدر بھیڑ اور کثرت آدمیونکی ہوئی کہ اُس تک پہونچنا لوگونکا دشوار ہو گیا اور آپسمین جھگڑے نے لگے ہر کوئی یہی چاہتا کہ مین ہی نزدیک اُس کے جا کھڑا ہون

تصویر جعلی فاطمہ کی متصل محل الہ دین کے اور خلق اللہ کا اژدحام

اور اُسکا ہاتھ یا کپڑہ چھونے سے اپنی نجات دارین کی حاصل کرون غرض اسقدر شور وغل ہوا کہ شہزادی بدر البدور کے کان مین پہونچا شہزادی نے پوچھا کہ یہ غل کیون ہوتا ہی جب کوئی اہل محل بتا نہ سکا شہزادی نے ایک خواص کو فرمایا کہ جلد جا کے مجھے خبر لا دے اُس خواص نے حقیقت حال دریافت کر کے شہزادی کے حضور مین آ کے ظاہر کیا کہ گرد اُس نیک زن کے جسے فاطمہ کہتے ہین ایک خلق کثیر جمع ہی اُسی کا شور وغل آپکی سماعت مین پہونچا وہ شہزادی کہ آگے سے اُسکی تعریف سُنکے دیکھنے کی مشتاق ہو رہی تھی اُسنے ایک خواجہ سرا کو بھیج کے اُس جعلی فاطمہ کو محل مین بُلوایا جب خواجہ سرا اُسکے پاس گیا سب لوگ خواجہ سرا کو دیکھ دیکھ متفرق ہو گئے اور جعلی فاطمہ نہایت خوش ہوئی خواجہ سرا نے جھک کے اُسسے سلام کیا اور کہا اے بزرگ بی بی ہماری شہزادی تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہی ہمارے ساتھ چلو جعلی فاطمہ

ساتھ ہو کے محل کے اندر گئی اور وہان سے بظاہر پاک اور مقدس لباس مین بارہ دری کے اندر جاکر شہزادی کو بہت دعائین دین اور مذمت دینا اور ترغیب کرنے عبادت مین بہت نصیحت کی شہزادی نے اُسکی باتین سُن اور اُسکو خدا رسیدہ سمجھ کے جواب دیا اے مادر مہربان مین چاہتی ہون کہ یہان بیٹھ کے مجھے خدا کی راہ بتاؤ جعلی فاطمہ شہزادی کے پاس بڑی شرم و حیا سے سر نیچے کیے ہوے بیٹھ گئی پھر شہزادی نے اُس سے کہا اے مان میری کمال آرزو ہے کہ تم میرے پاس رہا کرو تا مین تم سے اکثر بات چیت کیا کرون اور خدا کی راہ سیکھون جعلی فاطمہ نے کہا یہان کے رہنے سے نہ تو میری نماز ہوگی اور نہ میری عبادت شہزادی نے کہا اس محل مین بہت حجرے خالی ہین اُنمین سے ایک حجرہ پسند کر کے رہو اور اُسکو اپنا عبادتخانہ مقرر کرو وہ اس بات کو موافق اپنے مطلب کے سمجھا کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا پھر ازراہ مکر شہزادی سے کہا مجھ ایسی عورت مجاہد اور تارک دنیا کو ایسے محل مین اور ایسی بڑی شہزادی کی مصاحب ہو کے رہنا تو نہ چاہیے مگر آپکی عدول حکمی نہین کر سکتی جسمین کہ آپکی مرضی ہو طوعاً و کرہاً مجھے کرنا ضرور ہے شہزادی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا میرے ساتھ چلکے خالی حجرون کو دیکھو اور اُنمین سے ایک اپنے لیے پسند کرو اُس دغاباز نے ہمراہ شہزادی کے اُن سب حجرون کو دیکھا اور ایک کو اپنے رہنے کے لیے پسند کیا پھر شہزادی نے اسے بارہ دری مین لا کے چاہا کہ اپنے ساتھ کھانا کھلوائے اُسوقت وہ مکار سوچا کہ مبادا وقت کھانے کے منھ میرا شہزادی دیکھ کر پہچان لے کہ مین اصلی فاطمہ نہین ہون اور بھید میرا کھل جائے ازراہ فریب کے کہا مین تو سوا سوکھے ٹکڑے روٹی کے یا سوکھے میوون کے کچھ اور نہین کھاتی اپنے حجرے مین کچھ بھوک کے وقت کھا لیا کرونگی شہزادی نے سوکھے میوے اور سوکھی روٹیان اُسکے کمرے مین بھجوا دین اور اُس سے کہا تم جاکے اپنے مکان مین کچھ تھوڑا بہت کھا کے جلد میرے پاس آنا مین تمھاری منتظر رہونگی ساحر شہزادی سے رخصت ہو اپنے حجرے مین آیا اور خواجہ سرا سے جسکو شہزادی نے اُسکے کام و خدمت کے لیے مقرر کیا تھا کہا جسوقت شہزادی کھانے سے فراغت پائے فوراً مجھے خبر بھیجو چنانچہ جب شہزادی کھانے سے فراغت پا چکی اُسی وقت خواجہ سرا نے اُسے خبر کی یہ خبر سنتے ہی شہزادی کی حضور مین حاضر ہوا شہزادی نے کہا مجھے کمال آرزو ہے کہ ایسی بی بی پارسا اور خدا رسیدہ کی خدمت مین جیسی کہ تم ہو رہون اور بات چیت کیا کرون اثنائے گفتگو مین شہزادی نے جادوگر سے کہا ذرا آنکھ کھول کے اس بارہ دری اور اُسکی تیاری کو دیکھو کہ کیسی ہے پھر شہزادی نے ہر ایک مکان اور اسباب اس بارہ دری کا اُسے دکھلایا اُس

جعلی فاطمہ نے وہ بارہ دری دیکھ کے کہا اے شہزادی فی الحقیقت یہ بارہ دری قابل تعریف ہی اور مثل اسکے روے زمین پر نہین مگر ایک چیز اسمین نہین اگر وہ بھی ہوتی تو ہزار حصہ خوبی اسکی زیادہ ہوتی شہزادی نے کہا وہ کیا چیز ہے اُسنے کہا اگر اس بارہ دری کے درمیان مین ایک انڈا رُخ جانور کا لٹکایا جاتا تو نہایت زیبایش اسکی ہوتی اور تمام عالم مین مثل اپنا نہ رکھتی شہزادی نے پوچھا کہ رُخ کیسا جانور ہی اور اُسکا انڈا کہان ہاتھ لگیگا اُسنے جواب دیا کہ رُخ بڑا جانور ہے اور سوا کاس پہاڑ کی چوٹی کے کہین نہین رہتا جس معمار نے تمھارے اس محل کو بنایا ہے اُسکو وہ انڈا ہاتھ آنا دشوار نہین شہزادی اُسکے بتانے اور اطلاع کرنے سے شکر بجا لائی بعد اُس کے اُس مکار سے دیر تک باتون مین مشغول رہی اور اُس رُخ کے انڈے کو نہ بھولی اور اپنے دلمین یہ ٹھہرا رکھا کہ جسوقت الہ دین شکار سے آئیگا تو مین اس امر کی ضرور اُس سے فرمائش کرونگی اور الہ دین کو چھ دن ہوے تھے کہ شکار کھیلنے گیا تھا اُسکی غیبت مین ساحر افریقی کے بھائی نے اپنے سب کام درست کر لیے اتفاقاً اُسی شام کو الہ دین بھی گھر پہونچا اُسکے آنے سے وہ مکار اپنے حجرے مین شہزادی سے رخصت ہو کر چلا گیا جسوقت الہ دین شہزادی کے پاس گیا اس سے بعد صاحب سلامت کے معانقہ کیا مگر اُسنے شہزادی کو بہ نسبت اور دنون کے خوش نہ پایا پوچھا کیون خیر تو ہے تجھے میرے فراق کیسا رہا دلگیر کیون معلوم ہوتی ہو مجھ سے اپنے دل کا حال کہو شہزادی نے کہا میرا مکان علی الخصوص بارہ دری نہایت خوب بنی اور مرتب ہے مگر ایک امر مین چاہتی ہون کہ وہ بھی اسمین ہو اور وہ یہ ہے کہ گنبد مین بارہ دری کے ایک انڈا رُخ کا لٹکایا جائے تو اور ہی زینت اور زیب اسکی ہو الہ دین نے کہا یہ تو کچھ بہت بڑی بات نہین مین بارہ دری مین اُس انڈے کو لٹکوا دونگا الہ دین شہزادی کو وہین چھوڑ کر بارہ دری مین آیا اور اُس چراغ کو اپنے سینے سے نکالکر رگڑا رگڑتے ہی وہ جن کہ تابع اُسکا تھا حاضر ہوا الہ دین نے کہا اے جن ایک انڈا رُخ کا درمیان برج اس بارہ دری کے لٹکا دے مین تجھے حکم دیتا ہون کہ جلد یہ کام کر لا ہنوز الہ دین نے اپنی بات تمام نہین کی تھی کہ وہ جن ایسا چلّا کے بولا کہ تمام مکان لرزنے لگا اور الہ دین بھی ڈر سے کانپا اور قریب تھا کہ خوف سے گر پڑتا پھر اُس جن نے غصے ہوکے الہ دین سے کہا اے کمبخت مین اور میرے ہمراہی جو جو تو نے کہا فوراً بجا لائے کبھی تیرے کہنے سے عدول حکمی نہین کی مگر تجھ سے ہماری خدمتگذاری کی شکر گذاری کچھ نہ ہو سکی بلکہ برعکس اُسکے ہمکو اب حکم کرتا ہے کہ ہم اپنے مالک کو تیرے پاس لائین اور اُسکو اس بارہ دری کے گنبد مین لٹکائین اب تو اور تیری بی بی اس محل سمیت اس سزا

کی سزاوار ہے کہ فی الفور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نیست و نابود ہو جائین مگر چونکہ تیرا نصیب اچھا ہی اسلیے کہ
تو نے یہ درخواست اپنی خواہش سے نہین کی اور یہ حکم تیری طرف سے نہین معلوم کر کہ یہ سب فتور اُس
ساحر افریقی کے بھائی کا ہی جسے تو نے جان سے مارا ہی اور وہ اس محل مین فاطمہ نیک زن کے بھیس مین
چھپا بیٹھا ہی اور اُس نیک بی بی یعنی فاطمہ کو اُسنے مار ڈالا اور اُسی نے تیری بی بی کو یہ درخواست تعلیم کی ہی اور
اُسکی غرض اس امر سے یہ ہی کہ تو اور تیری بی بی اس مکان سمیت سب کے سب فنا ہو جائین اور اگر اس سے
محفوظ رہے گا تو وہ تجکو قتل کریگا خبردار اُسکے مکر سے غافل نہ رہیو وہ جن یہ سب باتین کہہ کے غائب ہو گیا
الہ دین نے وہ سب باتین ذہن نشین کین اور الہ دین کرامات فاطمہ نیک زن کی آگے سے جانتا تھا
اور اس امر سے بھی خوب واقف تھا کہ اس نیک بی بی کو درد سر چھوٹنے مین نہایت دخل ہی اور چھو کے
اور دم کرنے سے اچھا کرتی ہے وہ اپنے سر کو لپیٹ شہزادی کے مکان مین گیا اور شہزادی کے پاس
بیٹھکر یکبارگی سر کو پکڑ لیا اور شکایت دردسر کی کرنے لگا شہزادی نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم کیا

تصویر الہ دین کی افریقی کے بھائی کو قتل کرنے کی جو زن صالحہ کے بھیس مین تھا

کہ فاطمہ نیک بی بی کو بلا لاؤ جب آدمی اسکے فاطمہ کے بلانے کو گئے شہزادی نے سب حال اُس کے بلانے کا اور اُسکے رکھنے کا اپنے محل میں مفصل الہ دین سے ظاہر کیا اتنے میں فاطمہ بھی آئی الہ دین نے کہا اے مائی مہربان مین تمھارے دیکھنے سے نہایت خوش ہوا اور تمھارا ہونا اس جگہ میرے حق مین نہایت مفید ہوا مین اسوقت درد سر سے نہایت مضطر ہون چاہتا ہون کہ تم مہربانی سے میرے سر پر دم کرو مجھے یقین ہی کہ تمھاری برکت دعا اور دم جھاڑنے سے میرا درد سر جاتا رہیگا اور مین اچھا ہو جاؤنگا الہ دین نے یہ کہکے اپنے سر کو اسکے آگے کیا وہ بھولی فریبی فاطمہ بھی آگے بڑھی اور اُسی وقت اُسنے اپنے ہاتھ کو بیش قبض پر کہ جسکو کمربند مین قبا کے نیچے چھپائے ہوئے تھا رکھا الہ دین چالاکی سے اسکے ہاتھ کو قبل اسکے کہ وہ اُسکو میان سے نکالے پکڑ لیا اور اُسی کی بیش قبض کو لیکر اُسی کے سینے مین ایسا مارا کہ اُسی دم وہ ناپاک زمین پر گر کے واصل جہنم ہوا شہزادی یہ حال دیکھ کے چلائی اور الہ دین سے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر تمنے کیون ایسی نیک بی بی کو قتل کیا الہ دین نے کہا اے شہزادی مینے فاطمہ کو نہین مارا بلکہ ایک بدذات حرامزادے کو کہ میرے قتل پر آمادہ تھا مارا اگر مین یہ فریب نہ کرتا ہرگز یہ مجھے جیتا نہ چھوڑتا یہ ایک ناپاک مرد ہی جسے تم فاطمہ نیک زن سمجھتی ہو پھر اُسکا منھ کھولکر دکھلایا اور کہا کہ اسنے اصلی فاطمہ کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور آپ فریب سے فاطمہ بنا تا مجھے دغا سے قتل کرے مگر مین نے اس حال پر مطلع ہو کر پہلے ہی اُسے جہنم مین بھیجا اور یہ بدکردار بھائی افریقی ساحر کا ہی جو تم کو اس مکان سمیت افریقہ مین لے گیا تھا پھر الہ دین نے سب مفصل حال جن کی زبانی سُنا ہوا شہزادی سے بیان کیا اور اُسکی لاش وہان سے پھکوا کر آپ بعنایت الٰہی اُن دونون جادوگرون کے شر سے محفوظ رہا بعد کئی برس کے بادشاہ چین کہ بہت بوڑھا ہوا تھا مر گیا جو سوا بدر البدور کے کوئی دوسرا اُسکا وارث نہ تھا اسلیے وہی شہزادی اُسکی جانشین ہوئی بعد اُسکے وہ سلطنت الہ دین کے ہاتھ آئی غرض الہ دین اور شہزادی نے بہت برس تک ملک چین مین سلطنت اور فرمانروائی کی قیامت تک دونون کا نام رہا قصہ الہ دین اور چراغ عجیب و غریب کا تمام ہوا فقط

تمام ہوئی جلد تیسری ترجمہ الف لیلہ کی